

جارجی میلنکوف

امن اور آزادی کا علمبردار

سوویت رُوس

★

قومی دارالاشاعت - لاہور

جارجی میلنکوف

امن اور آزادی کا علمبردار

سوویت روس

قومی دار الاشاعت
۳۔ لٹن روڈ۔ لاہور

یہ کتاب اس رپورٹ کا ترجمہ ہے جو جارجی میلنکوف نے
سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کی انیسویں کانگرس (منعقدہ یکم
تا پانچ اکتوبر ۱۹۵۲ء ماسکو) میں پیش کی۔

قیمت:- ایک روپیہ آٹھ آنے

پبلشر:- عبدالرؤف قومی دارالاشاعت۔ لاہور
پرنٹر:- ملت پریس۔ لاہور

فہرست

سوویت یونین کی بین الاقوامی حیثیت

رفیقو۔ اٹھارویں[1] پارٹی کانگرس کے انعقاد سے اب تک کا وقت تاریخی اور اہم واقعات سے پُر ہے۔

دوسری عالمی جنگ نے بہت سی قوموں کی زندگی بدل دی ہے۔ بہت سی ریاستوں کی بنیادیں ہلا ڈالی ہیں اور دنیا کا نقشہ بدل دیا ہے۔ عالمی جنگ (جس کی تیاری بین الاقوامی سامراجی اور رجعتی طاقتوں نے کی) مشرق میں جاپان اور مغرب میں ہٹلر نے کیا۔

عالمی جنگ نے جنگ بازوں کی خواہش اور منصوبے خاک میں ملا دیئے۔ سامراجیوں کے سب اندازے غلط نکلے۔ سوویت یونین کے جری اور دلیر عوام کی

---

[1] اٹھارویں پارٹی کانگرس ۱۰ مارچ ۱۹۳۹ء کو ہوئی تھی۔

بہادری اور بے جگری کے باعث جنگ کا خاتمہ ان سامراجیوں کے منشا کے خلاف ہوا۔

سوویت یونین اس تباہ کن عالمی جنگ میں کمزور ہوجانے کی بجائے طاقتور ہوکر نکلا۔ دنیا میں اس کا وقار پہلے سے بہت بڑھ گیا۔

جنگ جمہوریت کو کمزور یا تباہ نہ کرسکی۔ وسطی اور جنوب مشرقی یورپ کے کئی ایک ملک سرمایہ داری نظام سے ٹوٹ گئے اور ان میں عوامی جمہوری حکومتیں قائم ہوگئیں۔

محکوم اور نیم محکوم ممالک کی غلامی کی زنجیریں مضبوط ہونے کی بجائے کمزور پڑ گئیں۔ ان ممالک میں قومی آزادی کی جدوجہد کی بلند لہریں اٹھنے لگیں اور سامراج کے نوآبادیاتی نظام کا عام بحران اور گہرا ہوگیا۔

چین کے عظیم عوام کی تاریخی فتح نے سامراجی نظام پر کاری ضرب لگائی۔ آج دنیا کی ایک تہائی آبادی سامراج کی غلامی اور لوٹ کھسوٹ سے آزاد ہے۔

سرمایہ دار دنیا میں تین بڑی طاقتیں جرمنی، جاپان اور اٹلی ختم ہوگئیں فرانس اور برطانیہ کمزور ہوئے اور اپنی پہلی حیثیت اور اثر و وقار کھو بیٹھے۔

مابعد جنگ کا زمانہ سرمایہ داری نظام کے زوال اور جمہوریت اور سوشلزم کے نشو و نما اور ترقی کا زمانہ ہے۔

جنگ کے بعد سرمایہ دار ملکوں میں نئی اقتصادی مشکلات پیدا ہوئی ہیں اور بڑھ رہی ہیں، امریکی سامراج نے سرمایہ دار دنیا میں اپنا غلبہ اور اثر بڑھایا ہے جس سے ان میں شدید اختلاف رونما ہوگئے ہیں۔ چونکہ سامراجی اپنی اقتصادی

مشکلات کا حل نئی جنگ کی تیاری میں ڈھونڈ رہے ہیں، اس لئے ان کے باہمی تضاد اور بھی گہرے ہو گئے ہیں۔

سامراجیوں نے اپنی معاشی اور اقتصادی مشکلات کو حل کرنے کیلئے جو راستہ اختیار کیا ہے۔ وہ نئی جنگ کی تیاری اور اپنی اپنی اقتصادیات کو جنگی بنیادوں پر استوار کرنے کا ہے۔ جس کی وجہ سے ان کے باہمی اختلافات اور بڑھے ہیں اور شدید ہو گئے ہیں۔

سیاسی میدان میں مابعد جنگ کے زمانے میں دو کیمپ بن گئے ہیں۔ ایک کیمپ سامراجیوں اور جنگ بازوں کا ہے جس کی رہنمائی امریکہ کر رہا ہے اور دوسرا امن کے حامیوں اور جمہوریت پسندوں کا ہے۔

سرمایہ دار دنیا میں رجعت پسندوں۔ فاصیوں اور جنگ بازوں کا ایک نیا مرکز ابھرا ہے۔ یہ نیا مرکز امریکہ ہے، امن عالم۔ جمہوریت اور قومی آزادی کے لئے یہ مرکز ایک عظیم خطرہ ہے۔ اس خطرہ کے انسداد کے لئے امن کی طاقتیں تمام ملکوں میں پیدا ہوئی ہیں۔ جو عالمی امن اور اپنی قومی آزادی کی حفاظت کے لئے مردانہ وار جد وجہد کر رہی ہیں۔

سوویت یونین نے ترقی کا وہی راستہ جو پر امن تعمیر کا راستہ ہے سوشلزم کو کمیونزم کی طرف لے جانے کا راستہ ہے جسے پارٹی کی اٹھارویں کانگرس نے متعین کیا تھا اور جس میں دوسری عالمی جنگ نے کھنڈت ڈال دی تھی اختیار کیا۔

جنگ کے بعد کے عرصے میں صنعت، وسائل نقل و حمل۔ زراعت اور سائنس

کے تمام شعبوں۔ کلچر اور آرٹ میں نمایاں ترقی ہوئی۔ سوویت نظام میں اور بھی استحکام بڑھا۔ سوویت سماج میں اخلاقی بلندی۔ سیاسی یک جہتی۔ مختلف قوموں میں اتحاد اور دوستی بڑھی۔

اس تمام عرصے میں سوویت یونین عالمی امن کی حفاظت اور بقا کی جدوجہد میں سرگرم رہا ہے۔

آیئے بین الاقوامی حالات سے متعلق بنیادی سوالات پر نظر ڈالیں۔

(۱)

سرمایہ داری نظام کا مزید تنزل

اور

سرمایہ دار ممالک کی اقتصادی حالت

آج دنیا کی اقتصادیات کا نمایاں پہلو دو صورتوں کی موجودگی ہے۔ ایک صورت لگاتار ترقی کی ہے۔ یہ صورت حال سوویت یونین اور عوامی جمہوری حکومتوں میں پائی جاتی ہے جو پرامن تعمیر و ترقی کی راہ پر گامزن ہیں۔ یہاں کا اقتصادی نظام ایسا ہے جس میں معاشی بحران کا نام تک نہیں اور اس نظام میں ترقی اس غرض سے ہوتی ہے تاکہ سماج کی مادی۔ روحانی اور تہذیبی ضروریات

پوری کی جاتی ہیں۔ یہ نظام عوام کے بلند سے بلند تر معیاری زندگی اور روزگار کا ضامن ہے۔ اس نظام کی خصوصیت جمہوری کیمپ کے ممالک کا دوستانہ باہمی تعاون و امداد ہے۔

دوسری صورت سرمایہ داری نظام کی ہے۔ جس کی ترقی رک گئی ہے اور جس کی پیداواری طاقتیں سڑ گئی ہیں۔ یہ ایسا نظام ہے جو ہر لمحہ گہرا ہوتے ہوئے سرمایہ داری کے عام بحران اور بار بار آنے والے معاشی بحران کی گرفت میں زندگی کے آخری سانس لے رہا ہے۔ اس نظام میں جنگی تیاریاں ہو رہی ہیں اور صرف وہی صنعت ترقی کر رہی ہے جو جنگی سامان پیدا کر رہی ہے۔ یہ نظام جس راستہ پر چل رہا ہے وہاں ملکوں میں آپس میں مقابلہ ہے۔ یہ راستہ بعض ملکوں کا دوسروں کو غلام بنانے کا راستہ ہے۔

یہ صورت اس حقیقت سے پیدا ہوتی ہے کہ سرمایہ داری نظام کا مقصد اجتماعی مفاد نہیں ہوتا۔ اس کا مقصد سرمایہ دار طبقہ کے لئے زیادہ سے زیادہ منافع مہیا کرنا ہے اور یہ منافع استحصال۔ لوٹ کھسوٹ۔ غارت گری اور کسی خاص ملک کی بیشتر حصہ آبادی کو غریب نادار بنا کر ہی پیدا ہوتا ہے۔

یہ منافع دوسرے ممالک خاص طور پر پس ماندہ ممالک کو غلام بنا کر اور ان کی منظم لوٹ سے پیدا ہوتا ہے۔

یہ منافع جنگ کی تیاریوں اور قومی اقتصادیات کو جنگی لائنوں پر چلا کر پیدا ہوتا ہے۔

سوویت یونین اور سرمایہ دار ملکوں کی گذشتہ چند برس کی پیداواری ترقی

کے اعداد و شمار ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

سوویت یونین اور سرمایہ دار ملکوں کی ۱۹۲۹-۱۹۵۰ سنہ تک کی صنعتی پیداوار کا نقشہ

	۱۹۲۹	۱۹۳۹	۱۹۴۳	۱۹۴۶	۱۹۴۷	۱۹۴۸	۱۹۴۹	۱۹۵۰	۱۹۵۱
سوویت یونین	۱۰۰	۵۵۲	۵۷۳	۴۶۶	۵۷۱	۷۲۱	۸۷۰	۱٫۰۸۲	۱۲۶۶
امریکہ	۱۰۰	۹۹	۲۱۷	۱۵۵	۱۷۰	۱۷۵	۱۶۰	۱۸۲	۲۰۰
برطانیہ	۱۰۰	۱۲۳	کوئی اعداد و	۱۱۲	۱۲۱	۱۳۵	۱۴۴	۱۵۷	۱۶۰
فرانس	۱۰۰	۸۰	شمار شائع	۶۳	۴۴	۸۵	۹۲	۹۲	۱۰۴
اٹلی	۱۰۰	۱۰۸	نہیں ہوئے	۷۲	۹۳	۹۷	۱۰۳	۱۱۸	۱۳۴

اس نقشے سے ظاہر ہوتا ہے کہ سنہ ۱۹۵۱ء میں سوویت یونین کی صنعتی پیداوار سنہ ۱۹۲۹ء کی صنعتی پیداوار کا ۱۲۶۶ فی صد ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس عرصے میں سوویت یونین کی صنعتی پیداوار تیرہ گنا بڑھی ہے۔

جنگ سے پہلے کی طرح مابعد جنگ کے سالوں میں بھی سوویت یونین کی صنعت برابر ترقی کر رہی ہے اور اس ترقی کی بنیاد ہے پیداوار برامن ضروریات کے لئے۔

اس نقشے سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ سنہ ۱۹۲۹ء سے سنہ ۱۹۳۹ تک امریکہ کی صنعتی پیداوار کی ترقی رکی رہی۔ اور اس کی صنعتی پیداوار اس وقت بڑھی جب کہ دوسری عالمی جنگ کے لیئے سامان کی ضرورت پڑی اور جنگی ضروریات کے پیش نظر سامان جنگ بننے لگا۔ جنگ ختم ہو گئی تو صنعتی پیداوار ایک بار پھر تیزی سے گری

اور اس میں نیا ابھار اس وقت آیا جب امریکہ نے کوریائی عوام کے خلاف جنگ کا آغاز کیا اور ہتھیار اور دوسرا سامان حرب بنانے کی مہم تیز ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۹۵۱ء میں صنعتی پیداوار ۱۹۲۹ء سے دوگنی ہوگئی۔

برطانیہ کی صنعتی پیداوار اس تمام عرصے میں صرف ۶۰ فی صدی بڑھی ہے اور مغربی یورپ کے دوسرے سرمایہ دار ملکوں کی صنعتی پیداوار ۱۹۲۹ء کی سطح سے آگے نہیں بڑھی۔

یورپ کی عوامی جمہوری ملکوں میں ۱۹۵۱ء میں صنعتی پیداوار میں قبل از جنگ کی صنعتی پیداوار کی بہ نسبت اضافہ ہوا ہے۔ حالانکہ ان ممالک میں جنگ کی وجہ سے مغربی یورپ کے سرمایہ دار ملکوں سے بہت زیادہ تباہی ہوئی تھی۔ پیداوار میں یہ اضافہ پولینڈ میں ۱۹۰ فی صد چیکوسلوویکیا میں ۷۰ فی صد، ہنگری میں ۱۵۰ فی صد، بلغاریہ میں ۳۵۰ فی صد، رومانیہ میں ۹۰ فیصد اور البانیہ میں ۴۰۰ فی صد سے بھی زیادہ ہوا ہے۔ ان ملکوں میں زرعی پیداوار میں بھی ترقی ہوئی ہے، خاص کر ان فصلوں کی پیداوار میں جو صنعتوں کے لئے درکار ہیں اور مویشیوں میں۔

جرمن جمہوری ری پبلک میں اقتصادی ترقی تیزی سے ہو رہی ہے۔ ۱۹۵۲ء میں اس کی صنعتی پیداوار نہ صرف قبل از جنگ کی سطح پر پہنچ گئی ہے بلکہ اس میں ۶ ۲ فی صد اضافہ بھی ہوا ہے۔ ۱۹۵۱ء میں اس ملک میں صنعتی پیداوار ۱۹۳۶ء کی صنعتی پیداوار سے ۱۴۰ فی صد زیادہ تھی۔ دھات کی صنعت، مشین سازی کی صنعت اور کیمیائی صنعت اور بجلی کی پیداوار سال بسال ترقی کر رہی ہے۔ زرعی پیداوار قبل از جنگ کی سطح سے بلحاظ رقبہ اور شرح پیداوار آگے ہے۔

عوامی چین روز افزوں ترقی کر رہا ہے۔ چینی عوام بے پناہ جوش سے تعمیری کاموں میں مصروف ہیں۔ اور کامیابی سے جاپانی حملہ آوروں اور کومن تانگ کی لائی ہوئی تباہی کو دور کر رہے ہیں۔ عوامی چین میں صنعت بڑی تیزی سے ترقی کر رہی ہے۔ سنہ ۱۹۵۱ء میں صنعتی پیداوار سنہ ۱۹۴۹ء سے دوگنی تھی۔ ٹوٹی ہوئی ریلوے لائن بحال ہو چکی ہے اور نئی نئی پٹریاں تیزی سے بچھائی جا رہی ہیں۔

عوامی چین کی جمہوری حکومت نے ملک میں جو زرعی اصلاحات کی ہیں اس سے زرعی پیداوار میں بہت اضافہ ہوا ہے۔ سنہ ۱۹۵۱ء میں غلے کی پیداوار سنہ ۱۹۴۹ء سے ۱۲۸ فی صد اور کپاس کی پیداوار ۲۵۲ فی صد تھی۔

کومن تانگ کے عہد حکومت میں چین کی مالی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ افراط زر کی وجہ سے اشیاء کی قیمتیں آسمان کو چھو تی تھیں۔ عوامی حکومت نے مالی حالت سدھار دی ہے اور کرنسی کو اپنے پاؤں پر کھڑا کر دیا ہے۔

جاپانی سامراج سے آزادی حاصل کرنے کے بعد کوریا کی عوامی جمہوری ری پبلک میں قابل ذکر اقتصادی ترقی ہوئی تھی۔ سنہ ۱۹۴۹ء میں اس کی صنعتی پیداوار ۱۹۴۷ء سے چوگنی ہو گئی تھی۔ عوامی حکومت کی زرعی اصلاحات سے رقبہ زیر کاشت میں ۲۵ فی صد اضافہ ہوا اور پیداوار میں بھی نمایاں ترقی ہوئی۔

امریکی سامراج کے حملے سے کوریائی عوام کی پُرامن تعمیری سرگرمیاں رک گئیں اور اب تک رکی ہوئی ہیں۔ امریکی سپاہی اور دوسرے ملکوں کی فوجیں جو یو۔این۔او کے جھنڈے تلے کوریا میں لڑ رہی ہیں وہ شمالی کوریا کے شہروں اور دیہات کو تباہ و برباد کر رہی ہیں اور ملک کی صنعت و زراعت کو وحشیانہ طریقے پر تاراج کر رہی ہیں۔

منگولین عوامی ری پبلک میں گذشتہ برسوں میں نمایاں اقتصادی ترقی ہوئی ہے اور سال بسال ہو رہی ہے۔ منگولین عوام کا معیار زندگی بڑھ رہا ہے۔ کلچر ترقی کر رہا ہے۔ ملک کی اقتصادی زندگی کی اہم شاخ مویشی پالنا ہے اس میں بہت وسعت ہوئی ہے۔ ری پبلک کے قیام سے اب تک مویشیوں کی تعداد میں ۱۵۰ فیصد اضافہ ہوا ہے اور ملک کی اس دولت کے مالک کسان ہیں۔ حکومت کی لگائی ہوئی صنعت اور کوآپریٹو صنعت میں گذشتہ دس برس میں پیداوار میں کم و بیش تین گنا ترقی ہوئی ہے۔

سرمایہ دار ملکوں اور جمہوری کیمپ کے ملکوں کی صنعتی ترقی کے اعداد و شمار سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سرمایہ دار ملکوں میں امریکہ سمیت صنعتی پیداوار کی رفتار جمہوری کیمپ کے ملکوں اور سوویت یونین کی صنعتی پیداوار کی رفتار سے بہت کم ہے۔

دوسری بات جو ان اعداد و شمار سے واضح ہوتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ جو تھوڑی بہت ترقی سرمایہ دار ملکوں کی صنعتی پیداوار میں نظر آتی ہے۔ وہ جنگی تیاریوں اور عالمی جنگ میں سامان حرب کی تیاری اور فراہمی کے طفیل ہے۔

دوسری عالمی جنگ نے سرمایہ داری نظام کے سیاسی اور اقتصادی تضاد اور اختلافات (جو دوسری عالمی جنگ کی وجہ بنے تھے) ختم نہیں کئے بلکہ اور بھی بڑھا دیئے ہیں۔ جنگ کی وجہ سے سرمایہ دار ملکوں کی اقتصادی حالت اور بھی پتلی ہو گئی ہے اور سرمایہ داری نظام کا عام بحران زیادہ شدت اختیار کر گیا ہے۔

سامراجی ملکوں کے بڑے سرمایہ داروں کی وہ امیدیں جو انہوں نے دوسری عالمی

جنگ سے وابستہ کر رکھی تھیں پوری نہیں ہوئیں۔ دونوں سرمایہ دار گروہ جو اس جنگ میں الجھے وہ ایک دوسرے کو طاقت کے بل پر زیر کرکے دنیا کی نئے سرے سے تقسیم کرنا چاہتے تھے۔ وہ کچے مال کے وسائل پر قبضہ کرنا چاہتے تھے وہ اپنے اپنے صنعتی مال کے لئے منڈیوں کی توسیع چاہتے تھے۔ وہ اپنے حریفوں سے چھین کر اپنی اقتصادی حالت مضبوط اور بہتر کرنا چاہتے تھے اور دنیا پر غلبے اور تسلط کے خواہش مند تھے۔

لیکن ان کی یہ امیدیں پوری نہ ہوئیں ان کے سارے اندازے کہ جنگ کا نتیجہ کیا نکلے گا۔ غلط ثابت ہوئے۔ اس جنگ میں جرمنی اور جاپان پٹ گئے اور ان کے تین سرمایہ دار حریفوں امریکہ، برطانیہ اور فرانس بالخصوص امریکہ کو یہ توقع تھی کہ وہ اپنی صنعتی پیداوار کو چار یا پانچ گنا بڑھائے گا لیکن اس کی یہ امیدیں پوری نہ ہوئیں۔

جو کچھ سامراجی سوچتے تھے جنگ کا نتیجہ اس کے بالکل برعکس نکلا چین اور یورپ کی عوامی جمہوریتیں سرمایہ داری نظام سے الگ ہو گئیں اور سوویت یونین کے ساتھ مل کر ایک مضبوط اور طاقتور امن اور جمہوریت کا کیمپ بنا لیا۔ جو سامراجیوں کے کیمپ کے سامنے سینہ تانے کھڑا ہے۔

دنیا دو مخالف کیمپوں میں بٹ گئی اور اس بٹوارے کا اقتصادی نتیجہ بقول سٹالن یہ نکلا کہ عالمی منڈی کی وحدت ختم ہو گئی اور دو متوازی منڈیاں قائم ہو گئیں، ایک امن اور جمہوریت کے علمبردار ملکوں کی منڈی اور دوسری ان ممالک کی منڈی جو سامراجیوں کے کیمپ میں ہیں۔ دوسری عالمی جنگ کا سب سے

اہم اقتصادی نتیجہ ایک عالمی منڈی کا خاتمہ ہے۔

دونوں عالمی منڈیوں کا رخ مختلف سمتوں میں ہے۔ نئی جمہوری عالمی منڈی میں فروخت کی کوئی دشواری پیش نہیں آرہی ہے کیونکہ جمہوری کیمپ کے ملک بحران سے آزاد ہیں اور ان میں صنعتی پیداوار کے مطابق کھپت بھی سال بسال بڑھ رہی ہے۔ جمہوری ملکوں کی لگاتار پیداواری ترقی جمہوری منڈی کی کھپت بھی متواتر وسیع کر رہی ہے۔

دوسری طرف سرمایہ داروں کی عالمی منڈی ہے جس کا سوویت یونین اور عوامی جمہوریتوں سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ منڈی روز بروز سکڑ رہی ہے۔ اس میں فروخت کی دشواریاں درپیش ہیں۔ ان دشواریوں کو سرمایہ دار ملکوں کے پیداواری بحران۔ بے کاری۔ عوام کی روز افزوں غربت اور جمہوری ممالک سے علیحدگی نے پیدا کیا ہے۔

یہ بات دھیان میں رہنی چاہیئے کہ عالمی منڈی کے خاتمہ کے باعث بڑے سرمایہ دار ممالک (امریکہ۔ برطانیہ۔ فرانس) کا حلقہ اثر جو عالمی وسائل پر تھا بہت زیادہ سمٹ گیا ہے اور سرمایہ داروں کی عالمی منڈی روز بروز سکڑتی جا رہی ہے۔ اس عالمی منڈی میں فروخت کے حالات خراب ہو چکے ہیں اور روز بروز خراب ہوتے جاتے ہیں۔

دوسری عالمی جنگ نے تمام سرمایہ دار ملکوں کو یکساں متاثر نہیں کیا ہے اور اس کی وجہ سے ان ملکوں کے اقتصادی تعلقات میں بے حد اہم تبدیلیاں رونما ہوگئی ہیں۔ جنگ کی طوالت۔ انسانی جانوں کے اتلاف اور مادی نقصانات نے

ان سرمایہ دار ممالک کی اقتصادی زندگی کا تانا بانا بکھیر دیا ہے جو اس عالمی جنگ میں شریک تھے خاص طور پر جرمنی اور جاپان اور اٹلی کی اقتصادی زندگی مفلوج ہو گئی ہے۔ فرانس، ہالینڈ، بلجیم اور کئی ایک دوسرے ممالک کو بھی نمایاں نقصان پہنچا ہے اور برطانیہ بھی بے حد کمزور ہوا ہے۔

امریکہ نے عالمی جنگ میں بے حد منافع کمایا ہے، امریکہ کے کروڑ پتی اور بھی امیر ہو گئے ہیں۔ لیکن امریکہ اپنا مقصد حاصل نہیں کر سکا۔ اس کا مقصد تھا امریکی سرمایہ کے لئے عالمی منڈی میں غلبہ حاصل کرنا جس میں وہ ناکام رہا ہے۔ امریکہ کا اندازہ تھا کہ جرمنی اور جاپان کی تباہی کے بعد اسے اپنی صنعتی پیداوار کو چار یا پانچ گنا بڑھانے کا موقع ملے گا۔ لیکن وہ اپنی صنعتی پیداوار کو صرف دوگنا کر سکا اور اب وہ معاشی بحران میں پھنستا جا رہا ہے۔ آج امریکہ میں کم و بیش تیس لاکھ افراد بے کار ہیں اور اس سے کہیں زیادہ نیم بے کاروں کی تعداد ہے۔ مزدوروں کی ہڑتالیں امریکی کروڑ پتیوں کے لئے اور دشواریاں پیدا کر رہی ہیں۔ اور یہ سب کچھ نتیجہ ہے امریکہ کے حکمران طبقہ کی غلط پالیسی کا جس کی وجہ سے اس ملک کی صنعت سوویت یونین۔ چین اور یورپ کی عوامی جمہوریتوں کی منڈیوں سے محروم ہو گئی ہے۔

امریکی سامراج نہ صرف یہ کہ دوسرے ممالک کی دولت لوٹ رہا ہے اور دوسری قوموں کو غلام بنا رہا ہے بلکہ دوسرے سرمایہ دار ملکوں کی صنعت کا گلا گھونٹ رہا ہے اور ان کی اقتصادی زندگی میں انتشار کا باعث بن رہا ہے جنگ کے بعد امریکہ کے اجارہ دار سرمایہ داروں نے

دوسرے سرمایہ دار حریفوں کی کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عالمی سرمایہ دار

منڈی کے بہت سے حصہ پر قبضہ کر لیا۔ امریکی اجارہ دار سرمایہ دار پرانے تجارتی رشتوں اور اقتصادی تعلقات کو جو سرمایہ دار ممالک میں قائم ہیں تباہ کر کے نئے رشتے اور تعلقات قائم کر رہا ہے۔ اس طرح بین الاقوامی رشتوں کی جگہ امریکہ اپنے اور سرمایہ دار ملکوں کے درمیان دو قومی رشتے قائم کر رہا ہے۔

امریکہ اپنی برآمد بڑھا رہا ہے اور اپنا صنعتی مال دوسرے ملکوں میں درآمد کر کے بڑی ڈھٹائی سے ان ملکوں کے مال کے مقابلہ میں اپنا مال سستا فروخت کر رہا ہے، ساتھ ہی ساتھ اپنی منڈی کے دروازے ان ممالک کے مال پر بند کر رکھے ہیں۔ جس کی وجہ سے ایک طرف امریکی عوام گرانی کے ہاتھوں بدحال ہیں تو دوسری طرف امریکی اجارہ دار سرمایہ داروں کے طفیل عالمی سرمایہ دار منڈی دم توڑ رہی ہے۔ امریکی سامراجی مغربی یورپ کے ممالک کو مشرقی یورپ کے ملکوں سے خوراک لینے سے روکے ہوئے ہیں۔ پیشتر ازیں مغربی یورپ کے ملک مشرقی ممالک سے غلہ اور دوسری خام اجناس لیتے اور اس کے بدلے میں اپنی مصنوعات انہیں دیتے تھے۔

جس اقتصادی پالیسی پر امریکہ چل رہا ہے اس سے امریکہ اور دوسرے سرمایہ دار ملکوں کے درمیان اختلافات کا بڑھنا قدرتی امر ہے۔ امریکہ اور برطانیہ کا اختلاف آج کسی سے چھپا ڈھکا نہیں اور یہ اختلاف ایک دوسرے کیخلاف کھلم کھلا کش مکش کی صورت اختیار کر رہا ہے امریکہ اور برطانیہ کے اجارہ دار تیل کے ذخیروں۔ ربڑ۔ کمیاب دھاتوں۔ گندھک اور اون والے خطوں اور منڈیوں پر قبضہ جمانے کی ہوس میں ایک دوسرے سے دست و گریباں

ہو رہے ہیں۔ اس کے علاوہ امریکہ اور جاپان، امریکہ اور اٹلی، امریکہ اور جرمنی میں بہت گہرے اختلافات موجود ہیں۔ آج گو اٹلی، جاپان اور جرمنی امریکی فاتح ڈکٹیٹروں کے بوٹ تلے ہیں لیکن یہ سوچنا سادہ لوحی ہو گا کہ یہ ملک ہمیشہ ہمیشہ امریکی غلامی اور تسلط قبول کئے رہیں گے اور اس کے خلاف سر نہ اٹھائیں گے۔ اسے بھلا کون باور کر سکتا ہے کہ امریکی جبر سے نجات حاصل کرنے کیلئے یہ ممالک کبھی جدوجہد نہ کریں گے تاکہ وہ آزاد زندگی بسر کر سکیں۔

جوں جوں امریکی سرمایہ ایڈ (امداد) کے بہانے جو وہ قرضوں کی صورت میں دیتا ہے فرانس اور برطانیہ کی اقتصادیات میں داخل ہو رہا ہے اور فرانس اور برطانیہ کی نوآبادیوں کی منڈیوں اور کچے مال پر قبضہ کرتا جا رہا ہے۔ فرانس اور امریکہ، برطانیہ اور امریکہ میں دشمنی بڑھتی جا رہی ہے اور مستقبل میں اور بڑھیگی برطانیہ اور اس کے پیچھے پیچھے فرانس اور دوسرے سرمایہ دار ملک امریکہ کی غلامی سے نکل بھاگنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارنے لگے ہیں تاکہ وہ آزاد حیثیت حاصل کر سکیں اور خوب منافع کما سکیں۔ برطانیہ کے سرمایہ دار امریکہ کے خلاف بین الاقوامی تجارتی میدان میں بڑی بے جگری سے جدوجہد کر رہے ہیں۔

سامراجیوں نے خود ہی عالمی جمہوری منڈی سے رشتہ توڑ لیا جس کی وجہ سے ان کی مابعد جنگ کی اقتصادی دشواریاں دوچند ہو گئیں۔ امریکہ نے چین سے تجارت بند کر دی ہے اور سوویت یونین اور عوامی جمہوری ممالک سے اس کی تجارت صفر کے برابر ہے۔ امریکہ نے نہ صرف مفتوحہ ممالک (جاپان اٹلی۔ اور جرمنی) بلکہ برطانیہ، فرانس، ہالینڈ، ڈنمارک، ناروے، بلجیم اور دوسرے

سرمایہ دار ممالک کو جمہوری کیمپ کے ملکوں سے خرید و فروخت سے منع کر رکھا ہے۔

۱۹۵۱ء میں امریکہ کی تجارت جمہوری کیمپ کے ممالک سے ۱۹۳۷ء کی تجارت کا دسواں حصہ تھی۔ برطانیہ کی ان ملکوں سے تجارت پہلے سے ½ اور فرانس کی ⅓ رہ گئی ہے۔

امریکہ، برطانیہ اور فرانس نے سوویت یونین چین اور عوامی جمہوری ممالک کی تجارتی ناکہ بندی کی۔ ان کا خیال تھا کہ اس طرح وہ ان ممالک کا گلا گھونٹ سکیں گے لیکن وہ جمہوری کیمپ کے ملکوں کا گلا نہ گھونٹ سکے بلکہ وہ اور بھی مضبوط ہو گئے الٹا یہ ناکہ بندی عالمی جمہوری منڈی کو کمزور کرنے کی بجائے اس کے استحکام کا باعث بنی۔ اپنے اس قدم سے سامراجیوں نے اپنی ہی برآمد پر کاری ضرب لگائی اور اپنے ملکوں کی صنعت کے پیداواری صلاحیتوں اور پیداوار کے لئے منڈیوں کے امکانات میں جو تضاد ہے اس کو اور گہرا کیا۔

ان سب باتوں سے یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ سرمایہ داری نظام شدید قسم کے تضادوں سے دوچار رہا ہے اور جنگ کے بعد سے یہ سکڑا ہے، کمزور ہوا ہے، اور مزید ناپائدار ہوا ہے۔

امریکی سرمایہ دار ان دشواریوں سے خبردار ہیں اور وہ کوریا میں جنگ جاری رکھ کر اسلحہ سازی کی مہم تیز کر کے اور صنعت کو فوجی ضروریات کی لائنوں پر ڈھال کر ان پر قابو پانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

کوریائی عوام کے خلاف رجعتی جنگ کا آغاز کر کے اور جمہوری کیمپ سے جنگ کے خطرے کا ہوا کھڑا کر کے امریکہ، برطانیہ اور فرانس اپنی اقتصادیات کو جنگی

لائنوں پر لے آئے ہیں۔ اور اسلحہ سازی کی مہم بے حد تیز کر دی ہے۔ آج ان ملکوں میں صورت یہ ہے کہ ان کی صنعتی پیداوار کا بیشتر حصہ جنگی سامان پر مشتمل ہے جنگی سامان کے ٹھیکوں پر ہی امریکہ اور دوسرے سرمایہ دار ملکوں کی بنیادی صنعت پل رہی ہے۔

سرمایہ دار ملکوں کے بجٹ کا بیشتر حصہ سامان جنگ پر خرچ ہو رہا ہے امریکہ میں ۳۷-۱۹۳۶ء کے بجٹ میں فوجی اخراجات کے لئے ایک ہزار ملین ڈالر کی رقم مخصوص تھی اور ۵۳-۱۹۵۲ء میں اٹھاون ہزار دو سو ملین ڈالر اس مقصد کے لئے رکھے گئے ہیں اور یہ رقم بجٹ کا ۷۴ فیصدی ہے جب کہ ۳۷-۱۹۳۶ء میں فوجی اخراجات کی رقم صرف ۱۴ فیصدی تھی۔ برطانیہ میں اسی عرصے میں فوجی اخراجات ایک سو ستانوے ملین پونڈ سے سولہ سو چھتیس ملین پونڈ ہو گئی ہے۔ آج یہ رقم کل بجٹ کا ۴۲ فیصدی ہے جب کہ جنگ سے پہلے ۱۹ فیصدی تھی۔ فرانس میں فوجی اخراجات کی رقم کل بجٹ کا ۴۰ فی صدی ہے۔

جنگی اخراجات میں اتنے عظیم اضافے کو ٹیکس بڑھا کر اور کاغذی سکہ جاری کر کے پورا کیا جا رہا ہے۔ جنگ اور امریکی پالیسی نے سرمایہ دار ملکوں کے مالیاتی نظام کی جڑیں کھوکھلی کر دی ہیں اور اس کی بنیادیں روز بروز کمزور سے کمزور تر ہوتی جا رہی ہیں۔ زر کی قیمت بے حد گر گئی ہے۔ سرکاری اطلاع کے مطابق ڈالر کی قیمت ۱۹۵۱ء میں ۱۹۳۹ء کی قیمت کا ۴۳ فیصدی رہ گئی ہے برطانیہ کے پونڈ کی قوت خرید ۶۲ فیصدی، فرانس کے فرانک کی ۴۶۸ فی صدی اور اٹلی کے لیرا کی ۲۱ فیصدی سے بھی کم رہ گئی ہے۔

امریکہ اور دوسرے سرمایہ دار ممالک اپنی اقتصادیات کو جنگی لائنوں پر لاکر اپنی صنعتی پیداوار میں کچھ عرصے کے لئے اضافہ کرنے میں کامیاب ہوئے تھے بورژوا ماہر اقتصادیات اس سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ بڑے بڑے جنگی ٹھیکوں کی مدد سے معاشی بحران کو روکا جاسکتا ہے اور بزنس میں سرگرمی قائم رکھی جاسکتی ہے لیکن حقیقت ان کے اس دعویٰ کی تصدیق نہیں کرتی ۔۔۔۔
سرمایہ داروں کی جنگی سرگرمیاں اور جنگی لائنوں پر صنعت کو چلانے کا کام تیسرے برس میں داخل ہوچکا ہے اور اس کے تباہ کن اثرات روز بروز زیادہ نمایاں ہوتے جارہے ہیں۔ جنگی تیاریوں کے لائے ہوئے افراط زر نے عارضی طور پر سرمایہ دار ملکوں کی صنعت کو سہارا دیا اور آگے بڑھایا لیکن صنعت کی ترقی سمٹ سمٹا کر ایک ہی رخ پر ڈھل گئی اور صرف جنگی صنعت کو ترقی ہوئی۔

ان ملکوں میں تیار شدہ اور کچے مال کا نمایاں حصہ جنگ میں صرف ہو رہا ہے یا جنگی ضروریات کے پیش نظر ذخیرہ کیا جارہا ہے، اس طرح قومی دولت کا بہت سا حصہ رائگاں جارہا ہے۔

جب بھی کسی ملک میں جنگ کی تیاریاں شروع ہوتی ہیں تو وہاں کے عوام سے اس کا تمام خرچ ٹیکسوں کی صورت میں وصول کیا جاتا ہے اور اس طرح اس کا بار عوام پر پڑتا ہے۔ آج صورت حال یہ ہے کہ سرمایہ دار ملکوں میں حکومت کے بجٹ کروڑ پتیوں کا عوام کو لوٹنے کا ذریعہ ہیں۔ بھاری ٹیکسوں کی وجہ سے عوام کی قوت خرید گر جاتی ہے اور صنعتی اور زرعی مال کی مانگ کم ہوجاتی ہے اور شہری ضروریات کی پیداوار میں بے حد کمی ہوجاتی ہے اور اس طرح سخت معاشی بحران

کے حالات پیدا ہو جاتے ہیں۔

کسی ملک میں عوام کی گرتی ہوئی مانگ اور ملک کی پیداواری صلاحیتوں میں جو خلیج پیدا ہو جاتی ہے وہ قومی اقتصادیات کو جنگی لائنوں پر چلانے سے دور ہونے کی بجائے اور بڑھتی ہے۔ سرمایہ دار ملکوں میں عوام کی قوت خرید گرنے سے ان کی موثر مانگ کم ہو رہی ہے اور وہاں کے حکمران گروہ اپنی پالیسی سے اسے اور بھی گرانے کا باعث بن رہے ہیں۔ عوام کی قوت خرید گرنے سے سرمایہ داروں کی منڈی بتدریج سکڑتی ہے اور اس طرح جنگی سامان کی پیداوار میں وسعت کا لازمی نتیجہ معاشی بحران نکلتا ہے جس سے کسی طرح بچاؤ نہیں ہو سکتا۔

اسلحہ سازی کی دوڑ نے امریکی حواریوں کی اقتصادیات پر ناقابل برداشت بوجھ ڈال دیا ہے، امریکہ نے کوریا کی جنگ شروع کرنے کے بعد مغربی یورپ کے ممالک پر قومی صنعت کو جنگ کا سامان تیار کرنے کے لئے استعمال کرنے اور بجٹ کا زیادہ حصہ سامان حرب پر خرچ کرنے پر زور دیا۔ اور اس طرح شہری ضروریات کی صنعتیں کچے مال سے محروم ہو گئیں۔

امریکہ دوسری عالمی جنگ کے بعد مغربی یورپ کی صنعتوں کی بحالی کا ڈھونگ رچا کر مارشل ایڈ لایا تھا۔ اب اس نے یہ نقاب اتار پھینکا ہے اور امریکی امداد صرف اسلحہ سازی اور نئی جنگ کی تیاریوں کے لئے ملتی ہے۔ جنگ کی تیاری جس میں برطانیہ، فرانس، بلجیم، اٹلی۔ مغربی جرمنی، ناروے اور مغربی یورپ کے دوسرے ممالک اپنے آقا امریکہ کے تعمیل ارشاد میں مصروف ہیں۔ ان ممالک کی معاشی زندگی کو تباہ کر رہی ہے اور انہیں بربادی کے گڑھے میں دھکیل رہی ہے۔

آج سرمایہ دار ملکوں کی حکومتوں پر کروڑ پتی غالب ہیں اور ان حکومتوں کو نئی جنگ کی تیاری اور اسلحہ جمع کرنے کی پالیسی پر چلا رہے ہیں اور اس طرح بے اندازہ منافع کما رہے ہیں سرمایہ دار دنیا کے کروڑ پتیوں اور خاص طور پر امریکی کروڑ پتیوں کے لئے اسلحہ سازی دولت کمانے کا ذریعہ بنا ہوا ہے۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق امریکی کروڑ پتیوں کا منافع ۱۹۳۶ء میں ۳ء۳ بلین ڈالر تھا اور ۱۹۵۱ء میں ۹ء۴۲ بلین ڈالر یعنی ۱۹۳۸ء کے منافع سے تیرہ گنا اسی طرح برطانیہ کے کروڑ پتی اور فرانس، اٹلی، جاپان اور دوسرے سرمایہ دار ملکوں کے کروڑ پتی اس کے باوجود کہ ان ممالک کا معاشی نظام ابتر حالت کو پہنچ چکا ہے عظیم منافع کما رہے ہیں۔

جنگی تیاریوں سے عوام کی حالت بہت خستہ ہوتی جا رہی ہے۔ ٹیکسوں میں اضافہ، ضروریات زندگی کی قیمتوں میں اضافہ اور افراط زر نے محنت کشوں کو نادار بنا دیا ہے۔ اس سال امریکہ میں جو بلا واسطہ ٹیکس عوام پر لگائے گئے ہیں، وہ ۱۹۳۸-۳۹ء کے مالی سال کے ٹیکسوں سے بارہ گنا زیادہ ہیں۔ مغربی یورپ میں جہاں عالمی جنگ سے پہلے ہی عوام پر بہت زیادہ ٹیکس لگے ہوئے تھے۔ اب ان میں مندرجہ ذیل اضافہ ہوا ہے۔ برطانیہ میں سو فی صدی اضافہ۔ فرانس میں ۱۶۰ فی صدی اضافہ اور اٹلی میں ۵۰ فی صدی اضافہ۔

سرکاری اعداد و شمار شاہد ہیں کہ ان ملکوں میں ضروریات زندگی کی قیمتیں بہت چڑھ گئی ہیں اور جب سے امریکہ نے کوریا میں جنگ شروع کی ہے ان میں اور بھی اضافہ ہوا ہے۔ گرانی کے اس دور میں سرمایہ داروں نے اجرتیں

نہ بڑھانے کی جو پالیسی دائیں بازو کے سوشلسٹوں اور رجعتی ٹریڈ یونین لیڈروں کی مدد سے شروع کی ہے۔ اس سے مزدوروں کی اور دفاتر میں کام کرنے والے لوگوں کی حقیقی اجرت میں بہت کمی ہو گئی ہے۔ فرانس اور اٹلی میں ۱۹۵۲ء میں مزدوروں کی حقیقی اجرت عالمی جنگ سے پہلے کی اجرت سے آدھی رہ گئی ہے۔ برطانیہ میں بیس فی صدی کم ہو گئی ہے۔

یونائیٹڈ الیکٹریکل ورکرز یونین نے جو اعداد و شمار چھاپے ہیں ان کے مطابق امریکہ میں اخراجات زندگی ۱۹۳۹ء کے اخراجات سے تین گنا بڑھ گئے ہیں جنگی سامان کی پیداوار کے باوجود سرمایہ دار ملکوں میں بے کاروں اور نیم بے کاروں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔ اٹلی اور مغربی جرمنی میں بے کاروں اور نیم بے کاروں کی تعداد ۱۹۲۹-۳۳ء کے معاشی بحران کے زمانے میں ساری دنیا کے بے کاروں اور نیم بے کاروں کی تعداد کے برابر ہے۔ اٹلی میں بیس لاکھ افراد بے کار ہیں اور اتنے ہی نیم بے کار۔ مغربی جرمنی میں بے کاروں اور نیم بے کاروں کی تعداد تیس لاکھ ہے۔ جاپان میں ایک کروڑ کے قریب۔ امریکہ میں تیس لاکھ بیکار اور ایک کروڑ نیم بے کار ہیں۔ برطانیہ میں بے کاری میں اضافہ ہو رہا ہے اور اس وقت ان کی تعداد پانچ لاکھ کے لگ بھگ ہے۔ بلجیم چھوٹا سا ملک ہے اور اس میں تین لاکھ کے قریب بے کار ہیں۔

جنگی تیاریوں کے باعث عوام کا عام معیار زندگی پست سے پست تر ہوتا ہے اور عوام میں سرمایہ داری نظام کے خلاف نفرت بڑھ رہی ہے وہ جنگ کی پالیسی اور معیار زندگی کی پستی کے خلاف اپنی جدوجہد تیز کر رہے ہیں۔

سامراجیوں اور محنت کش عوام کے اختلافات بڑھ رہے ہیں اور ان کی باہمی کشمکش تیز ہو رہی ہے۔ تمام سرمایہ دار دنیا میں مزدوروں کی ہڑتالیں زور پکڑ رہی ہیں۔

عالمی سرمایہ داری نظام کی دشواریاں بڑھ رہی ہیں۔ یہ دشواریاں ایک تو عالمی جنگ کا نتیجہ ہیں دوسرے محکوم و نیم محکوم ملکوں میں قومی آزادی کی جدوجہد کا اور سامراجیوں کا نوآبادیاتی نظام ٹوٹ رہا ہے۔

فاشسٹ جرمنی اور امپریلسٹ جاپان کی شکست سے جاپان، کوریا اور ویت نام میں سامراجیوں کا محاذ ٹوٹ گیا اور ان ممالک میں عوامی ری پبلک قائم ہو گئیں۔ چینی عوام کی فتح نے مشرق کے عوام کو انقلاب کے راستے پر ڈال دیا ہے۔ اور خلاف سامراج جدوجہد میں محکوم عوام کا حوصلہ بڑھایا ہے۔

مابعد جنگ کے زمانے میں محکوم ملکوں کے عوام اور سامراجیوں میں آویزش بڑھی ہے۔ برطانیہ، فرانس، بلجیم اور دوسری سامراجی طاقتیں جنگی تیاریوں کا سارا بوجھ اپنی نوآبادیوں پر ڈال رہی ہیں اور اس طرح محکوم ملکوں کی عوام کی معاشی لوٹ تیز کر رہی ہیں۔

امریکی سامراجی محکوم و نیم محکوم ممالک میں اپنا اثر بڑھایا ہے ہیں اور اپنے پاؤں جما رہے ہیں۔ اس وجہ سے ان ممالک کے عوام کی لوٹ بہت بڑھ گئی ہے۔

محکوم و نیم محکوم ملکوں میں قدم جمانے کی جدوجہد میں امریکی لیٹرے ان ملکوں میں اپنے دوستوں برطانیہ اور فرانس کے خلاف سازشیں کرتے ہیں۔ ان کی اس کشمکش سے سامراجیوں کے نوآبادیاتی نظام میں انتشار بڑھتا ہے۔

بہت سے محکوم اور نیم محکوم ملکوں (مصر۔ ایران۔ سیریا۔ مراکو۔ ٹیونس وغیرہ)

میں جنگی اڈوں کی تعمیر کی جا رہی ہے اور ان کے عوام کی تباہی کے سامان پیدا کئے جا رہے ہیں۔ نئی جنگ میں یہ سامراجی ان عوام کو توپوں کا ایندھن بنانا چاہتے ہیں

محکوم اور نیم محکوم ملکوں میں جاگیرداری نظام اور سامراجیوں کی طویل لوٹ اور جبر کی وجہ سے معاشی حالت گر رہی ہے اور زراعت کی تو ناگفتہ بہ حالت ہے۔ ہندوستان۔ ایران۔ افریقہ۔ انڈونیشیا اور پاکستان میں لاکھوں کروڑوں انسان فاقوں کی زندگی گذار رہے ہیں اور ہزاروں انسان بھوک سے مر گئے ہیں سامراجیوں کی وحشیانہ لوٹ ان ملکوں کی پیداواری طاقتوں کی ترقی اور نشو و نما کو روک رہی ہے۔ لوگوں کی قوت خرید بہت پست ہے اور صنعتی مال کی منڈی سکڑ رہی ہے یہ ایک بھاری پتھر ہے جو سرمایہ دار ملکوں کی اقتصادیات کو نیچے کی طرف کھینچ رہا ہے اور سرمایہ داری نظام کے اندرونی تضاد کو بڑھا رہا ہے۔

محکوم اور نیم محکوم ملکوں کے عوام میں سامراجی آقاؤں کے خلاف روز بروز نفرت بڑھ رہی ہے اور ان کے خلاف وہ مضبوط ارادوں سے سخت جد و جہد کر رہے ہیں۔

ویت نام۔ برما۔ ملایا۔ فلپائن اور انڈونیشیا کے عوام کی جد و جہد اس امر کی شاہد ہے کہ ان ممالک میں قومی آزادی کی تحریک بہت بلند سطح پر ہے اور ہندوستان، ایران، اور مصر میں قومی آزادی کی لہریں سامراج کے قلعے سے ٹکرا رہی ہیں۔

۲۔ بین الاقوامی حالات میں تناؤ۔

اینگلو امریکی بلاک کی نئی جنگ شروع کرنے کی دھمکیاں۔ عوام کی امن کی جدوجہد

مابعد جنگ کے زمانے میں امریکہ، برطانیہ اور فرانس کے حکمران گروہ کی پالیسی کا بنیادی نقطہ جنگ کی تیاریاں کر رہا ہے۔ بین الاقوامی تعلقات پر اس پالیسی کا اثر بہت واضح اور نمایاں ہے۔

دوسری عالمی جنگ کے خاتمہ کے فوراً بعد امریکہ نے جنگ کے زمانے کے حلیفوں کی اس متفقہ پالیسی کو چھوڑ دیا جو بڑی طاقتوں نے طہران، یالٹا اور پوٹسڈم کی کانفرنسوں میں طے کی تھی۔ امریکہ نے اپنے جارحانہ اقدام سے بین الاقوامی حالات میں اتنا تناؤ پیدا کر دیا کہ دنیا میں نئی جنگ کا خطرہ پیدا ہو گیا۔

امریکہ کے حاکموں نے اپنی جارحانہ سرگرمیوں کی منزل کا بیباکی سے نقشہ تیار کیا ہے۔
ٹرومین نے ۱۹۴۵ء میں امریکہ کا صدر بنتے ہی اعلان کیا تھا کہ "فتح نے امریکہ پر دنیا بھر کی رہنمائی کی ذمہ داری ڈال دی ہے۔" اس وقت سے ٹرومین اور دوسرے امریکی سیاستدان بار بار امریکہ کے اس دعوے کو دہرا چکے ہیں۔ دنیا بھر پر اپنا تسلط جمانا اور دوسرے ممالک کو غلام بنانا ہی امریکی سامراجی حکمرانوں کی پالیسی کا محور ہے۔

امریکی آقا یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ پرامن طریقے سے دوسری قوموں پر غلبہ حاصل نہیں کر سکتے۔ ہٹلر کا تجربہ ان کے سامنے تھا، اس نے بھی تو دوسرے ملکوں کو مغلوب کرنے کا تہیہ کیا تھا، اور امریکی یہ جانتے ہیں کہ طاقت اور نئی جنگ کے بغیر دنیا پر غلبہ پانے کے خواب کی تعبیر نہیں مل سکتی۔ اس لئے انہوں نے امن کو توڑنے اور نئی جنگ کی تیاری کا فیصلہ کر لیا۔ چونکہ

سوویت یونین جنگ کا سب سے بڑا مخالف ہے اور امن کا پشتیباں ہے۔ امریکی حکمران گروہ نے سوویت یونین کے اور دوسرے امن کے حامی ممالک کے خلاف جنگ چھیڑنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس لئے نارتھ اطلانتک بلاک قائم کیا گیا اور اس بلاک کے ناپاک ارادوں کو چھپانے اور عوام کو دھوکہ دینے کے لئے یہ کہا گیا کہ یہ دفاعی منصوبہ ہے تاکہ کمیونزم کی روک تھام کی جائے، سوویت یونین کے حملے سے بچاؤ کیا جائے۔ کیونکہ وہ امریکہ، برطانیہ، فرانس اور اس بلاک کے دوسرے ممبروں پر دھاوا بولنے کی فکر میں ہے۔

ان مجرمانہ ارادوں کی تکمیل کے لئے سوویت یونین کے قریبی ملکوں میں امریکی حکمران جنگی اڈوں کی تعمیر کر رہے ہیں۔

اور انہی مجرمانہ ارادوں کو پورا کرنے کے لئے جاپان اور مغربی جرمنی کو ہتھیار بند کیا جا رہا ہے امریکہ اور اس کے حمائتی ان دونوں ملکوں (جاپان اور مغربی جرمنی) کو ہتھیار بند کر کے دنیا کے عوام کے قاتلوں کو پھر سے زندگی بخش رہے ہیں۔

کوریا کی عوامی جمہوری ریپبلک پر اینگلو امریکی بلاک کا حملہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ وہ جنگی تیاریوں سے گذر کر جارحانہ اقدام کی منزل میں داخل ہو گئے ہیں کوریائی عوام چینی رضا کاروں کی مدد سے اپنے ملک کی آزادی کی خاطر امن کے دشمنوں کے خلاف بڑی بہادری سے لڑ رہے ہیں اور اس معرکہ میں جمہوریت پسند اور امن دوست انسانیت کی ہمدردیاں ان کے ساتھ ہیں۔

بین الاقوامی حالات کے قابل ذکر پہلو مندرجہ ذیل ہیں۔

سب سے زیادہ جنگ جو طاقت:۔ امریکہ۔ نارتھ اطلانتک بلاک کے

ملکوں اور جاپان اور مغربی جرمنی اور اٹلی کو خاص طور پر اور دوسرے سرمایہ دار ملکوں کو عام طور پر تیزی سے جنگ کی طرف لے جا رہا ہے۔ امریکی آقا اس بلاک پر حکم چلاتے ہیں۔ ان کے لئے جنگ کا نقشہ تیار کرتے ہیں، اس بات کا فیصلہ کہ کس کس کی فوجیں اس میں شریک ہوں گی کتنی تعداد میں شامل ہوں گی بھی امریکی ہی کرتے ہیں۔ جنگ سے متعلق دوسری تمام باتوں کا فیصلہ بھی وہی کرتے ہیں اور ان سب ممالک کو اپنی رائے پر چلاتے ہیں۔

امریکی آقا اس بات پر زور دیتے ہیں کہ وہ آزاد قوموں کی عالمی برادری کے خیال سے یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ وہ کئی بار اس کا اعلان کر چکے ہیں کہ امریکہ فرانس برطانیہ، ترکی اور یونان آزاد قومیں ہیں اور سوویت یونین اور عوامی جمہوری ممالک آزاد نہیں ہیں۔

ہماری سمجھ کے مطابق امریکہ، برطانیہ، فرانس اور ترکی دوسرے سرمایہ دار ملکوں میں آزادی تو ضرور ہے لیکن وہاں عوام اس نعمت سے محروم ہیں۔ ان ملکوں میں عوام کو لوٹنے کی آزادی کی فراوانی ہے۔ سوویت یونین اور دوسرے عوامی جمہوری ملکوں میں لوٹ کھسوٹ کی بے شک آزادی نہیں ہے کیونکہ ان ممالک میں ہر قسم کے استحصال کا خاتمہ کر دیا گیا ہے آزادی کے پرستار امریکی اسی قسم کی آزادی کا تو دم بھرتے ہیں۔

امریکہ کی پالیسی مغربی یورپ اور دوسرے سرمایہ دار ملکوں کی طرف جمہوری نہیں ہے بلکہ سامراجی ہے۔ وہ نعرے لگاتے ہیں کمیونزم کے خلاف اور دم بھرتے ہیں آزادی کی حفاظت کی اور اس پردے میں قدیم بورژوا ریاستوں اور ان کی

نوآبادیوں کو غلام بنا رہے ہیں اور انہیں لوٹ رہے ہیں ہٹلر نے بھی اس سے پہلے ایسا ہی کیا تھا اور اب امریکی اس کے نقش قدم پر چل رہے ہیں اور کمیونزم کے خلاف شور مچا کر اپنے غاصبانہ ارادوں پر پردہ ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

امریکی حکمران برطانیہ، فرانس اور دوسرے سرمایہ دار ممالک سے سامراجی پالیسی روا رکھتے ہوئے ان پر اپنے اخلاص اور دوستی کا بڑی بے شرمی سے اظہار کرتے رہتے ہیں۔ کیا خوب دوستی ہے وہ اپنے چھوٹے سا تھیوں کی پشت پر سوار ہیں۔ انہیں لوٹتے ہیں انہیں غلام بنا رہے ہیں اور ساتھ یہ بھی کہے جا رہے ہیں کہ " ہم تم دوست ہیں"

برطانیہ۔ فرانس۔ ہالینڈ۔ بلجیم۔ اور دوسرے جو کبھی آزاد ریاستیں تھیں آج وہ قومی پالیسی کا راستہ ترک کر کے امریکی سامراجیوں کے اشاروں پر چل رہی ہیں انہوں نے امریکہ کو فوجی اڈے بنانے کی اجازت دے دی ہے۔ اور اس طرح اپنی آزادی کو خطرے میں ڈال دیا ہے۔ امریکی حکمرانوں کے کہنے پر یہ ایسے معاہدے کر رہی ہیں اور ایسے بلاکوں میں شامل ہو رہی ہیں جو ان کے قومی مفاد کے خلاف ہیں اور اس کی قابل ذکر مثال فرانس کی حکومت کا یہ فعل ہے کہ وہ اپنے پرانے دشمن جرمنی کو اپنے ہاتھوں ہتھیار بند کر رہی ہے۔

بالکل یہی حالت برطانیہ کی ہے خواہ کنزرویٹو ہوں یا لیبر انہوں نے قومی مفاد کی راہ ترک کر دی ہے اور امریکہ کے احکام کی تعمیل میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ اس پالیسی کی وجہ سے برطانیہ کے عوام بہت سختیاں جھیل رہے ہیں اور برطانوی سلطنت کے بخیے ادھڑ رہے ہیں۔

برطانیہ کے ڈھنڈورچی یہ شور مچا رہے ہیں کہ کمیونسٹ برطانوی سلطنت کو پارہ پارہ کر رہے ہیں لیکن برطانیہ کے حکمرانوں پر یہ حقیقت بھی روشن ہوتی جارہی ہے کہ ان کے مقبوضات کمیونسٹ نہیں امریکی ڈاکو چھین رہے ہیں. کیا یہ کمیونسٹ ہیں یا امریکی ڈاکو جنہوں نے کینیڈا - آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ انگریزوں سے چھین لیا ہے برطانیہ کو نہر سویز سے، جنوبی امریکہ کی منڈیوں سے، مشرقِ وسطیٰ کے ممالک سے کون نکال رہا ہے ۔ ان کے تیل کے ذخیروں پر کون ڈاکے ڈال رہا ہے ۔ یہ کام امریکی لٹیروں کا ہے یا کمیونسٹوں کا !!

یہ حقیقت ہے کہ برطانیہ کے کسی دشمن نے اس پر اتنی کاری ضربیں نہیں لگائیں جتنی امریکہ نے لگائی ہیں اور اس کے کسی دشمن نے اس سے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اس کی سلطنت نہیں چھینی جس طرح اس کا دوست امریکہ چھین رہا ہے یہ دوست برطانیہ کے ساتھ ایک بلاک میں ہیں اور برطانیہ کی سرزمین پر ہوائی اڈے بنا کر جما بیٹھا ہے اور اس طرح برطانیہ کیلئے بڑی دشواریاں پیدا کر رہا ہے بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ اس کے لئے خطرناک حالات پیدا کر رہا ہے. ان سب باتوں کے باوجود وہ "سوویت کمیونزم" سے برطانیہ کا نجات دہندہ بنا ہوا ہے ۔

جہاں تک یونان، ترکی اور یوگوسلاویہ جیسے "آزاد" ملکوں کا تعلق ہے ان کو تو امریکہ نے اپنی نوآبادیاں بنا لیا ہے. یوگوسلاویہ کے حکمران ٹیٹو - کاڈیل - رینکوویس - جیلاس - بی جیڈ اور دوسرے امریکی ایجنٹ بن کر سوویت یونین اور عوامی جمہوری حکومتوں کے خلاف توڑ پھوڑ میں مصروف ہیں اور اپنے امریکی آقاؤں کے احکام بجا لا رہے ہیں ۔

فرانس ۔ اٹلی ۔ برطانیہ ۔ مغربی جرمنی اور جاپان کے حکمرانوں نے اپنے آپ کو امریکی سامراجی سے وابستہ کرلیا ہے اور آزاد قومی خارجہ پالیسی کی راہ چھوڑ رہے ہیں ۔ ان ملکوں کے حکمران گروہ اپنے قومی مفاد سے غداری کر رہے ہیں اور اپنے دیوالیہ پن کا ثبوت دے رہے ہیں۔ وہ قومی مفاد کو اس لئے قربان کر رہے ہیں کہ امریکہ انہیں ان کے اپنے عوام کے خلاف مدد دے گا کیونکہ وہ امریکی سامراجی غلامی سے اتنے نہیں گھبراتے جتنا اپنے عوام کی جدوجہد سے خائف ہیں ۔

اس قوم دشمن پالیسی کی ذمہ داری دائیں بازو کے سوشل ڈیماکریٹوں اور خاص کر برطانیہ کی لیبر پارٹی ۔ فرانس کی سوشلسٹ پارٹی اور مغربی جرمنی کی سوشل ڈیمو کریٹ پارٹی کے لیڈروں پر ہے ۔ سویڈن ۔ ناروے ۔ ڈنمارک ۔ فن لینڈ ۔ آسٹریا اور دوسرے ملکوں کے دائیں بازو کے سوشلسٹ اپنے ان ساتھیوں کے نقش قدم پر چل رہے ہیں اور دوسری عالمی جنگ کے بعد امن اور جمہوریت کی طاقتوں سے نہایت تندہی سے لڑ رہے ہیں۔ اپنے بورژوا طبقے کے ایجنٹ بھی بن گئے ہیں اور جنگی تیاریوں کے سلسلے میں اور اپنے عوام کے خلاف ذلیل ترین کام سرانجام دے رہے ہیں ۔

امریکی سامراجیوں کی حکمت عملی کا نمایاں پہلو یہ ہے کہ وہ اپنے ارادوں کو پورا کرنے کے لئے دوسروں کی سرزمین اور دوسروں کی فوجوں کو استعمال میں لائیں ۔ ان کے جنگی منصوبوں کی بنیاد اسی پر ہے وہ نہ صرف مغربی جرمنی اور جاپان بلکہ برطانیہ ۔ فرانس اور اٹلی کی فوجیں استعمال کرنا چاہتے ہیں وہ دوسرے ملکوں کے عوام کو جنگ کا ایندھن بنانا چاہتے ہیں اور انہیں اپنا آلہ کار بنا کر ساری دنیا پر

غلبہ حاصل کرنے کی فکر میں ہیں۔

یورپ اور دوسرے سرمایہ دار ملکوں کے باہوش اور ترقی پسند سیاستدان جو سوویت دشمنی میں اندھے نہیں ہو گئے ہیں۔ اس گہرے غار کو دیکھ رہے ہیں جس کی طرف امریکہ انہیں کشاں کشاں لئے جا رہا ہے اور انہوں نے جنگ کے خلاف آواز بلند کرنا شروع کر دی ہے۔ ہمیں یہ بات مان لینی پڑے گی کہ ان ملکوں میں جو امریکہ کے احکام کو نہایت نیاز مندی سے پورا کر رہے ہیں جمہوریت پسند اور امن دوست طاقتیں موجود ہیں جو آزاد اور پرامن پالیسی پر عمل کریں تو اپنے ملک کو اس گڑھے سے جس میں امریکی سامراجیوں نے دھکیل دیا ہے باہر نکال لائیں۔ اگر یورپ کے ملک اور دوسرے ممالک اس راہ پر چلیں تو امن کی راہ پر چلنے والے ملکوں کی ہمدردی ان کے ساتھ ہوگی۔

امریکہ کے سامراجی ہوسِ ملک گیری پر پردہ ڈالنے کے لئے اور جمہوری کیمپ کے خلاف، سرد جنگ کو جاری رکھنے کیلئے اپنے عوام کو سوویت یونین کے حملے کے خطرے سے دہشت زدہ کر رہے ہیں۔ اطلانتک بلاک کے ملکوں کا یہ شیوہ ہے کہ وہ اپنے جارحانہ ارادوں جنگی اقدامات کی امن امن کا شور مچا کر پردہ پوشی کرتے ہیں۔ عوام جو ابھی دوسری عالمی جنگ کے زخموں سے چور ہیں انہیں نئی جنگ کیلئے آمادہ کرنا بچوں کا کھیل نہیں۔ اسی لئے اطلانتک بلاک کے بھیڑیے بھیڑ کا لباس پہن کر سامنے آ رہے ہیں تاکہ عوام کو فریب دے سکیں۔

ہمیں ان کی ان کوششوں کو حقیقۃً سمجھنا چاہیئے اور اس خطرے سے خبردار رہنا چاہیئے۔

جنگی تیاریوں کی وجہ سے سامراجی کیمپ کے ملکوں میں بیش کوشش و ستم کی زندگی کا احساس پیدا ہو گیا ہے۔

ہٹلر نے جب دوسری عالمی جنگ کی تیاریاں شروع کیں تو اس نے اپنے ملک میں فاشزم قائم کیا۔ آج امریکی نہ صرف اپنے ملک میں جابر فاشزم قائم کر رہے ہیں بلکہ دوسرے ممالک میں بھی اس کے قیام کی جدوجہد کر رہے ہیں اور ان کی یہ کوشش ہر اس ملک میں تیز سے تیز تر ہے جہاں امن اور جمہوریت کی طاقتیں مضبوط ہیں۔ اسی لئے فرانس، اٹلی اور جاپان ان کی نگاہ میں زیادہ کھٹکتے ہیں۔ ان ممالک کے حکمران امریکی آقاؤں کے حکم پر اپنے عوام پر جبر و تشدد توڑ رہے ہیں اور امریکہ کی فوجیں جو امریکہ سے باہر دوسرے ملکوں میں مقیم ہیں وہ ان ملکوں کے حکمرانوں کی پشت پناہی کر رہی ہیں۔

آج امریکی سامراج نہ صرف یہ کہ جنگ باز ہے بلکہ جہاں کہیں ممکن ہو آزادی کا گلا گھونٹ رہا ہے اور فاشزم قائم کر رہا ہے۔

آزادی کے اس دشمن کو محکوم عوام نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ڈٹ کر اس کا مقابلہ کر رہے ہیں۔

یہ سب کچھ سامراج کی کمزوری کا ثبوت ہے۔ امریکی سامراج کی اس دھاندلی سے سامراجیوں کے کیمپ میں کھلبلی سی مچ گئی ہے اور سامراجیوں کی باہمی کشمکش بہت بڑھ گئی ہے۔ ان ممالک میں فاشزم اور جمہوریت پسند عناصر آپس میں گتھم گتھا ہو رہے ہیں۔ اور ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں جو سامراجی جنگ بازوں کے لئے خطرناک نتائج کے حامل ہیں۔

جنگ کے بڑھتے ہوئے خطرے کے پیش نظر امن کی تحریک بڑھ رہی ہے مختلف طبقات میں جنگ کے خلاف اتحاد پیدا ہو رہا ہے اور اس تحریک میں ایسے تمام عناصر شامل ہو رہے ہیں جو بین الاقوامی کھچاؤ کم کرنا اور جنگ کو روکنا چاہتے ہیں جنگ بازوں کی اس تحریک کو پارٹی تحریک اور کمیونسٹ تحریک کہہ کر بدنام کرنے کی کوششیں ناکام رہی ہیں پانچسو ملین عوام نے سٹاک ہالم اپیل اور ۶۰۰ ملین عوام نے امن کے معاہدے کی اپیل پر دستخط کئے اور یہ جنگ بازوں کے پروپیگنڈے کی موثر تردید ہے اور اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ امن پسند اور جمہوریت دوست لوگوں کی تحریک ہے جو امن چاہتے ہیں۔

اس تحریک کا مقصد سرمایہ داری کا خاتمہ نہیں ہے کیونکہ سوشلسٹ تحریک نہیں ہے بلکہ یہ دنیا کے کروڑوں عوام کی جمہوری تحریک ہے امن کے حامی عالم کی حفاظت چاہتے ہیں اور جنگ کو روکنا چاہتے ہیں۔ موجودہ تاریخی حالات میں ان مقاصد کی کامیابی امن اور جمہوریت کے لیے عظیم کامیابی ہے۔

جنگ باز سامراجیوں کے کیمپ اور جمہوری کیمپ کی طاقتوں کے توازن نے اس تحریک کو ممکن بنایا ہے: تاریخ میں پہلی بار امن پسند طاقتوں کا کیمپ وجود میں آیا ہے۔ سرمایہ دار ملکوں کے مزدور زیادہ منظم ہیں اور دنیا بھر کے مزدوروں، کسانوں عورتوں اور نوجوانوں کی منظم جماعتیں قائم ہو گئی ہیں۔ کمیونسٹ پارٹیاں جو قیام امن کے لیے بہادری سے جدوجہد کر رہی ہیں وہ بھی پہلے سے زیادہ مضبوط ہیں۔

تمام ملکوں کے عوام ایک اور جنگ کے خلاف جدوجہد میں گہری دلچسپی رکھتے ہیں۔ امریکہ کے عوام بھی جنگ کے خلاف ہیں کیونکہ جنگ ہونے کی صورت میں دوسرے

ملکوں کے عوام کی طرح انہیں بھی سخت نقصان برداشت کرنا پڑے گا۔ کوریا کی جنگ میں اس کے باوجود کہ امریکیوں کے پاس بے اندازہ سامان جنگ تھا، لاکھوں امریکی مارے گئے ہیں یا زخمی ہو گئے ہیں یہ اندازہ لگانا کوئی زیادہ مشکل نہیں ہے کہ اگر امریکہ کے کروڑ پتیوں نے انہیں تیسری جنگ میں ڈال دیا تو انہیں کس قدر قربانیاں دینی پڑیں گی۔

آج کام یہ ہے کہ عوام کو حرکت میں لایا جائے۔ امن کے حامیوں کی تنظیم کو آگے بڑھایا جائے۔ جنگ بازوں کو بے نقاب کیا جائے اور عوام کو ان کے جھوٹے پروپیگنڈے کے دام فریب میں پھنسنے سے بچایا جائے۔

جنگ باز سامراجیوں کے کیمپ میں مہم بازوں کو بے نقاب کر کے علیحدہ کر دیا جائے۔ اور ان کروڑ پتیوں کے ناپاک ارادوں کو جو صرف اپنے منافعوں کی خاطر عوام کو جنگ کی بھٹی میں دھکیل رہے ہیں ننگا کیا جائے۔ ترقی پسند اور امن سے محبت کرنے والی انسانیت کا سب سے سب سے بڑا کام یہی ہے۔

سوویت یونین کا بقائے امن کی جد و جہد میں حصہ

پارٹی کی خارجہ پالیسی تمام قوموں میں امن اور مادر وطن کی حفاظت رہی ہے۔

سوویت ریاست کے قیام پر کمیونسٹ پارٹی نے اعلان کیا تھا کہ ان کی خارجہ پالیسی امن کی پالیسی ہے اور وہ قوموں میں دوستانہ تعلقات چاہتی ہے اور اس

وقت سے وہ اس پالیسی پر چل رہی ہے۔ دونوں عالمی جنگوں کے درمیانی عرصے میں سوویت یونین مستقل مزاجی اور ثابت قدمی سے قیام امن کی جد وجہد میں لگا رہا ہے۔ اس نے بین الاقوامی کانفرنسوں میں برابر قیام امن اور جنگ کے خلاف جد وجہد کی اس نے پوری کوشش کی تھی کہ اجتماعی حفاظت اور اجتماعی مقابلہ کی پالیسی سبھی اختیار کر لیں۔ یہ سوویت یونین کی خامی نہ تھی کہ امریکہ اور مغربی یورپ کی رجعتی حکومتوں نے اجتماعی حفاظت کی پالیسی میں انتشار ڈالا۔ ہٹلر کو حوصلہ دلایا اور دوسری عالمی جنگ چھیڑنے میں مدد دی۔

پارٹی امن کی پالیسی پر عمل کرتی رہی لیکن اس نے یہ حقیقت کبھی آنکھ سے اوجھل نہ ہونے دی کہ سوویت یونین کے گرد دشمنوں کا گھیرا ہے، اس لئے اس نے دفاعی تیاریاں بھی جاری رکھیں تاکہ حملہ آور کا مقابلہ کیا جا سکے۔

۱۹۳۹ء میں جب کہ جنگ کی آگ بھڑک چکی تھی کامریڈ سٹالن نے اٹھارویں پارٹی کانگریس کے موقعہ پر روس کی خارجہ پالیسی کا اعلان ان الفاظ میں کیا تھا: "ہم امن چاہتے ہیں، ہم دنیا کے سب ملکوں کے ساتھ تجارتی تعلقات مضبوط کرنا چاہتے ہیں، یہ ہے ہماری پوزیشن اور ہم اس وقت تک اس پر قائم رہیں گے جب تک دوسرے ممالک ہمارے ساتھ ایسا ہی وطیرہ رکھیں گے جب تک وہ ہمارے ملکی مفاد میں مداخلت نہیں کریں گے۔"

اسی موقعہ پر کامریڈ سٹالن نے جنگ بازوں کو خبردار کیا تھا۔ "ہم جنگ بازوں کی دھمکیوں سے مرعوب نہیں ہیں۔ ہم حملہ آور کا منہ موڑ دیں گے اور اینٹ کا جواب پتھر سے دیں گے۔"

جب ہٹلر نے سوویت یونین پر حملہ کیا تو سوویت عوام نے اپنے اس دشمن کو مار بھگایا۔ دنیا بھر نے دیکھ لیا کہ ہماری پارٹی لاف زنی نہیں کرتی وہ جو کچھ کہتی ہے کر دکھاتی ہے۔

دوسری عالمی جنگ کے بعد بھی ہماری پارٹی اسی خارجہ پالیسی پر چل رہی ہے اور دیرپا امن کے قیام اور بین الاقوامی تعاون کے لئے کوشاں ہے۔

جنگ روکنے کے سوویت پروگرام اور تجاویز سے آج ہر پڑھا لکھا شخص واقف ہے۔

سوویت یونین کی امن کی پالیسی کا ثبوت امن کی تجاویز ہی نہیں بلکہ اس کا عمل بھی ہے۔ جنگ ختم ہوئی تو سوویت یونین نے اپنی فوجیں کم کر دیں۔ آج ان کی تعداد جنگ سے پہلے کی تعداد سے زیادہ نہیں ہے۔ جنگ کے بعد سوویت یونین نے اپنی فوجیں چین۔ کوریا۔ ناروے۔ چیکوسلوویکیہ۔ یوگوسلاویہ اور بلغاریہ سے فوراً نکال لیں۔ سوویت یونین کی یہ فوجیں نازی درندوں کے قلع قمع کیلئے جنگ کے دوران میں ان ملکوں میں داخل ہوئی تھیں۔ اس بات پر یقین کرتے ہوئے کہ نئی جنگ کے مردم آزار پروپیگنڈے کے خلاف جدوجہد سے بین الاقوامی کھچاؤ کم ہو جائے گا۔ سوویت یونین نے ۱۲ مارچ ۱۹۵۲ء کو ایک قانون پاس کیا جس کی رو سے جنگی پروپیگنڈہ انسانیت کے خلاف جرم ہے اور اس طرح دوسری ریاستوں کے لئے ایک مثال قائم کی۔

گذشتہ چند برسوں میں جب کبھی کوئی بین الاقوامی مسئلہ الجھا تو سوویت یونین نے ایسی تجاویز پیش کیں جو پرامن تصفیہ کی بنیاد تھیں یہ سوویت یونین ہی تھا جس

کی تجاویز پر کوریا میں صلح کی گفت و شنید شروع ہوئی۔

سوویت یونین کے نزدیک یو۔این۔او۔ کی بہت اہمیت ہے سوویت یونین سمجھتا ہے کہ یہ ادارہ دنیا میں قیام امن کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

آج امریکہ اس پر چھایا ہوا ہے اور اس کو اپنے جارحانہ اقدام کے لئے آڑ کے طور پر استعمال کر رہا ہے۔ چارٹر کے مطابق اس کو بین الاقوامی تعاون کا ادارہ ہونا چاہیئے۔ لیکن امریکی اسے اپنی جنگ باز پالیسی کو آگے بڑھانے کے لیئے استعمال کر رہے ہیں۔

امریکہ یو۔این۔او میں اپنے ساتھیوں کی گنتی کی وجہ سے بہت دشواریاں پیدا کر رہا ہے۔ اس کے باوجود سوویت یونین وہاں امن کا جھنڈا بلند رکھتا ہے۔ اور ایسی تجاویز کی منظوری کے لیئے جدوجہد کرتا رہتا ہے جس سے جنگ کا خطرہ ٹل جائے اور جہاں کہیں جنگ ہو رہی ہے وہ رک جائے۔

یہ سوچنا غلط ہو گا کہ جنگ صرف سوویت یونین کے خلاف ہو گی۔ پہلی جنگ عظیم سوویت یونین کے قیام سے پہلے سامراجیوں نے لڑی تھی۔ دوسری عالمی جنگ سرمایہ دار حکومتوں میں شروع ہوئی اور ان ملکوں کو جنگ سے بہت نقصان پہنچا۔ آج سرمایہ دار ملکوں میں اختلافات بڑھ رہے ہیں اور یہ کچھ بعید نہیں کہ یہی اختلافات بڑھ کر جنگ کی صورت اختیار کر لیں۔ ان حالات کے پیش نظر سوویت یونین حکومتوں کے درمیان جنگ ختم کرنے اور بین الاقوامی معاملات کو گفت و شنید کے ذریعے سلجھانے پر زور دے رہا ہے۔

سوویت یونین کی دیرپا امن کے قیام کی پالیسی کا سب سے بڑا دشمن

امریکہ ہے اور وہ سوویت یونین سے خطرہ ہے کے نعرے زور زور سے لگا کر بے بنیاد باتیں پھیلا رہا ہے۔ ان بے بنیاد الزامات کا کھوکھلا پن اتنا واضح ہے کہ ان کی تردید کی ضرورت نہیں۔

درحقیقت غاصب کون ہے؟ حملہ آور کون ہے؟ یہ بات ناقابل تردید واقعات سے ثابت کی جاتی ہے۔

ہر شخص جانتا ہے کہ امریکہ اسلحہ سازی کی مہم تیز کر رہا ہے۔ ایٹمی اور جراثیمی جنگ ممنوع قرار دینے کے خلاف ہے، تخفیف اسلحہ کی تحریک کے خلاف ہے۔ اس کے مقابلے میں سوویت یونین ایٹمی اور جراثیمی جنگ ممنوع قرار دینے کے حق میں ہے اور فوجوں کو گھٹانے اور تخفیف اسلحہ کی تجاویز کا حامی ہے

ہر شخص جانتا ہے کہ سوویت یونین معاہدہ امن کے حق میں ہے اور امریکہ اس کے خلاف ہے۔

ہر شخص جانتا ہے کہ امریکہ امن پسند عوام کے خلاف جارحانہ بلاک بنا رہا ہے اور سوویت یونین نے دوسری حکومتوں سے جو عہد نامے کئے ہیں ان کا مقصد سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جاپان اور جرمنی کو جنگ کے راستے پر چلنے سے روکا جائے۔

ہر شخص جانتا ہے کہ امریکہ نے کوریا پر حملہ کیا ہے اور اسے غلام بنانے کے لئے سر توڑ کوشش کر رہا ہے اور سوویت یونین دوسری عالمی جنگ کے بعد کسی بھی ملک میں جنگ نہیں کر رہا ہے۔

امریکہ عوامی چین سے الجھ رہا ہے اس نے فارموسا پر جو چین کا حصہ ہے

قبضہ کر رکھا ہے۔ اس کی فوجیں عوامی چین کی سرزمین پر بم برسا رہی ہیں اور سب جانتے ہیں کہ سوویت یونین نہ کسی ملک پر بم پھینک رہا ہے اور نہ کسی غیر ملک پر قابض ہے۔

یہ ناقابل تردید ثبوت ہیں جو صاف صاف بتاتے ہیں کہ حملہ آور امریکہ ہو رہا ہے نہ کہ سوویت یونین۔

جہاں تک ہمارے برطانیہ اور فرانس سے تعلقات ہیں ہم انہیں اسی سپرٹ میں قائم رکھے ہوئے ہیں جس اسپرٹ میں دوسری عالمی جنگ کے دوران میں یہ تعلقات قائم ہوئے تھے۔ برطانیہ اور فرانس کی حکومتیں ان عہدناموں کو جو اس وقت ہوئے تھے توڑ رہی ہیں۔ انہوں نے اس وقت جب کہ سوویت یونین یورپ کو نازی غلامی سے آزاد کرانے کے لئے خونین جنگ لڑ رہا تھا۔ سوویت یونین سے عہد کیا تھا کہ وہ جنگ کے بعد بھی تعاون کرتے رہیں گے لیکن برطانیہ اور فرانس کے حکمرانوں نے یہ وعدے بالائے طاق رکھ دیئے ہیں اور امریکی سامراجیوں کی جنگ باز پالیسی میں پوری طرح شریک ہیں۔

برطانیہ اور فرانس کی حکومتوں کے موجودہ رویہ کے پیش نظر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان ملکوں کے سوویت یونین سے تعلقات ایسے نہیں ہیں جیسے ہونے چاہئیں۔

جہاں تک امریکہ برطانیہ اور فرانس اور دوسری سرمایہ دار ریاستوں کا تعلق ہے سوویت یونین کا رویہ بالکل صاف ہے اور اس کے بارے میں ہم بار

بار اعلان کر چکے ہیں کہ سوویت یونین بین الاقوامی اصولوں کا پابند ہے اور ان کی پابندی اور دنیا میں دیرپا امن کے قیام کے لئے ان ریاستوں سے تعاون کرنے کو تیار ہے۔

مفتوح ملکوں یعنی جرمنی، اٹلی اور جاپان کی طرف سوویت یونین کا رویہ سامراجیوں سے بنیادی طور پر مختلف ہے چونکہ سوویت یونین فاتح ملکوں میں سے ہے اس لئے مفتوح ممالک کے عوام بالکل نئی حالت میں ہیں۔ سوویت یونین چاہتا ہے کہ ان تمام ملکوں کو جنہوں نے غیر مشروط طور پر ہتھیار رکھ دیئے تھے پُرامن اور جمہوری تعمیر و ترقی کا موقع دیا جائے تاکہ ان کی صنعت اور زراعت ترقی کریں۔ دوسرے ملکوں میں انہیں اپنا مال بھیجنے کی اجازت ہو اور اپنی حفاظت کے لئے قومی فوج رکھنے دی جائے۔ معاہدہ پوسٹڈم کی شرائط کے مطابق سوویت یونین جرمنی سے جلد از جلد صلح کا عہد نامہ کرنے اور غیر ملکی فوجوں کے تخلیہ کا حامی ہے۔ وہ ایک متحدہ۔ آزاد۔ جمہوری اور امن پسند جرمنی کا قیام چاہتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ آزاد اور جمہوری جرمنی اور پُرامن سوویت یونین کی موجودگی میں یورپ میں کسی جنگ کا خطرہ نہیں رہے گا اور یورپی ملکوں کو کوئی سامراجی غلام نہیں بنا سکے گا۔

آج جرمن عوام کے سامنے دو راستے ہیں ایک راستہ پُرامن جمہوری تعمیر و ترقی کا ہے اور دوسرا راستہ امریکہ اور برطانیہ کے غلام بننے کا ہے ہمیں امید ہے کہ جرمن عوام صحیح راستہ۔ امن کا راستہ چنیں گے۔

اٹلی کے بارے میں سوویت یونین چاہتا ہے کہ اٹلی کے عوام کو بھی

قومی آزادی حاصل ہو۔

سوویت یونین کی خواہش ہے کہ جاپان بھی آزاد اور جمہوری ریاست بنے اور جاپان کے بارے میں اتحادیوں نے یہی مشترکہ فیصلے کئے تھے۔ سوویت یونین نے سان فرانسسکو کانفرنس کے مرتب کردہ عہدنامہ پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا تھا کیونکہ یہ عہدنامہ قاہرہ اور پوٹسڈم کے اعلانات اور یالٹا کے معاہدہ کے خلاف ہے اور اس عہدنامے کا مقصد جاپان کو مشرق بعید میں امریکہ کا جنگی اڈا بنانا ہے۔ سوویت یونین کے عوام کے دل میں جاپانی عوام کے لیے بے حد احترام ہے اور انہیں یقین ہے کہ جاپانی عوام قومی آزادی حاصل کرینگے اور امن کا راستہ اختیار کریں گے۔

سوویت یونین کی امن اور قومی تحفظ کی پالیسی کی بنیاد یہ ہے کہ سرمایہ دار اشتراکی ممالک ساتھ ساتھ پرامن طریقے سے رہ سکتے ہیں اور باہم تعاون کر سکتے ہیں بشرطیکہ ان میں تعاون کی خواہش ہو۔ جو وعدے کریں انہیں پورا کریں۔ سب ملکوں کے مساویانہ حقوق کے قائل ہوں، اور دوسرے ملکوں کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہ کریں۔

سوویت یونین دوسرے ملکوں سے تعاون اور تجارت کا پرجوش ضامن رہا ہے اور آج بھی سماجی نظاموں کے اختلافات کے باوجود سب ملکوں سے تجارت بڑھانے اور باہمی تعاون کا خواہشمند ہے۔ پارٹی اس پالیسی پر جو مشترکہ مفاد پر مبنی ہے عمل کرتی رہے گی۔

امریکہ اور برطانیہ کے جنگ باز حلقے اس بات کا اعادہ کرتے رہتے ہیں

کہ صرف اسلحہ سازی سے ہی سرمایہ دار ملکوں کی صنعت چل سکتی ہے لیکن حقیقت اس کے خلاف ہے۔ صنعت کو چالو رکھنے کا ایک اور طریقہ بھی ہے اور وہ ہے تمام ملکوں سے خواہ ان کا سماجی نظام کیسا بھی ہو تجارتی تعلقات قائم کرنا اور انہیں وسعت دینا۔ اس طریقے سے صنعتی ملکوں کی صنعت آئندہ کئی برس تک پھل پھول سکتی ہے۔ ان کی صنعتی پیداوار دوسرے ممالک میں کھپ سکتی ہے۔ غیر ترقی یافتہ ملکوں کی اقتصادی ترقی ہو سکتی ہے اور اس طرح مضبوط اقتصادی تعاون قائم ہو سکتا ہے۔

امن کی پالیسی میں سوویٹ یونین اور دوسرے جمہوری ملکوں میں کامل اتفاق ہے۔ عوامی چین۔ پولینڈ۔ رومانیہ۔ چیکوسلوویکیہ۔ ہنگری۔ بلغاریہ۔ البانیہ جمہوری جرمنی۔ جمہوری کوریا اور منگولیا ری پبلک سب اس پالیسی سے اتفاق رکھتے ہیں۔ سوویٹ یونین اور ان ملکوں کے باہمی تعلقات نئی قسم کے ہیں۔ تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ ان کی بنیاد ہے مساویانہ حقوق۔ اقتصادی تعاون۔ اور دوسروں کی قومی آزادی کا احترام۔ سوویٹ یونین ان ملکوں کی امداد کر رہا ہے اور کرتا رہے گا تاکہ یہ ممالک ترقی کر سکیں اور مستحکم ہو سکیں۔

ہمیں پورا بھروسہ ہے کہ سرمایہ داری نظام سے پر امن مقابلہ میں اشتراکی اقتصادی نظام سال بسال اپنی برتری ثابت کرے گا۔ ہم اپنا نظریہ حیات یا اپنا اقتصادی نظام کسی پر زبردستی ٹھونسنا نہیں چاہتے " انقلاب برآمد نہیں کیا جا سکتا۔ اگر اسے انقلاب چاہیئے تو ہر ملک اپنا انقلاب خود پیدا کرے گا۔

اگر اسے انقلاب نہیں چاہیئے تو انقلاب نہیں آئے گا۔" یہ ہمیں کامریڈ اسٹالن نے سکھایا ہے۔

سوویت یونین امن کی پالیسی پر چل رہا ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ وہ مغرور جنگ بازوں کے جنگ کے خطرے سے بھی آگاہ ہے۔ اسی کی روک تھام کے لئے سوویت اپنی دفاع کو بہت مضبوط کر رہا ہے۔

سوویت یونین جنگ بازوں کی دھمکیوں سے ڈرنے والا نہیں۔ ہمارے عوام پہلے بھی حملہ آوروں سے لڑ چکے ہیں اور وہ انہیں ختم کرنا جانتے ہیں۔ انہوں نے خانہ جنگی کے زمانے میں جب کہ سوویت یونین کمزور تھا اور نیا نیا قائم ہوا تھا، اپنے دشمنوں کو ختم کر دیا۔ انہوں نے اپنے دشمنوں کو دوسری عالمی جنگ میں پیٹا۔ اور مستقبل میں بھی وہ حملہ آوروں کا دندان شکن جواب دیں گے۔

ہمیں ماضی سے سبق لینا چاہیئے۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد روس سرمایہ داری نظام سے کٹ گیا۔ دوسری عالمی جنگ کے بعد عوامی چین اور یورپ اور ایشیا کے دوسرے ممالک سرمایہ داری نظام سے الگ ہو گئے۔ یہ بات باور کرنے کے لئے حالات موجود ہیں کہ تیسری عالمی جنگ کے بعد سرمایہ داری نظام بالکل ختم ہو جائے گا۔

جنگ کا نقشہ اور اس کے نتائج اگر جنگ ہم پر ٹھونسی گئی تو وہی ہوگا جو اوپر لکھا گیا ہے۔ اس سوال کا دوسرا رخ امن کی حفاظت ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ جنگی پروپیگنڈہ ممنوع قرار دیا جائے۔ ایٹمی اور جراثیمی ہتھیار

ممنوع کر دیئے جائیں اور بڑی طاقتوں کی فوج میں تخفیف کی جائے۔ امن کا معاہدہ کیا جائے اس غرض کیلئے کہ ملکوں میں تجارت کو وسعت دی جائے گی۔ ایک عالمی منڈی بحال کر دی جائے گی اور اس قسم کے تمام دوسرے قدم اٹھائے جائیں گے جس سے امن مستحکم ہو۔

ایسے قدم اٹھانے سے امن مضبوط ہوگا۔ عوام کے دلوں سے جنگ کا خطرہ دور ہو جائے گا۔ جنگی سامان اور جنگ کی تیاریوں پر تمام اخراجات بند ہو جائیں گے اور یہ روپیہ عوام کی بہتری کے لئے خرچ ہو سکے گا۔

سوویت یونین امن کا حامی ہے۔ سوویت یونین امن کے قیام کے لئے تمام ان باتوں پر عمل کرنے کو تیار ہے۔

خارجہ پالیسی میں پارٹی کے یہ کام ہیں:۔

۱۔ تیسری عالمی جنگ کی تیاریوں کے خلاف جدوجہد کرنا۔ ایک مضبوط جمہوری محاذ بنانا جو امن کا حامی ہو اور جنگ کیخلاف ہو۔ دنیا بھر کے امن کے حامیوں سے دوستی بڑھانا۔ جنگ کی تیاریوں کو بے نقاب کرنا۔ جنگ بازوں کے ناپاک ارادوں اور سازشوں کا پردہ چاک کرنا۔

۲۔ بین الاقوامی تعاون کی پالیسی پر عمل کرتے رہنا اور تمام ملکوں سے تجارتی کاروبار کو بڑھانا۔

۳۔ عوامی چین۔ پولینڈ۔ چیکوسلوویکیہ۔ ہنگری۔ رومانیہ۔ بلغاریہ۔ البانیہ۔ مشرقی جرمنی اور کوریا اور منگولین ری پبلک سے دوستانہ تعلقات کو مضبوط سے مضبوط بنانا۔

۴۔ سوویت یونین کی دفاعی قوت کو بڑھانا تاکہ حملہ آور کے ہر قسم کے حملے کو ختم کیا جا سکے

سوویت یونین کی اندرونی حالت

زیر تبصرہ عرصے میں سوویت یونین کی اندرونی حالت پہلے سے زیادہ مستحکم ہوئی ہے اور قومی اقتصادیات اور اشتراکی کلچر میں بہ حیثیت مجموعی ترقی ہوئی ہے۔

اٹھارہویں پارٹی کانگرس کے بعد دو سال تک ہمارے عوام تیسری پنجسالہ پلان کامیابی سے چلاتے رہے۔ اس عرصے میں نمایاں اقتصادی ترقی ہوئی اور بہت سی قابل فخر تازہ کامیابیاں حاصل ہوئیں۔

سوویت عوام کی پر امن ترقی فاشسٹ جرمن کے حملے سے رک گئی، سوویت تاریخ کا مشکل دور شروع ہوا اور یہ دور دفاع وطن کی جنگ کا دور ہے۔ جنگ کے زمانے میں مزدوروں، اجتماعی کاشتکاروں اور پڑھے لکھے لوگوں نے محاذ جنگ پر اور محاذ جنگ کے پیچھے ہر جگہ اور ہر مقام پر وطن دوستی کے بلند

شعور کا ثبوت دیا۔

جنگ ہماری فتح پر ختم ہوئی۔ سوویت یونین پھر اقتصادی ترقی کے پرامن زمانہ میں داخل ہوا۔ بالکل تھوڑے عرصے میں اپنی ہمت کے بل پر اور اپنے وسائل کی مدد سے کسی بیرونی امداد کے بغیر، سوویت یونین نے جنگ کے زخموں کا علاج کیا۔ اپنی اقتصادیات کو بحال کیا اور جنگ سے پہلے کی ترقی سے بھی آگے بڑھ گیا صنعت اور زراعت کی بحالی میں جو کامیابی حاصل ہوئی اس کا نتیجہ تھا کہ ۱۹۴۷ء میں ہم خوراک اور صنعتی مال کی راشن بندی ختم کر دی اور کرنسی میں بھی اصلاح کی اس کے علاوہ پانچ بار خوراک اور ضروریات زندگی کی دوسری اشیاء کی قیمتوں میں کمی کی گئی جس سے روبل کی قیمت بڑھ گئی اور مزدوروں کی حالت بہتر ہو گئی ۱۹۵۰ء میں روبل کو سونے کے معیار پر لایا گیا اور غیر ملکی کرنسی کے مقابلے میں اس کی شرح تبادلہ میں اضافہ کر دیا گیا۔ اقتصادی بحالی اور ترقی نے سوویت یونین کو موقع دیا کہ وہ نئے اہم اور عظیم الشان قومی ترقی کے کاموں کو ہاتھ میں لے سکے۔ جس میں والگا اور نیپر کے بجلی گھروں اور بڑی بڑی نہروں کی تعمیر جو آبپاشی کے کام بھی آئیں اور نقل و حمل کے بھی اور وسیع خطوں میں جنگلات اگانے کا کام شامل ہیں۔

زیر تبصرہ عرصہ میں ہونے والے تاریخی واقعات نے ظاہر کر دیا ہے کہ سوویت کا سماجی اور سیاسی نظام امن کے زمانے کی پرامن تعمیر و ترقی کے لئے ہی بہترین تنظیمی صورت نہیں بلکہ جنگ کی صورت میں دشمن کے مقابلے میں عوام کو متحرک کرنے اور حملہ آور کا مقابلہ کرنے کی لیاقت اور صلاحیت بھی اس تنظیم میں بہترین ہے۔

ان واقعات نے یہ بھی ظاہر کیا کہ اس زمانے میں عوام کی سیاسی سرگرمیوں میں بے حد ترقی ہوئی ہے۔ سوویت عوام میں اخلاقی بلندی اور سیاسی اتحاد بڑھا ہے اور کمیونسٹ پارٹی کے ساتھ عوام کا رشتہ اور مضبوط ہوا ہے۔ سوویت یونین کے عوام کے برادرانہ جذبات بڑھے ہیں۔ اور سوویت وطن دوستی میں ترقی ہوئی ہے۔

ہمارے عوام اپنی اشتراکی مادر وطن کی بہتری کے لئے اپنی تمام کوششوں کو بروئے کار لانے کا تہیہ کر چکے ہیں اور کمیونسٹ سماج کی تعمیر کے تاریخی کام کو آبرومندانہ طریقے سے پورا کر رہے ہیں۔

سوویت یونین کی معاشی ترقی

صنعت جنگ سے پہلے جو پانچسالہ ترقی کے منصوبے بنائے گئے تھے ان سے سوویت یونین مکمل طور پر صنعتی بن گیا تھا۔ ہماری طاقتور صنعت ملک کی حفاظتی تیاریوں کی بنیاد تھی۔ ملک کو صنعتی بنانے کی پارٹی حکمت عملی کی صحت کی تصدیق جنگ میں ہو گئی۔ یہ اس حکمت عملی پر عمل کرنے کا نتیجہ ہے کہ ہمارا ملک اور عوام غلامی سے بچ گئے۔ جنگ کے مشکل وقت میں پارٹی صنعت کو جنگی ضروریات کا سامان پیدا کرنے کے کام میں لانے میں کامیاب ہوئی۔ تمام بڑے صنعتی کارخانے جنگ کے خطے سے نکال مشرقی علاقوں میں لے جائے گئے۔ سوویت حکومت نہ صرف یہ کہ ان کارخانوں

کو دوبارہ چالو کرنے میں کامیاب ہوئی بلکہ نئے کارخانے لگانے میں بھی کامیاب ہوئی اگرچہ صنعتی علاقوں پر نازیوں کا عارضی قبضہ ہو گیا تھا لیکن اس کے باوجود ہر قسم کا اسلحہ گولہ بارود روز افزوں بڑی تعداد میں بنتا رہا۔

جنگ ختم ہوئی تو تمام صنعتیں پھر سے شہری ضروریات کی چیزیں بنانے لگیں۔ پارٹی نے بھاری صنعت کو پہلا درجہ دیا یا ایندھن. توانائی اور دھات کی صنعت پر زیادہ زور دیا گیا۔ کیونکہ بھاری صنعت کے بغیر قومی اقتصادیات کی بحالی اور ترقی ناممکن ہے لیکن پارٹی نے عوام کی ضروریات کو نظر انداز نہیں کیا اور خاص توجہ ان کی ضروریات کی اشیا پر دی گئی تاکہ عوام کا معیارِ زندگی بلند ہو۔

جنگ سے پہلے کی سطح پر پہنچنے کے لئے کچھ وقت ضروری درکار تھا۔ ۱۹۴۸ء میں پیداوار ۱۹۴۰ء کی سالانہ مجموعی صنعتی پیداوار کی سطح تک پیداوار پھر سے پہنچ گئی۔ کوئلہ کی پیداوار ۱۹۴۷ء میں، فولاد اور سیمنٹ ۱۹۴۹ء میں لوہا اور تیل ۱۹۴۸ء میں جوتے ۱۹۵۰ء میں، سوتی کپڑے ۱۹۵۱ء میں ۱۹۴۰ء کی سطح تک آ گئے جس کا مطلب یہ ہے کہ جنگ نے ہماری صنعتی ترقی کو آٹھ نو برس پیچھے ڈال دیا تھا جو تقریباً دو پنج سالہ منصوبوں کے برابر تھی

جنگ کے بعد صنعت کی کامیاب بحالی اور ترقی نے جنگ سے پہلے کی سطح سے بہت آگے بڑھا دیا جیسا کہ مندرجہ ذیل اعداد و شمار سے ظاہر ہے۔

سوویت یونین کی صنعتی ترقی

مجموعی صنعت	۱۹۴۰	۱۹۴۴	۱۹۴۵	۱۹۴۶	۱۹۴۷	۱۹۴۸	۱۹۴۹	۱۹۵۰	۱۹۵۱	۱۹۵۲
گروپ ا	۱۰۰	۱۰۴	۹۲	۷۷	۹۳	۱۱۸	۱۴۱	۱۷۳	۲۰۲	۲۲۳
ذرائع پیداوار کی پیداوار	۱۰۰	۱۳۶	۱۱۲	۸۶	۱۰۱	۱۳۰	۱۶۳	۲۰۵	۲۳۹	۲۶۷
گروپ بی										
اشیائے صرف کی پیداوار	۱۰۰	۵۴	۵۹	۶۷	۸۲	۹۹	۱۰۷	۱۲۳	۱۴۳	۱۵۶

اعداد و شمار ۱۹۴۵ء اور ۱۹۴۶ء میں صنعتی پیداوار میں کمی ظاہر کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جنگی سامان کی پیداوار کم کردی گئی تھی اور امن کی اشیا کی پیداوار کرنے اور صنعت کو از سر نو اس لائن پر لانے کے لئے کچھ وقت درکار تھا صنعت میں اس تبدیلی کے لانے کا کام ۱۹۴۷ء تک مکمل ہوگیا اور اس کے بعد پیداوار پھر بڑھنے لگی اور ۱۹۵۱ء میں ۱۹۴۰ء کی پیداوار سے ۷۰ فی صدی زیادہ ہو گئی۔ ۱۹۵۲ء میں اور نئی کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں۔ اس سال کا پیداواری منصوبہ کامیابی سے پورا ہی نہیں بلکہ زیادہ ترقی کر رہا ہے۔ اس لئے یہ اندازہ کہ ۱۹۵۲ء میں پیداوار ۱۹۴۰ء کی پیداوار سے ۱۲۰ فیصدی زائد ہوگی بالکل معقول ہے

ذرائع پیداوار کی صنعت میں (مشین سازی کی صنعت میں) ترقی بہت تیزی سے ہوئی ہے۔ ۱۹۵۱ء میں اس کی پیداوار جنگ سے پہلے کی پیداوار سے ۱۴۰ فی صدی زیادہ ہے۔ توقع ہے کہ ۱۹۵۲ء میں ۱۷۰ فی صدی زیادہ ہو گی؛ ۱۹۵۲ء میں ہم ۳۵ ملین ٹن رہا یعنی ۱۹۴۰ء سے ۷۰ فیصدی زیادہ ۳۵ ملین ٹن فولاد

یعنی ۱۹۴۰ء سے ۹۰ فیصدی زیادہ ۲۷ ملین ٹن دھات یعنی ۱۹۴۰ء سے دوگنا۔ تین سو ملین ٹن کوئلہ یعنی ۱۹۴۰ء سے ۸۰ فیصدی زیادہ ۴۷ ملین ٹن تیل ۱۹۴۰ء سے پچاس فی صدی زیادہ۔ ایک لاکھ سترہ ہزار ملین کلوواٹ بجلی یعنی ۱۹۴۰ء سے ۱۴۰ فیصدی زیادہ مشینوں کی پیداوار ۱۹۴۰ء سے تین گنا سے بھی زیادہ ہوگئی۔

صنعت کی بڑی بڑی شاخوں میں پیداوار کی سالانہ ترقی گذشتہ برسوں میں جنگ سے پہلے کے سالوں سے بہت زیادہ ہوئی ہے ۵۱-۱۹۴۹ء میں صنعتی پیداوار جنگ سے پہلے کی سطح کو ہی نہیں جا پہنچی بلکہ آگے نکل گئی۔

ذرائع پیداوار کی ترقی اور زرعی پیداوار کی ترقی نے اشیائے صرف کی صنعت کی ترقی کے لئے قابل اعتماد حالات پیدا کر دیئے۔ ان صنعتوں میں ۱۹۵۱ء میں ۱۹۴۱ء سے پیداوار ۴۴ فیصدی زیادہ تھی۔ ۱۹۵۲ء میں ہم ۱۹۴۰ء سے سوتی کپڑا انتیس فیصدی۔ گرم کپڑا ۶۰ فیصدی۔ ریشمی کپڑا ۱۸۰ فی صدی۔ جوتے ۲۰ فی صدی۔ ربڑ کے جوتے ۸۰ فیصدی۔ کھانڈ ۵۰ فی صدی زیادہ۔ اور فیکٹری کا بنا ہوا مکھن ۷۰ فی صدی زیادہ پیدا کریں گے۔

صنعت کی کامیاب بحالی سے فی کس صنعتی پیداوار جنگ کے زمانے سے بہت زیادہ ہے ۱۹۵۱ء میں بجلی کی فی کس پیداوار ۱۹۴۰ء سے ۱۰۰ فی صدی زیادہ تھی دھات پچاس فی صدی۔ فولاد ۸۰ فیصدی کوئلہ ساٹھ فی صدی سیمنٹ سو فی صدی۔ سوتی کپڑا بیس فی صدی۔ گرم کپڑا ساٹھ فی صدی کاغذ ۸۰ فیصدی زیادہ تھی

زیر تبصرہ برسوں میں خاص طور پر جنگ کے بعد کے سالوں میں ہماری صنعت کی توسیع بہت زیادہ ہوئی ہے۔ ایک تو نئے کارخانے تعمیر ہوئے ہیں دوسرے

پرانے کارخانوں کی توسیع عمل میں آئی ہے۔

صرف ۱۹۴۶-۵۱ء میں ۵۰۰,۰۰۰ ملین روبل میں سے ۳۲۰,۰۰۰ ملین روبل صنعت میں لگائے گئے اور اس عرصے میں سات ہزار نئے کارخانے تعمیر ہوئے یا پرانے کارخانوں کی توسیع کی گئی۔

یہ تو صنعت میں تعدادی اضافے ہیں جو گذشتہ چند برسوں میں ہوئے اس عرصے میں صنعت میں ٹکنیکل ترقی بھی ہوئی سرمایہ دار ملکوں میں معاشی بحران ان ملکوں کی صنعتی ترقی میں رکاوٹ ڈال دیتا ہے اور پیداواری طاقتیں برباد ہو جاتی ہیں برعکس اس کے سوویت یونین کی صنعت معاشی بحران سے کبھی دوچار نہیں ہوتی۔ یہاں صنعتی پیداوار ٹکنیکل ترقی اور سائنس کی مدد سے بڑھتی ہی جاتی ہے۔ جنگ کے بعد تمام صنعتوں میں نئی مشینری لگائی گئی ہے۔ نئے طریقے نافذ کئے گئے ہیں اور پیداوار کو رشنیل بنیادوں منظم کیا گیا ہے۔ صرف گذشتہ تین سالوں میں ہماری مشین سازی کی صنعت نے سولہ سو قسم کی نئی مشینیں بنائی ہیں۔

طریق پیداوار کی ترقی میں سائنس کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ جس کی ایجادات اور دریافتوں کی مدد سے سوویت عوام قدرت کی دولت کو بہتر اور کامیاب طریقے سے استعمال کرنے لگے ہیں۔

ہمارے سائنس دانوں نے بہت سے مسائل جو ہماری قومی معاشی زندگی کے لئے بہت اہم تھے جنگ کے بعد کے سالوں میں حل کئے ہیں اور ایک بڑی کامیابی ایٹمی توانائی کی دریافت ہے۔ ہماری سائنس نے امریکہ کی اجارہ داری ختم کردی اور جنگ بازوں پر کاری ضرب لگائی جو ایٹمی توانائی کے راز اور ایٹمی

ہتھیاروں کو دوسری قوموں کو ڈرانے اور دبانے کے لئے استعمال کر رہے تھے

سوویت یونین ایٹمی توانائی پیدا کر سکتا ہے۔ وہ اس توانائی کو عوام کے فائدے کے لئے استعمال کرنے میں دلچسپی رکھتا ہے۔ کیونکہ ایٹمی توانائی کی دریافت سے قدرت کی طاقتوں پر انسان کا بہت زیادہ قبضہ ہو گیا ہے۔ اور انسانوں کو پیداواری طاقتوں کو بڑھانے کے وسیع مواقع مل گئے ہیں۔ اس توانائی کی مدد سے ٹکنیکل و تہذیبی ترقی ہو سکتی ہے اور اجتماعی دولت میں ان گنت اضافہ ہو سکتا ہے۔

سوویت سائنس کی ترقی کا اندازہ سٹالن انعامات کی سالانہ تقسیم سے ہو سکتا ہے۔ ایک سال میں ۸۴۷۰ سائنس دانوں کو سائنس صنعت، ٹرانسپورٹ اور زراعت میں نئی ایجادات اور دریافتوں پر سٹالن انعام ملا۔

اس عرصے میں ہمارے ملک کے مشرقی خطوں میں بھی صنعتی ترقی ہوئی ہے والگا کے خطے میں بہت بڑے بڑے کارخانے تعمیر ہوئے ہیں۔ یورال سائبیریا مشرق بعید قازق روس اور وسطی ایشیا میں صنعتی پیداوار ۱۹۴۰ء کی پیداوار سے تین گنا بڑھ گئی ہے۔

زیر تبصرہ عرصہ میں روس کی صنعتی ترقی کا یہ مختصر سا جائزہ ہے۔ صنعت کے میدان میں اگلے چند سالوں کا پروگرام پانچویں پنج سالہ منصوبہ کی صورت میں کانگرس کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے اس پروگرام کے مطابق ۱۹۵۵ء میں ہماری صنعتی پیداوار ۱۹۵۰ء سے ۷۰ فی صدی بڑھے گی مشین سازی کی صنعت ۸۰ فی صدی اور اشیائے صرف کی صنعت میں ۶۵ فی صدی اضافہ ہوگا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ۱۹۵۵ء میں ہماری صنعتی پیداوار ۱۹۴۰ء سے تین گنا ہوگی۔

پانچواں پنج سالہ منصوبہ سوشلزم سے کمیونزم کی طرف ایک اور بڑا قدم ہے۔ ہماری صنعت ان کاموں کو سرانجام دینے کے قابل ہے۔ آج صنعت کی ہر شاخ میں نئی مشینیں لگ چکی ہیں۔ ہر شاخ میں ماہر مزدور انجینئر اور کارگیر موجود ہیں۔ کچے مال کی بھی کوئی کمی نہیں۔ ان سے پورا پورا فائدہ اٹھانا۔ کام کی خامیوں کو دور کرنا صنعت کے پوشیدہ رازوں کو دریافت کرنا کام میں لانا اور اس طرح قومی معیشت کو آگے بڑھانا ہمارا کام ہے۔

ہر سال صنعت نہ صرف منصوبے کو پورا کرتی ہے بلکہ اس سے زیادہ پیداوار کرتی ہے لیکن صنعت میں جہاں کام بہت اچھا ہو رہا ہے وہاں کچھ ایسے کارخانے بھی ہیں جو اپنی ذمہ داریوں کو پورا نہیں کر رہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہماری قومی معیشت کو جتنا سامان ملنا چاہیئے نہیں ملتا۔ متعلقہ وزارت اس امر کا مناسب انتظام نہیں کرتی کہ وہ صنعت اپنا منصوبہ پورا کرے۔ بعض دفعہ وہ ناکارہ اور پست کارخانوں کا کام اہل اور اچھے کارخانوں پر ڈال دیتے ہیں اور یہ ناکارہ کارخانے عمدہ اور اہل کارخانوں کے سہارے باقی رہتے ہیں۔

ریاستی منصوبہ پورا نہ ہونے کی بڑی وجہ یہ ہے کہ کارخانوں کی ماہوار پیداوار یکساں نہیں ہوتی۔ پارٹی نے انتظامیہ کی توجہ اس خامی کی طرف بار بار دلائی ہے لیکن اس کے باوجود بہت سے کارخانے پرانے ڈھنگ پر چلتے رہتے ہیں اور مہینے کی پیداوار کا آدھا حصہ آخری دس دنوں میں پورا کرتے ہیں اس

طرح مشینیں اور دوسرا سامان پوری طرح استعمال نہیں ہوتا اور مقررہ وقت سے زیادہ وقت کام کو نا پڑتا ہے۔ تیار شدہ مال معیار پر نہیں اترتا اس لئے رد کر دیا جاتا ہے۔ ردی مال میں اضافہ ہوتا ہے اور دوسرے کارخانوں کے کام میں بھی بے ترتیبی پیدا ہو جاتی ہے۔

کچھ کارخانے اپنا منصوبہ پورا کرنے کے لئے ملک کے لئے ضرر رساں رویہ اختیار کر لیتے ہیں اور ضمنی چیزیں پیدا کرنے میں لگ جاتے ہیں یا ستی منصوبے کے مطابق پیداوار نہیں کرتے۔

بہت سے کارخانوں میں گورنمنٹ سٹینڈرڈ کا خیال نہیں رکھا جاتا اور گھٹیا چیزیں پیدا کی جاتی ہیں اور ایسے کیس بھی موجود ہیں جہاں گاہکوں کو گھٹیا مال دیا گیا۔

مشین سازی کے کارخانے بعض دفعہ ایسی مشینیں تیار کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ جس کے ڈیزائن پر ابھی تجربہ نہیں ہوا۔ اور ابھی ہر لحاظ سے مکمل نہیں ہوئیں ہلکی صنعت میں بھی گھٹیا قسم کی پیداوار اچھی خاصی ہوتی ہے جس کا مطلب صاف ہے کہ قومی معیشت کو خسارہ اٹھانا پڑتا ہے۔

ہم صنعت میں ایسی خامیوں کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ ریاستی منصوبہ قانون ہے جس کی پابندی لازمی ہے۔ ہر کارخانے کا فرض ہے کہ جو کام ریاستی منصوبہ میں اس کے ذمے لگایا گیا ہو اسے پورا کرے۔ ہر صنعت کے منتظمین اور پارٹی تنظیم کا فرض ہے کہ وہ ریاستی منصوبے کو پورا کریں۔ ان کا صرف یہی کام نہیں کہ مجموعی طور پر پیداوار کی مقدار پوری ہو بلکہ یہ بھی پیش نظر رکھیں کہ ریاستی منصوبے میں جتنے اور جس قسم کے کام لکھے ہوں وہ پورے ہوں جو سامان

پیدا ہو وہ صفاتی لحاظ سے عمدہ ہو۔

ہر صنعت میں پیداواری صلاحیت بڑھانے کی طرف خاص توجہ دی جائے

سوشلزم کی تعمیر میں ہر منزل پہ پارٹی نے متواتر پیداواری صلاحیت بڑھانے کی کوشش کی ہے کیونکہ زیادہ اور بہتر پیداوار کے لئے یہ بنیادی شرط ہے۔ پیداواری صلاحیتوں کی نشوونما ہی سے ہماری صنعت اتنی ترقی کر سکی ہے۔ صنعتی پیداوار کا ستر فی صدی حصہ پیداواری صلاحیتوں کی ترقی کے باعث ہوا ہے۔

سوویت یونین میں پیداواری صلاحیتوں کی ترقی کا دارومدار نئی مشینوں اور ترقی یافتہ طریق پیداوار پہ ہے۔ صنعت میں مشینوں اور بجلی کی طاقت کے استعمال سے پیداوار میں اضافہ ہوا ہے۔ خاص کر مشقت والے اور بھاری کام مشین سے لئے جا رہے ہیں۔ مزدوروں کی بہتر تنظیم۔ مزدوروں کے تعلیمی اور تہذیبی معیار کی بلندی اور ہنر میں مہارت نے بھی پیداواری صلاحیتوں کو اجاگر کیا ہے۔ اشتراکی اقتصادی نظام میں جدید ترین مشینری کیلئے غیر محدود مواقع ہیں۔ سوویت یونین میں مشین نہ صرف محنت کو بچاتی ہے بلکہ مشقت کو ہلکا بھی کرتی ہے یہی وجہ ہے کہ سوویت یونین میں مزدور نئی مشینوں کو خوش آمدید کہتے ہیں لیکن سرمایہ دار دنیا میں ایسا نہیں ہوتا۔ سوویت مزدور پیداواری صلاحیت بڑھانے میں دلچسپی رکھتا ہے، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس سے سوویت یونین کی طاقت میں اضافہ ہوگا اور مزدوروں کا معیار زندگی بلند ہوگا۔ اشتراکی سماج میں پیداواری صلاحیت میں اضافے کی بنیاد عوام اور ریاست کے مفاد کا باہمی اتحاد ہے۔

لیکن صنعت میں پیداواری صلاحیت بڑھانے کے جو امکانات ہیں ان سے پورا فائدہ نہیں اٹھایا جا رہا۔ بہت سے کارخانے ریاستی منصوبے کے مطابق اپنی پیداوار کو ترقی نہیں دے سکے جس سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ انہوں نے ان امکانات سے پورا فائدہ نہیں اٹھایا۔ وزارت متعلقہ اس اہم بات کی طرف سے غافل رہتی ہے وہ اس بات پر مطمئن ہو جاتی ہے کہ سب صنعت کی اوسط پیداوار منصوبے کے مطابق ہے وہ پسماندہ کارخانوں کی طرف پوری توجہ دیکر انہیں دوسرے کارخانوں کی سطح پر لانے کی کوشش نہیں کرتے۔

بعض کارخانوں میں مشینری کو اچھی طرح استعمال نہیں کیا جاتا یا بہت لاپرواہی سے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کو برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ ہر کارخانے میں نئی مشین کے استعمال سے کچھ مزدور بچیں گے جنہیں اس کارخانے میں نئے کام پر یا نئے کارخانوں میں کام پر لگایا جائے۔

کبھی ایک مینیجر نئی مشین لگا کر کام لینے کی بجائے کام کے پرانے طریقے استعمال میں لاتے ہیں اور مشینری کی جگہ انسانی ہاتھوں ہی سے کام لیتے ہیں۔

صنعت میں مشینری کا استعمال جس انداز سے ہو رہا ہے اس میں ایک خامی یہ ہے کہ تمام پیداواری عمل میں مشینری رائج نہیں کی گئی جس کا نتیجہ یہ ہے کہ کچھ کارخانوں میں تمام پیداواری عمل مشین سے سرانجام پاتا ہے اور کچھ کارخانے کسی حد تک اسے رواج دے سکے ہیں۔ بعض صنعتوں میں بعض پیداواری عمل مشینری سے ہوتا ہے اور بعض مشینری سے نہیں ہوتا۔ اسس

طرح سے مشینری کی وجہ سے اقتصادیات پر جو عام اثر ہونا چاہیے وہ نہیں ہوتا اور پیداوار اپنے معمول سے کم ہوتی ہے۔

بعض جگہ پیداواری صلاحیت مزدوروں میں تنظیم کی وجہ سے مدھم پڑ جاتی ہے اور اس سے بہت سا وقت ضائع ہو جاتا ہے۔ مکانوں کی تعمیر کے کاموں پر ایسا اکثر ہوتا ہے کیونکہ وزارت متعلقہ ضرورت کو دیکھے بغیر آدمیوں کو کام پر بھیج دیتی ہے اور اس کام کی جانچ پڑتال نہیں کرتی کہ آیا اس کام پر سب آدمی مصروف بھی ہیں یا نہیں۔

روزانہ کام کی مقدار مقرر کرنا پیداواری صلاحیت کو بڑھاتا ہے لیکن بہت سے کارخانوں میں حالات اس لحاظ سے ناتسلی بخش ہیں۔ بہت سے کارخانوں میں ابھی تک روزانہ پیداوار کے پرانے اندازے موجود ہیں۔

پارٹی اور ٹریڈ یونین تنظیموں کا یہ اہم فرض ہے کہ وہ پیداواری صلاحیت کے راستے کی تمام رکاوٹوں کو دور کریں اور ہر کارخانے اور ہر صنعت میں ریاستی منصوبے کو پورا کرنے کی سعی کریں۔

ہمیں مشینوں سے کام لینا چاہیئے اور تمام پیداواری عمل مشینوں سے کرنا چاہیئے۔

ہمیں قومی اقتصادیات کے ہر شعبے میں سائنس کی تازہ ترین ایجادات کو رواج دینا چاہیئے اور پیداوار کے پرانے طریقوں کو بہتر بنانا چاہیئے۔

رفیقو ۔۔۔ ہماری صنعت روز بروز ترقی کر رہی ہے اور بہتر ہوتی جا رہی ہے ہم یہ ترقی کرتے جائیں گے اور پیداواری طاقتوں کو بہت زیادہ ترقی دینگے

ہمارے ملک کی طاقت اور عوام کی خوشحالی اور بھلائی کا راز یہی ہے۔

زراعت

اٹھارویں پارٹی کانگریس کے وقت اجتماعی کھیتی کا نظام ہمارے ملک میں جڑ پکڑ گیا تھا۔ اور اجتماعی فارمیں مضبوط ہو گئی تھیں۔ اشتراکی فارمنگ ہی زراعت کا طریقہ تسلیم ہو چکا تھا۔

جنگ نے زراعت کی ترقی کو تھوڑے عرصے کیلئے روک دیا اور اسے بہت زیادہ نقصان پہنچایا۔ خاص طور پر اس علاقے میں جس پر دشمن نے قبضہ کر لیا تھا زراعت کو بہت نقصان پہنچا۔ اس علاقے میں اجتماعی کھیت مشین اور ٹریکٹر سٹیشن عمارتیں ہٹلر کی فوجوں نے تباہ کر دیں۔ جنگ کی اس تباہی کے باوجود مشرقی علاقوں کی فارمیں فوج اور عوام کیلئے خوراک اور ہلکی صنعت کے لیے خام مال مہیا کرتی رہیں۔ اجتماعی کھیتی کے نظام۔ کاشت کاروں کے ایثار، مرد اور عورت سب کے بلند سیاسی شعور اور تنظیم ہی کے طفیل ہم اس مشکل کو پورا کر سکے۔

امن قائم ہوتے ہی پارٹی کو زراعت کی بحالی کا کام درپیش تھا۔ پارٹی نے جنگ کے بعد پنچایتی فارموں کی تنظیمی اور اقتصادی لحاظ سے مضبوطی اور زراعت کی ترقی اور فارموں کی بحالی کی طرف خاص توجہ دی تاکہ کاشتکار خوشحال ہو سکیں چھوٹی چھوٹی فارموں کو ملا کر بڑی فارمیں بنا دی گئیں کیونکہ بڑی فارموں پر زرعی ترقی کے امکان بڑھ جاتے ہیں۔ سن ۱۹۵۰ء تک اس عمل سے دو لاکھ چون ہزار چھوٹی فارموں کی جگہ ستانوے ہزار بڑی فارمیں بنائی گئیں۔

پارٹی اور حکومت نے اپنی تدابیر سے جنگ کی تباہ کاری اور ۱۹۴۷ء کی خشک سالی کی پیدا کردہ دشواریوں پر قابو پا لیا، اور تھوڑے ہی عرصے میں زرعی پیداوار

جنگ سے پہلے کی سطح پر پہنچ گئی۔

جنگ سے پہلے جتنا رقبہ زیر کاشت تھا وہ بہت جلد کاشت ہونے لگا۔ شرح پیداوار اور غلے کی کل پیداوار اپنی پہلی سطح پر آگئی۔ چارے اور صنعتی خام پیداوار سبزیاں اور تربوز کی پیداوار بڑھ گئی۔ ۱۹۵۲ء میں زیر کاشت رقبہ کی تعداد جنگ سے پہلے کی تعداد سے ترپن لاکھ ہیکٹر سے زیادہ ہے۔

جنگ کے تیسرے سال بعد غلے کی پیداوار اپنی پہلی سطح پر آگئی۔ اور اس کے بعد بڑھتی گئی۔ ۱۹۵۲ء میں غلے کی مجموعی پیداوار آٹھ ہزار ملین پونڈ ہے اور گندم کی پیداوار ۱۹۴۰ء کی پیداوار سے ۴۸ فیصدی زیادہ ہے۔ (تالیاں)

ماضی میں غلہ کا مسئلہ ہمارا بہت اہم مسئلہ رہا ہے اب یہ مسئلہ حتمی اور قطعی طور پر حل کر لیا گیا ہے

جنگ کے بعد کپاس اور شکر کی فصل میں تیزی سے ترقی ہوئی ہے۔ ۱۹۵۱ء میں کپاس کی مجموعی پیداوار جنگ سے پہلے کی پیداوار سے ۴۷ فیصدی اور شکر کی پیداوار ۱۷ فیصدی زیادہ ہوئی ہے اور اس سال کی فصل اور بھی زیادہ ہے۔ تیل کے بیج، آلو، چارہ وغیرہ کی فصل جنگ سے پہلے کی بہ نسبت زیادہ ہوئی ہے۔ ۱۹۵۱ء میں چارہ ۱۹۴۰ء سے ۲۵ فی صدی زیادہ پیدا ہوا ہے۔ السی، سبزیاں اور تربوز پہلے سے بہت زیادہ ہوئے ہیں۔ پارٹی۔ سوویت اور زرعی تنظیموں کی بے توجہی سے چند ایسے علاقے ضرور ہیں جن کی پیداوار اب تک جنگ سے پہلے کی سطح سے اوپر نہیں اٹھی۔

اس سال بھی غلہ، کپاس، شکر، تیل کے بیج، سبزیاں اور دوسری زرعی

پیداوار کو خریدنے کے ریاستی منصوبے کامیابی سے پورے ہو رہے ہیں ۔

ہمارے زراعت کے طریقے بہتر ہو رہے ہیں۔ اس کی پیداواری صلاحیت ترقی کر رہی ہے اور روز افزوں تعداد میں خام اشیاء پیدا کر کے منڈی میں بھیج رہی ہے۔ ہماری زراعت کا یہ اہم پہلو قابل غور اور صد تحسین ہے۔ اب جب کہ ہم نے غلے کے سوال کو حل کر لیا ہے تو ہم زرعی ترقی کو پرانے انداز سے نہیں ماپیں گے کہ غلے کی پیداوار کتنی ہوئی ہے۔ ہم نے دوسری زرعی فصلوں کی پیداوار بھی کافی بڑھالی ہے۔ آج ہماری صنعت میں صفاتی تبدیلی آگئی ہے پہلے ہماری زراعت کا زیر کاشت رقبہ زیادہ اور شرح پیداوار کم تھی لیکن اب زراعت بنیادی طور پر مختلف ہے اور زیر کاشت رقبہ کے ساتھ ساتھ شرح پیداوار بھی بڑھی ہے۔ ۱۹۵۲ء میں کل زیر کاشت رقبہ ۱۹۱۳ء سے ۴۰ فی صدی بڑھا اور غلے کے زیر کاشت رقبہ میں صرف ۵ فی صدی اضافہ ہوا ہے صنعتی فصلوں، سبزیوں اور تربوز کے زیر کاشت رقبہ میں ۱۹۱۳ء سے ۱۴۰ فیصدی اضافہ ہوا ہے اور چارہ کے رقبہ پہلے سے گیارہ گنا زیادہ ہے۔ اس لئے آج زرعی ترقی کا اندازہ صرف غلے کی پیداوار سے لگانا بھاری غلطی ہے ۔

جب سے جنگ ختم ہوئی ہے نئی قسم کی مشینری زراعت کیلئے مہیا کی گئی ہے کیونکہ اس کے بغیر زراعت کی بحالی اور ترقی ناممکن تھی۔ اس عرصے میں نئے اور بہتر ڈیزل ٹریکٹر، ہارویسٹر، گوڈی کی مشینیں، کپاس چننے کی مشینیں اور دوسری مشینیں استعمال میں لائی گئی ہیں ۔

آج ٹریکٹر سٹیشنوں پر ٹریکٹروں اور ہارویسٹروں کی تعداد جنگ سے پہلے کی

تعداد سے ۹۰ فی صدی اور ۱۵ فی صدی زیادہ ہے۔ مویشیوں کے فارموں پر سخت اور بھاری کام مشینوں سے ہو رہے ہیں۔ ٹریکٹر سٹیشنوں کی تعداد بڑھا دی گئی ہے اور جس خطے میں وسیع پیمانے پر میلوں میل جنگلات لگائے جا رہے ہیں وہاں خاص سٹیشن قائم کر دیئے گئے ہیں۔ لینڈ ریکلیمیشن چراگاہوں اور مرغزاروں کے لئے بھی مشینیں استعمال ہو رہی ہیں۔ نئے ٹریکٹر مشینوں کی تعداد ۷۶۴ ۱۵ ہے اور کل ٹریکٹر سٹیشن ۸۹۳۹ ہیں۔

ابعد جنگ کی زرعی ترقی نے ہمارے بڑے مسائل کو حل کرنے کا راستہ صاف کیا ہے۔ ہماری قومی اقتصادیات کا یہ مقصد سوویت عوام کی خوشحالی اور بھلائی ہے اور یہ تبھی ہو سکتا ہے کہ زرعی پیداوار بڑھے اس کے بغیر یہ ممکن نہیں۔

پانچویں پنج سالہ منصوبے میں غلے کی مجموعی پیداوار چالیس سے پچاس فیصدی گندم کی پیداوار ۵۵ سے ۶۵ فی صدی السی۔ چالیس سے پچاس فیصدی۔ شکر ۶۵ سے ۷۰ فی صدی۔ سورج مکھی ۵۰ سے ۶۰ فیصدی آلو چالیس سے پینتالیس فی صدی چارہ ۱۰۰ سے ۱۲۰ فیصدی تک بڑھائی جائے گی۔

اب زراعت زیر کاشت رقبہ کے لحاظ سے پہلی سطح پر آ گئی ہے اس لئے شرح پیداوار بڑھانا آج کا کام ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ طریق کاشت کو بہتر بنائیں۔ کام میں تیزی پیدا کریں۔ ٹریکٹروں اور دوسری زرعی مشینوں کا بہتر استعمال کریں۔ زراعت کو مکمل طور پر مشینی بنائیں۔ فصلیں بدل کر کاشت کریں۔ فارموں میں دائمی گھاس لگائیں۔ کاشت کے بہتر طریقوں کو عام کریں۔ مصنوعی کھاد کا استعمال

زیادہ کریں۔ آبپاشی کا بہتر انتظام کریں اور اسطرح سیراب ہونیوالے رقبے کی تعداد بڑھائیں
جنگ کے بعد زرعی ترقی کے سلسلے میں پارٹی کا مرکزی کام مویشیوں کو ترقی دینا تھا۔ جولائی ۱۹۴۵ء سے جولائی ۱۹۵۲ء تک چار کروڑ اٹھارہ لاکھ بھیڑوں، دو کروڑ بارہ لاکھ سوروں، چھپن لاکھ گھوڑوں کا اضافہ ہوا ہے۔

جتنی کل تعداد ہر قسم کے مویشیوں کی ۱۹۴۰ء میں تھی ۱۹۴۸ء میں پھر اتنی ہی ہوگئی۔ بھیڑوں کی تعداد ۱۹۵۰ء میں اور سوروں کی ۱۹۵۲ء میں جنگ سے پہلے کی تعداد کے برابر پہنچ گئی۔ پارٹی نے ریاستی فارموں اور اجتماعی فارموں میں مویشیوں کی تعداد بڑھانے پر خاص دھیان دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج ان فارموں میں کیا بلحاظ تعداد مویشیاں اور کیا بلحاظ دودھ گوشت اور مکھن ہم بہت آگے ہیں گوشت اور دودھ، مکھن، انڈے، اون، کھالوں کی منڈیوں میں سپلائی جنگ کے پہلے کی سپلائی سے بہت زیادہ ہے۔ ہلکی صنعت میں خام مال کی کھپت اور عوام کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر مویشیوں کی تعداد میں اور اضافے کی ضرورت ہے۔

پانچویں پنجسالہ منصوبے کی تکمیل کے بعد بھیڑوں کی تعداد میں ۶۰ سے ۶۲ فیصدی تک سوروں کی تعداد میں ۴۵ سے ۵۰ فی صدی تک گھوڑوں کی تعداد میں دس سے بارہ فی صدی تک مرغیوں کی تعداد میں ۲۰۰ سے ۲۵۰ فی صدی تک اضافہ ہوگا۔

گوشت اور مکھن میں ۸۰ سے ۹۰ فی صدی تک دودھ میں ۴۵ سے ۵۰ فی صدی تک اون میں ۱۰۰ سے ۱۵۰ فی صدی تک اور انڈوں میں ۵۰۰ سے ۶۰۰ فی صدی تک اضافہ ہوگا۔

مویشیوں کی ترقی کے سلسلے میں ہمارا مقصد یہ ہے کہ جہاں گنتی میں اضافہ ہو وہاں پیداوار کی جانب بھی بڑھے۔ اس کے لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمارے فارموں پر چارے کی کاشت اور پیداوار خوب ہو۔ مویشیوں کے لئے مناسب اور بہتر مویشی خانے ہوں اور مویشیوں کے فارموں پر مشینوں کے استعمال کو بڑھایا جائے۔ ہمیں مویشیوں کے فارموں کی اصلاح اور ان کی پیداوار بڑھانے کی طرف دھیان دینا چاہیئے۔ ہمیں مویشیوں کی بہتر اور عمدہ نسل اور بہتر اور عمدہ پیداوار دونوں کا خیال رکھنا ہوگا۔

جنگ کے بعد ریاستی فارموں میں نمایاں توسیع ہوئی ہے اور وہ بہت مضبوط ہوئے ہیں

یہاں جنگ سے پہلے کی بہ نسبت بہت زیادہ رقبہ زیر کاشت آیا ہے۔ مویشیوں کے گلوں اور فارموں کی زرعی پیداوار میں بہت اضافہ ہوا ہے۔ ان فارموں میں خامیاں بھی ہیں۔ ایک بڑی خامی اکثر فارموں میں پائی جاتی ہے۔ کہ وہاں غلے۔ گوشت اور دودھ کی پیداوار پر لاگت زیادہ آتی ہے۔ ریاستی فارموں کی پیداوار بڑھنی چاہیئے۔ اور پیداوار کی لاگت میں کمی آنی چاہیئے

نظام آبپاشی اور حفاظتی جنگلات کی کاشت زراعت کی ترقی کے لئے بہت ضروری ہیں۔ جنگ سے پہلے پرانے نظام آبپاشی کی اصلاح کی گئی تھی اور بہت سی نہریں کھودی گئی تھیں۔ جس سے وسطی ایشیائی جمہوریتوں اور سوویت یونین کے دوسرے حصوں میں پچاس فی صدی زیادہ رقبہ سیراب ہونے لگا۔ اس سے

ہم کپاس کی پیداوار بڑھا پائے ۔ حفاظتی جنگلات کا کام بھی شروع ہو چکا تھا۔

جنگ کے بعد آبپاشی کی توسیع اور جنگلات کی کاشت کا کام بہت وسیع پیمانے پر شروع ہوا۔ ٹرانس کاکیشین ری پبلک میں نہروں کی تعمیر شروع ہوئی جن کی تکمیل پر ۸۰ فیصدی رقبہ مزید سیراب ہوگا۔ ۱۹۴۷ء میں بے حد زرخیز کالی مٹی کے خطوں میں نئی نہریں کھودی گئیں تاکہ غلے اور دوسری جنسوں کی پیداوار میں اضافہ کیا جائے۔ ۱۹۴۸ء میں یورپی روس کے میدانوں میں حفاظتی جنگلات لگانے کا کام بہت وسیع پیمانے پر شروع ہوا۔ فارموں پر درخت اگانے کی مہم جاری ہوئی۔ تالاب تعمیر کئے جانے لگے۔ پچھلے ساڑھے تین سال میں فارموں نے ۲،۷ ملین ہکٹیر علاقے میں جنگلات اگائے ہیں اور بارہ ہزار تالاب تعمیر کئے ہیں۔ مرطوب آب و ہوا کے خطوں میں بالخصوص بیلو رشیا اور بالٹک ری پبلکوں میں دلدلوں میں سے پانی نکالنے کا کام جاری ہے۔

پن بجلی گھروں اور نہروں کی تعمیر جو ڈاؤن والگا ڈنیپر اور آمو دریا پر ہوئی ہے اور لینن والگا ڈان نہر کے جاری ہونے سے زرعی ترقی کے لئے بہت زیادہ مواقع پیدا ہو گئے ہیں۔ ان پن بجلی گھروں اور نہروں کی تعمیر سے ۶ ملین ہکٹیر رقبہ سیراب ہوگا اور تقریباً ۲۲ ملین ہیکٹر رقبہ میں پھیلی ہوئی چراگاہ کو پانی ملے گا۔ ان پن بجلی گھروں کی بدولت زرعی پیداواری عمل میں بجلی کے استعمال کے مواقع بڑھ گئے ہیں۔ اب بجلی سے ہل چلیں گے۔ بجلی سے فصل کٹے گی۔ اٹھے گی اور بجلی سے اور بہت کام لئے جائیں گے

نئی نہروں کی تعمیر اور آبپاشی کے نئے طریقے ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ نئے

سسٹم سے سیراب ہونے والے قطعے وسیع ہوتے ہیں۔ کھیتوں میں نالیاں مناسب طریقے سے بنائی جاتی ہیں۔ اور آبپاشی کے لئے مستقل نہروں میں کمی کر کے غیر مستقل نہریں بڑھائی جاتی ہیں۔ اس طرح سیراب ہونے والا رقبہ بڑھ جاتا ہے۔ اور نہری پانی کے علاقوں میں مشین کے استعمال کے لئے ساز گار حالات پیدا ہو جاتے ہیں۔

نئی نہریں کھودنے۔ حفاظتی جنگلات لگانے اور دلدلوں کو خشک کرنے کی یہ سکیم جب مکمل ہو گئی تو ہمارے ملک سے موسم کے تغیر و تبدل سے زراعت کو ضرر پہنچنے کے امکانات ختم ہو جائیں گے۔

یورپی روس کے ان خطوں میں جہاں کالی مٹی نہیں ہے شرح پیداوار بڑھانے کے لئے موزوں تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں چونکہ اس خطے میں آب و ہوا موزوں اور پانی وافر ہے، اس لئے اس زمین سے زیادہ پیداوار کے امکانات ہیں۔

پارٹی سوویت اور زرعی تنظیموں کی کوششوں کے باوجود زراعت میں اب تک خامیاں موجود ہیں۔ وہ خامیاں کیا ہیں اور انہیں کیسے دور کیا جا سکتا ہے؟

ہمارے کارکنوں نے چھوٹی چھوٹی فارموں کو ملا کر بڑی فارمیں بنانے کے کام میں ایک غلطی تو یہ کی کہ چھوٹے چھوٹے گاؤں کی تمام آبادی کو کم سے کم عرصے میں اکٹھا کر کے شہر بنا دیئے جائیں اور ان فارموں کی تمام عمارات گرا دی جائیں اور بڑے شہر نئی جگہوں پر تعمیر کئے جائیں اور اسی کو اپنا مرکزی کام بنا لیا اور یہ نظر انداز کر گئے کہ ان کا بڑا کام پیداوار بڑھانا ہے۔ مکانات کی تعمیر اہم کام ہے لیکن یہ مرکزی کام نہیں ہے اور یہ تبھی کامیابی سے سرانجام دیئے جا سکتے ہیں جب

فارموں کی پیداوار بڑھے۔ مرکزی کاموں کو نظر انداز کرنے سے ہماری اشتراکی تعمیر کی سکیموں میں خلل پڑے گا۔ وہیں علاقوں میں ترقی و تعمیر کا کام غلط راستے پر پڑ جائیگا۔ پارٹی نے بر وقت ان غلطیوں کو درست کر دیا۔

بعض فارموں پر خشت سازی اور دوسرے پختہ مال کا کام بھی ہوتا ہے جس سے ان اشیاء کی لاگت میں اضافہ ہو جاتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ پیداوار بڑھانے کے کام سے توجہ ہٹ جاتی ہے۔ فارموں کا کام ہے کہ وہ غلے، کپاس۔ شکر۔ السی آلو۔ گوشت۔ دودھ۔ انڈے۔ اون۔ سبزیاں۔ پھل۔ چائے وغیرہ کی پیداوار پر دھیان دیں۔ جہاں تک اینٹوں اور عمارتوں کے سامان وغیرہ کی ان کی ضرورت کا تعلق ہے وہ ریاستی صنعت اور کوآپریٹو احسن طریقے سے پورا کر سکتے ہیں اور ان اشیاء کو کم لاگت پر مہیا کر سکتے ہیں۔

ابھی تک اجتماعی فارموں کی جائداد فضول ضائع کی جاتی ہے اور فارموں کے قوانین توڑے جاتے ہیں اور پارٹی ممبر حکومت کے عہدیدار اور اجتماعی کمیٹیوں کے اراکین تک اجتماعی جائداد کو نقصان پہنچاتے ہیں وہ قوانین کی پرواہ نہیں کرتے۔ ان کے اکثر فیصلے خلاف قانون ہوتے ہیں اپنے عہدے سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں اور مشترکہ جائداد کو اپنے ذاتی مصرف تک لاتے ہیں۔ غلہ گوشت دودھ کم قیمت پر یا مفت لے جاتے ہیں اپنے کمزور اور گھٹیا جانور دیکر عمدہ اور پلے ہوئے جانور لے جاتے ہیں۔ ان کے یہ فعل پارٹی۔ سوویت اور اجتماعی فارموں کے وقار کو نقصان پہنچاتے ہیں ہمیں ایسے لوگوں کو سخت سزائیں دینی چاہئیں۔

مزید برآں اجتماعی فارموں پر مزدوروں کی تنظیم کی طرف کم دھیان دیا جاتا ہے۔ اس معاملے میں چند کارکنوں نے بالکل غلط رستہ اختیار کیا۔ انہوں نے علیحدہ علیحدہ ورک ٹیمیں بنائیں اور پروڈکشن برگیڈ توڑ دیے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فارموں پر مشین کا استعمال نہ ہو سکا۔ یہ خامیاں بہت حد تک دور کر دی گئی ہیں لیکن اب بھی کئی ایک فارموں میں پروڈکشن برگیڈ مستقل نہیں ہیں اور انہیں زرعی آلات اور مشینوں کا ذمہ دار نہیں ٹھہرایا گیا کہ ان کی مرمت اور صفائی کا دھیان رکھیں۔ بدانتظامی کی وجہ سے بہت سا وقت ضائع ہو جاتا ہے۔ جس سے پیداوار کی رفتار میں فرق آجاتا ہے۔ پارٹی، سوویت اور زرعی تنظیموں کا فرض ہے کہ وہ ادھر دھیان دیں اور ان نقائص کو دور کریں۔

جہاں تک زراعت کی راہنمائی کا تعلق ہے اس میں اب تک خامیاں ہیں پارٹی کے کارکن اور سوویت کے ممبران جب ہدایات بھیجتے ہیں تو وہ ہر فارم اور ہر علاقے کے حالات کے مطابق نہیں بھیجتے وہ عام ہدایات ہوتی ہیں۔ جو بعض فارموں اور علاقوں کے لئے تو درست ہوتی ہیں لیکن بعض فارموں کے لئے نہ صرف یہ کہ مفید نہیں ہوتی بلکہ الٹا نقصان پہنچاتی ہیں۔

کئی ایک رفیق زراعت کے بارے میں اپنی اوسط اعداد و شمار دیکھ کر قائم کرتے ہیں۔ اس سے انہیں گھٹیا اور پست علاقوں اور فارموں کا اندازہ نہیں ہوتا۔ وہ غلے کی پیداوار کی شرح بھی اس طریقے سے دیکھتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ وہ اُن فارموں پر توجہ نہیں دے سکتے جن کی شرح پیداوار گر گئی ہو اور انہیں مناسب امداد بر وقت مہیا نہیں پاتے۔

اس کے برعکس اوسط اعداد شمار کو دیکھ کر ایسے اضلاع ۔ اجتماعی فارموں اور سرکاری فارموں کی طرف توجہ نہیں جاتی جہاں کام زیادہ اچھا ہوا ہو۔ نہ خود ایسے فارموں کی ہی اوسط اعداد و شمار دیکھ کر ہمت افزائی ہو سکتی ہے اوسط اعداد و شمار ان اداروں پر الٹا ہی اثر ڈالتے ہیں۔ انہیں آگے بڑھنے سے روکتے ہیں اور ترقی نہیں کرنے دیتے۔

سائنس کی نئی دریافتوں اور زراعت کے ترقی یافتہ طریقوں پر عمل کرنے میں ابھی بہت سی کوتاہیاں برتی جاتی ہیں ان کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ ہمارے ہاں بہت سے ترقی یافتہ اجتماعی فارم، مشین اور ٹریکٹر اسٹیشن اور سرکاری فارم موجود ہیں، ان میں ہزاروں اوّل درجے کے کارکن کسان کام کرتے ہیں جو سائنس کی دریافتوں کو تخلیقی طور پر استعمال کر سکتے ہیں اور فصل اور مویشی کی فی ایکڑ پیداوار بڑھانے میں کارہائے نمایاں کر چکے ہیں۔ اس کے باوجود ترقی یافتہ زراعت سرکاری اور اجتماعی فارموں میں اس کے استعمال کا پروپیگنڈا غیر تسلی بخش ہے۔ ہماری ارتقیاتی سائنس نے زراعت کی ترقی میں بیش بہا اضافے کئے ہیں۔ غیر سائنسی اور رجعت پسند نظریات کا پردہ چاک کیا جا چکا ہے اور انہیں شکست دی جا چکی ہے۔ ہماری زراعت اب صحیح لائنوں پر چل رہی ہے۔ اس کی بنیاد میچورین کی دریافتوں پر رکھی گئی ہے۔ یہ دریافتیں زرعی کام کرنے والوں کے ہاتھوں میں ایک زبردست ہتھیار کا کام دیتی ہیں۔

مگر اتنی کامیابیوں کے باوجود زرعی سائنس ابھی اجتماعی اور سرکاری فارموں کے روز افزوں تقاضوں کو پورا کرنے سے قاصر ہے۔ اشتراکی نظام

زراعت میں سائنس کے لئے ابھی بڑا میدان پڑا ہے۔ اس نظام میں سائنس کی نئی سے نئی ایجادات اور نئے نئے تجربوں کو بہت تھوڑے عرصے میں رائج کیا جا سکتا ہے۔ اس نظام میں ان ایجادات اور دریافتوں کو تمام اجتماعی فارموں، سرکاری فارموں اور مشین اور ٹریکٹر سٹیشنوں میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔ پارٹی، سوویت اور زراعتی اداروں پر یہ اہم فرض عائد ہوتا ہے کہ سائنسی اور عملی کام کے میدانوں میں تخلیقی جذبے کو بیدار کریں۔ زراعتی فارموں اور مویشیوں کے فارموں میں پیداوار بڑھانے والے اعلیٰ درجے کے کارکنوں کی تعداد بڑھائی جائے۔ اور ترقی یافتہ و ترقی پذیر طریقہ کی ہمت افزائی کی جائے۔ اور سائنس کی دریافتوں اور بہتر تجربوں کو جلد از جلد سرکاری اور اجتماعی فارموں کے تمام شعبوں میں رائج کیا جائے۔

ساتھیو! آؤ ہم سب مل کر اشتراکی طرز زراعت کی عظیم الشان ترقی پر خوشیاں منائیں۔ ہماری زرعی پیداوار اور مویشیوں کی افزائش نسل میں گرانقدر اضافہ ہو رہا ہے۔ بلا خوفِ تردید کہا جا سکتا ہے کہ آئندہ چند سال میں ہمارے اجتماعی اور سرکاری فارم اور مشین، ٹریکٹر سٹیشن بہترین آلات کی مدد سے زراعت کو مزید ترقی دینے میں مزید کامیابیاں حاصل کریں گے اور ہمارے ملک کے لوگوں کے لئے وافر خوراک اور ہماری ہلکی صنعتوں کے لئے کافی کچا مال مہیا ہوگا۔

ج۔ تجارت، نقل و حمل اور ذرائع آمد و رفت

صنعت اور زراعت میں ترقی کیساتھ ساتھ تجارت نے بھی ترقی کی ہے۔ جنگ کے بعد سرکاری اور کوآپریٹو اداروں

کی تجارت پہلے سے دو گنی ہو گئی ہے۔ اب ہماری تجارت جنگ سے پہلے کے زمانے سے بہت زیادہ ہے۔ سرکاری اور کواپریٹو اداروں کی فروخت میں سنہ ۱۹۴۰ء کے مقابلے میں سنہ ۱۹۵۱ء میں اس تناسب سے اضافہ ہوا ہے گوشت ۸۰ فیصدی، مچھلی ۶۰ فیصدی، مکھن ۸۰ فیصدی، بناسپتی روغنیات تقریباً سو فیصدی، چینی ۷۰ فیصدی، کپڑا ۸۰ فی صدی اور جوتے ۵۰ فیصدی ان دکانوں میں بکنے والی اشیاء کی تعداد اور اقسام میں بھی اضافہ ہوا ہے اور ان کا معیار بھی پہلے سے بہت بہتر ہو گیا ہے۔ اس کے باوجود تجارت میں ابھی کچھ خامیاں موجود ہیں۔ ابھی تک تجارت کرنے والے ادارے خریدنے والوں کی ضروریات کا صحیح طور پر اندازہ نہیں کرتے۔ مصنوعات کی تقسیم بھی مختلف اضلاع اور علاقوں میں درست طور پر نہیں ہوتی۔ کئی جگہ گاہکوں سے اب بھی مناسب برتاؤ نہیں کیا جا رہا۔ ان تمام نقائص کو جلد از جلد دور کرنا اور سوویت تجارت کو نئے اور اعلیٰ معیار تک لانا بہت ضروری ہے۔ پانچویں پنجسالہ منصوبے میں سرکاری اور کواپریٹو دکانوں کی پرچون تجارت کو بڑھانے کی تجاویز دی گئی ہیں۔ اس کے مطابق سنہ ۱۹۵۰ء کے مقابلے میں تجارت میں ۷۰ فیصدی اضافہ ہونا چاہیے۔

پیداوار اور تجارت میں اضافے کے ساتھ ساتھ ذرائع نقل و حمل میں بھی آسانیاں مہیا کی گئی ہیں۔ گذشتہ جنگ میں ہمارے ذرائع نقل و حمل خاص طور پر ریلوں نے نہ صرف جنگی سامان کو ہی محاذ جنگ پر بروقت پہنچایا بلکہ عوام کی روزمرہ ضروریات کو بھی بروقت شہریوں تک پہنچاتی رہیں۔ جنگ

کے بعد قبل از جنگ کے معیار سے بھی زیادہ ترقی کی گئی ہے۔ ۱۹۵۲ء میں ریلوں سے منتقل ہونے والے سامان میں ۱۹۴۰ء کے مقابلے میں ۸۰ فی صدی، آبی ذرائع سے ۶۰ فیصدی، موٹروں، سڑکوں کے ذریعے ۲۱۰ فیصدی اور ہوائی جہازوں کے ذریعے ۸۲۰ فیصدی اضافہ ہوا۔ مال گاڑیوں کی روزمرہ تعداد میں ۴۰ فیصدی اضافہ ہوا ہے۔ آج ہماری ٹرانسپورٹ کا ہر شعبہ مضبوط ٹیکنیکل بنیادوں پر کام کر رہا ہے۔ نئی ریلیں جاری کی گئی ہیں۔ پرانے راستوں کی مرمت کر کے انہیں کام میں لایا گیا ہے۔ اب بڑی بڑی ریلوں کے ذریعے پہلے سے کہیں زیادہ سامان منتقل ہوتا ہے۔ نئے سائڈ ٹریک تعمیر کیے گئے ہیں۔ بھاری پٹریاں بچھائی گئی ہیں جو زیادہ بوجھ سہار سکتی ہیں۔ خود بخود کام کرنے والے سگنل بڑھا دیئے گئے ہیں۔ نئے ڈبے تیار ہوئے ہیں۔ بڑی بڑی لائنوں پر بجلی کے ذریعے گاڑیاں چلانے کا کام زور شور سے ترقی کر رہا ہے۔ انجنوں اور ریل کے ڈبوں کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ کیا گیا ہے۔ نئے انجن پرانے انجنوں سے زیادہ طاقتور ہیں اور ڈبے پہلے سے بہت بڑے ہیں۔

آبی آمد و رفت اور نقل و حمل کے ضمن میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ۱۹۴۰ء کے مقابلے میں ۱۹۵۱ء میں ۲۳ ہزار کیلومیٹر لمبے آبی راستوں کا اضافہ کیا گیا ہے۔ نئے سفری اور سامان لے جانے والے جہاز تیار ہوئے ہیں۔ سامان اتارنے چڑھانے کی مشینوں میں اضافہ ہوا ہے۔ ۱۹۵۱ء میں ۱۹۴۰ء کے مقابلے میں دریائی نقل و حمل میں ۸۳ فی صدی اور سمندری نقل و حمل میں ۹۰ فیصدی فیصدی کا اضافہ ہوا۔

موٹر ٹرانسپورٹ میں بہتر قسم کے جدید ٹرکوں اور مسافر گاڑیوں کا اضافہ ہوا ہے۔ سنہ ۱۹۴۰ء کے مقابلے میں اب موٹر کے راستوں کی لمبائی ۲۱۰ فی صدی یعنی دوگنی سے زیادہ ہو گئی ہے۔

جنگ کے بعد کے زمانے میں مواصلات یعنی ڈاک تار، ٹیلیفون اور ریڈیو میں بڑی توسیع ہوئی ہے۔ شہروں میں ٹیلیفونوں کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے تمام اضلاع کے صدر مقام علاقائی صدر مقاموں سے ملا دیئے گئے ہیں۔ تمام دیہاتی سوویت مرکزوں اور ٹریکٹر سٹیشنوں میں ٹیلیفون لگا دیئے گئے ہیں۔ ریڈیو میں سنہ ۱۹۴۰ء کے مقابلہ میں دوگنی توسیع کر دی گئی ہے۔ ڈاک میں بہت اضافہ ہوا ہے اور ہوائی جہازوں کے ذریعہ آمد و رفت ڈیڑھ گنا بڑھ گئی ہے۔

ان ترقیوں کے باوجود ذرائع نقل و حمل اور مواصلات میں کئی نقائص موجود ہیں۔ بہت سی ریلیں، جہاز اور موٹریں ابھی اتنا کام نہیں کر رہے جتنا انہیں کرنا چاہیئے۔ ریلوں اور جہازوں پر سامان لادنے اور اتارنے میں اب بھی بہت سا وقت ضائع کر دیا جاتا ہے۔ ریلوں کے زیادہ دیر تک سٹیشنوں پر کھڑے رہنے سے بڑا نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔ موٹر ٹرانسپورٹ کی تنظیم غیر تسلی بخش ہے۔ کئی ٹرک ڈپو میں بیکار کھڑے رہتے ہیں اور کئی ٹرک خالی ہی سڑکوں پر دوڑتے پھرتے ہیں۔ سب سے بڑا نقص یہ ہے کہ ذرائع آمد و رفت اور نقل و حمل ابھی تک ہماری قومی معیشت اور عوام کی کماحقہٗ خدمت نہیں کرتے۔

ذرائع نقل و حمل، آمد و رفت اور مواصلات کے ہر شعبے میں ابھی بہت زیادہ ترقی کرنے کی ضرورت ہے انہیں اور زیادہ مکمل ہونا چاہیئے۔

موٹروں ۔ ریلوں اور جہازوں کی بہت زیادہ حفاظت اور نگہداشت کرنا لازمی ہے ان تمام شعبوں میں ٹیکنیکل معیار کو زیادہ بلند کرنے اور زیادہ مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے کی ضرورت ہے ۔ مختصراً ڈاک ، ٹیلیفون ، ریڈیو اور تار کو ہر ممکن طریقے سے زیادہ ترقی یافتہ بنانا بہت ضروری ہے ۔

د ۔ کفائت شعاری ۔ قومی معیشت کی مزید ترقی کا کلیدی اصول

سوویت روس کی قومی معیشت ملکی ذرائع کے بل بوتے پر چلائی اور بڑھائی جا رہی ہے اس لئے ہماری پارٹی نے ہمیشہ قومی معیشت میں پس انداز اور جمع شدہ ذخائر کے مناسب طریق پر خرچ کرنے پر کڑی نگرانی رکھی ہے ۔ کفایت شعاری سے ہی ہم ذخائر جمع کر سکتے ہیں ۔ ہمارے ملک کی صنعتی ترقی بھی کفایت شعاری کے بل بوتے پر ہو سکتی ہے ۔ یہی کفائت شعاری اشتراکی اقتصادیات کے نظم و نسق کے شعبے میں بھی استعمال کی گئی ہے ۔ ہماری آج کی قومی معیشت ایک قدم اور آگے بڑھا رہی ہے ۔ ہمیں کفایت شعاری کی اور بھی زیادہ ضرورت ہے کیونکہ ہمیں ضروریات زندگی کی قیمتوں میں تدریج کمی کرتے رہنا ہے ۔ ہم اپنے ذرائع پیداوار کو جتنا بھی سوچ سمجھ کر خرچ کریں گے ۔ جتنا زیادہ پیداوار ان سے حاصل کریں گے اور جس قدر کفایت شعاری سے کام لیں گے اتنا ہی اپنی قومی معیشت کے تمام شعبوں کو زیادہ سے زیادہ ترقی دے سکیں گے اور عوام کا مادی اور تہذیبی معیار بلند کر سکیں گے ۔

قومی معیشت کے اندرونی ذرائع سے پورا پورا فائدہ اٹھانے میں ابھی

تک کئی کوتاہیاں برتی جاتی ہیں۔ ان میں سب سے پہلے صنعتی کام میں فضول خرچی اور تبذیر کا نمبر آتا ہے بہت سی صنعتوں میں پیداواری صلاحیتوں کو پورے طور پر استعمال نہیں کیا جاتا۔ کئی محکمے ایک خاص ادارے کی پیداواری صلاحیت کا اندازہ محض مصنوعات کی تعداد گن کر ہی لگا لیتے ہیں اور اکثر ترقی یافتہ ٹکنیک اور صحیح تنظیم کو نظر انداز کر دیتے ہیں بجائے اس کے کہ ذرائع کا بہتر استعمال کر کے پیداوار کو بڑھایا جائے۔ کئی محکمے نئے کارخانے کھولنے کی سفارش کرتے رہتے ہیں بہت سے اداروں میں بدانتظامی کی وجہ سے کافی نقصان ہوجاتا ہے۔ اس کے علاوہ مشینوں، اوزاروں اور خام مال کو بیدردی سے ضائع کیا جاتا ہے۔ بجلی کی طاقت فضول ضائع کردی جاتی ہے۔ بسا اوقات منصوبے میں مقررہ خرچ سے زیادہ رقم خرچ کی جاتی ہے۔ تیار شدہ سامان میں سے ناکارہ اور ردی چیزیں اب بھی کافی مقدار میں نکل آتی ہیں۔ مثال کے طور پر ۱۹۵۱ء میں سوویت یونین کے مختلف محکموں کے ماتحت کام کرنے والے صنعتی اداروں میں فضول خرچی اور ردی سامان کی وجہ سے ۹۴ ہزار ملین روبل کا نقصان ہوا۔ اس میں سے ۳ ہزار ملین روبل کا نقصان صرف ردی سامان بنانے کی وجہ سے اٹھانا پڑا۔

پیداواری صلاحیتوں کے غلط استعمال اور بدانتظامی سے پیدا شدہ نقصان کی وجہ سے بہت سے کارخانے مصنوعات کی لاگتوں میں مجوزہ کمی نہیں کر سکتے مقررہ تخمینے سے جو منصوبے میں دیا گیا ہے بہت زیادہ رقم خرچ کر دیتے ہیں۔ بہت سے ماہرین اقتصادیات اپنی تنگ نظری سے کام لے کر فالتو خرچ کو اور خام مال کی فالتو کھپت جو فضول خرچی اور بدانتظامی کی وجہ سے ہوئی۔ لاگت

کے خرچ میں ڈال دیتے ہیں۔ یا اس طریقے سے زائد از ضرورت مزدوروں کا مطالبہ کرتے ہیں تاکہ ان کی بد انتظامی چھپ جائے۔ یا جھوٹ موٹ کے ذخائر کا اعلان کرتے رہتے ہیں۔ یہ حقیقت کہ کسی کارخانے لاگت کا اندازہ اس قسم کی غلط منصوبہ بندی سے لیتے ہیں ہر چیز ظاہر کرتی ہے کہ متعلقہ محکمہ صنعت کے اس پہلو پر صحیح نگرانی نہیں رکھتا بجائے اس کے کہ کسی مخصوص کارخانے میں پیداواری حالات کا غور سے مطالعہ کیا جائے اور مصنوعات کی لاگت میں رفتہ رفتہ کمی کرنے کے لئے اقدامات کئے جائیں یہ محکمہ کارخانوں کے بھیجے ہوئے خرچ کے تخمینوں کو بغیر تحقیق اور جانچ پڑتال کے منظور کر لیتے ہیں۔

یہ کہنا بھی ضروری ہے کہ تعمیرات کے محکمے میں سب سے کم کفائت شعاری برتی جاتی ہے۔ تعمیر کے اخراجات اب بھی بہت زیادہ ہیں۔ جہاں تک اخراجات میں کمی کرنے کا تعلق ہے تعمیر میں عملی حصہ لینے والوں سے دفتروں میں بیٹھ کر کام کرنے والے بہت پیچھے ہیں۔ تعمیرات کے کام کی تنظیم میں بڑے نقائص ہیں مشینوں سے پورا کام نہیں لیا جاتا۔ کام کا معیار پست ہے اور کام کی مقدار بھی کم ہے۔ سامان بھی ضائع ہوتا ہے اور ہر مد میں اخراجات غیر معمولی طور پر زیادہ ہیں۔ بڑی بڑی عمارتوں کی تعمیر میں ایک اور بھاری غلطی یہ کر دی جاتی ہے کہ محنت کی تقسیم صحیح نہیں کی جاتی اور ضروری سامان فراہم کرنے کی ذمہ داری بہت سے تعمیراتی اداروں کے سپرد کر دی جاتی ہے۔ ان میں سے کئی ادارے اتنے چھوٹے ہوتے ہیں کہ صحیح طور پر مشینوں سے کام نہیں لے سکتے۔ اس سے تعمیر کا خرچ بڑھ جاتا ہے۔ انتظامی عملے آپس میں دست و گریباں رہتے ہیں اور لاگت زیادہ ہو جاتی ہے

مثال کے طور پر ۱۹۵۱ء میں محکمہ تعمیرات میں مقررہ خرچ سے ایک ہزار ملین روبل سے بھی زائد خرچ کیا گیا۔ اور بجائے اس کے کہ منصوبے کے مطابق محکمہ کو ۲۹ ہزار ملین روبل نفع ہوتا الٹا ۲۵ ہزار ملین روبل کا نقصان اٹھانا پڑا۔

اس کے علاوہ زراعت میں بھی فضول خرچی سے کام لیا جاتا ہے اور سامان کو ضائع کیا جاتا ہے۔ آج ہماری زراعت کے لئے جنگ سے پہلے کی نسبت بہت زیادہ مشینیں موجود ہیں۔ مگر ٹریکٹروں اور دوسری زراعتی مشینوں کے استعمال میں ابھی بہت سی غلطیاں کی جاتی ہیں۔ بہت سے سرکاری فارموں اور ٹریکٹر سٹیشنوں میں مشینوں اور ٹریکٹروں کی پوری حفاظت اور نگہداشت نہیں کی جاتی۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یہ چیزیں بہت جلد خراب اور قابل مرمت ہو جاتی ہیں اور فضول خرچ کا باعث بنتی ہیں بہت سا تیل، پٹرول، موبل آئل ضائع ہو جاتا ہے۔ اب بھی کئی سرکاری اور اجتماعی فارموں اور مشین اور ٹریکٹر سٹیشنوں کے کام میں بدانتظامی موجود ہے۔ غلط انتظام کی وجہ سے پوری فصل نہیں اٹھائی جا سکتی۔ اجتماعی فارم کے سامان کی مناسب نگہداشت نہیں ہوتی۔ بہت سے اجتماعی فارموں میں مویشیوں کی دیکھ بھال میں غفلت برتی جاتی ہے۔ اس سے بہت سے مویشی ضائع ہو جاتے ہیں اور ان کی تعداد میں اضافے کی رفتار گھٹ جاتی ہے۔

ٹرانسپورٹ کے محکمہ میں بھی سامان کی دیکھ بھال میں کوتاہی کی جاتی ہے جس سے سامان ضائع ہوتا رہتا ہے۔ بدانتظامی منصوبے کے مطابق سامان نہ ڈھلنے۔ گاڑیوں۔ جہازوں اور موٹروں کو لمبے وقفے تک فضول ٹھہرائے رکھنے

اور تیل اور پٹرول وغیرہ ضائع کرنے کی وجہ سے ریلوں، جہازوں اور موٹروں کے بہت سے ادارے فضول خرچی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ ریل کے ڈبوں۔ جہازوں اور موٹروں کی صحیح طور پر نگہداشت نہ ہونے سے ملک کی معیشت کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

زرعی پیداوار کی خرید و فروخت کا انتظام کرنے والے اداروں میں خرچ بھی زیادہ کیا جاتا ہے اور اس کے علاوہ فالتو عملہ بھی بھرا پڑا ہے۔ تجارت کا خرچ بھی زیادہ ہے۔ مرکز اور علاقوں میں اس قسم کے بیشمار ادارے ہیں ان میں سے کئی ادارے ایک ہی جنس کا کاروبار کرتے ہیں۔ خرید و فروخت کی منصوبہ بندی میں نقائص کی وجہ سے اکثر مرتبہ مال غیر ضروری طور پر لمبے فاصلوں تک منتقل کیا جاتا ہے۔ اس کی ایک ہی وجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ خرید و فروخت کرنے والے ادارے خرچ کو کم کرنے کی طرف خاص توجہ نہیں دیتے اور نہ ہی قیمتوں اور خرچ کی تحقیق کرتے ہیں چونکہ اعلیٰ دفتر صحیح طور پر نگرانی نہیں کرتے اس لئے بہت سی غلطیوں کا امکان بڑھتا اور شرارتوں کے لئے راستہ کھل جاتا ہے۔ خریدنے والے ادارے فالتو خرچ اور نقصان کو لاگت میں شامل کر لیتے ہیں اور اس طرح اپنی بدانتظامی پر پردہ ڈالتے ہیں اجناس کی خرید و فروخت اور سپلائی کا انتظام کرنے والے اداروں میں صحیح نظم و ضبط اور کفایت شعاری کے فقدان کی وجہ سے ملک کے میزانیے میں کئی ہزار ملین روبل کا گھاٹا پڑ جاتا ہے۔

آخر میں یہ کہنا بھی ضروری ہے کہ انتظامی امور اور دفتری ضروریات پر

اب بھی بہت زیادہ خرچ اٹھتا ہے۔ گذشتہ چند سال میں کئی سرکاری محکموں میں عملے کی چھانٹی کی گئی ہے، اس کا زیادہ تر بار اوپر کے افسروں پر ڈالا گیا تھا۔ مگر ابھی تک دفتری اور انتظامی امور کے اخراجات کو کم کرنے کی مہم کی صحیح اہمیت محکموں اور اداروں کے افسران اعلیٰ پر واضح نہیں ہوئی۔ کئی محکمے اور ادارے زائد از ضرورت عملے کو پڑا رہنے دیتے ہیں۔ اسی طرح اضلاعی علاقائی اور شہری دفاتر کے نظم و نسق میں بھی فالتو عملہ موجود ہے۔

تجربہ بتلاتا ہے کہ نظم و نسق   انتظامی دفاتر اور خرید فروخت کے اداروں میں کام کا معیار بلند ہونے سے کچھ لوگوں کو چھانٹی کرنا ضروری ہو جاتا ہے اب یہ کام اقتصادی اداروں اور پارٹی کی شاخوں کا ہے کہ وہ ایسے افراد کو ملک کی بہتری کے لئے زیادہ مناسب جگہوں میں کھپائیں۔ اس سلسلے میں متعلقہ محکموں کے علاوہ لیبر ریزرو کے محکمہ، پارٹی کی شاخوں اور ٹریڈ یونینوں کا فرض ہے کہ وہ دیکھیں کہ چھانٹی شدہ افراد مناسب کام میں تربیت اور مہارت حاصل کریں، تاکہ انہیں قومی معیشت کے ایسے شعبوں میں جگہ دی جائے جہاں عملے کی قلت ہے۔

سامان۔ روپے اور محنت کے غلط استعمال اور نقصان سے ظاہر ہوتا ہے کہ بہت سے افسروں نے ابھی تک کفایت شعاری کی اہمیت کو نظر انداز کر رکھا ہے اور وہ ملک کی دولت کو کفایت شعاری سے خرچ کرنے میں دلچسپی نہیں لیتے۔ وہ اپنے محکموں اور اداروں کے مالی حالات اور روزمرہ کے کام کو بہتر بنانے کی کوشش نہیں کرتے اور پارٹی تنظیمیں بھی ان نقائص کو دیکھتے ہوئے ایسے

افسروں کی اصلاح کرنے سے قاصر رہتی ہیں۔

آج ہمارا کام یہ ہے کہ ایسے افسروں اور ایسی پارٹی تنظیموں کی اس غفلت کو دور کیا جائے تاکہ فضول خرچی اور بدانتظامی کا سدِّباب ہو۔ اقتصادی امور کے اداروں اور پارٹی تنظیموں کی بحث میں ایسے سوالات کو اولیت حاصل ہونی چاہیئے جن کا تعلق کفائت شعاری کو زیادہ سے زیادہ بڑھانے کے ساتھ ہو۔ سوویت عوام میں کم خرچی اور پبلک کی ملکیت کی حفاظت کا رجحان پیدا کرنے کے لئے ہمیں انتھک کوششیں کرنی چاہئیں۔ سامان محنت اور روپے کی ہر قسم کی فضول خرچی کو روکنا چاہیئے۔ لاگتوں میں کمی کے منصوبوں کو نہ صرف پورا کیا جائے بلکہ ان سے بھی بہتر نتائج پیش کرنے چاہئیں۔ بدانتظامی کو دور کرنے کی مہم کو تیز کرنا چاہیئے اور مصنوعات کی لاگت میں حیرت انگیز کمی کرنی چاہیئے۔ تعمیرات۔ تجارت۔ رسل و رسائل اور زراعت میں بھی اسی طرح کام کی ضرورت ہے۔ خرید و فروخت کے اداروں میں بھی یہی ہمارا سب سے بڑا کام ہوگا۔ انتظامی اور اقتصادیات کے عملے میں بہت تخفیف کی ضرورت ہے۔ ان پر اخراجات کو کم کرنا چاہیئے۔ اقتصادی امور کے افسروں کو منصوبوں کی تکمیل اور کفایت شعاری کی زیادہ سختی سے نگرانی کرنی چاہیئے۔ انہیں اشتراکی نظم و نسق کے اعلیٰ ترین معیار پر پورا اترنا چاہیئے۔ ان کا فرض ہے کہ وہ اپنی ٹکنیکل و اقتصادیات کی معلومات میں اضافہ کریں۔ پیداواری طریقوں کو بتدریج بہتر بنائیں اور قومی معیشت کے چھپے ہوئے خزانوں کا کھوج لگائیں اور انہیں استعمال میں لاتے رہیں۔

ہمارے اقتصادی منصوبوں کی تکمیل میں سوشلسٹ مقابلے کی بڑی اہمیت ہے۔ پارٹی نے ہمیشہ ایسے مقابلے کی طرف توجہ دی ہے اور پارٹی کو یقین ہے کہ سوشلسٹ مقابلے میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ پچھڑے ہوئے مزدوروں کو بہترین مزدوروں کے ساتھ ملنے کی ترغیب ہوتی ہے۔ ہماری سماج میں بہتر کام سے دوسروں کو ترغیب عمل دینے ہمیشہ سراہا گیا ہے۔ روزمرہ کے تجربے نے سوویت عوام کو یقین دلا دیا ہے کہ صنعتی کام کی بہتر تنظیم۔ نئی مشینوں کو رواج دینا ہر ایجاد اور ہر ترقی ہمیشہ ان کی محنت کو ہلکا کرتی ہے اور ان کی خوش حالی میں اضافہ کرتی ہے۔ ہر شعبے میں ایسی بے شمار مثالیں موجود ہیں جہاں مزدوروں نے تخلیقی ذہانت اور محنت سے کام لے کر ہماری پیداوار کو زیادہ سے زیادہ بڑھایا اور بہتر بنایا ہے۔ ہمارے ملک کے لوگ تخلیقی محنت۔ تیز فہمی اور ایجادات کے لئے عرصے سے مشہور چلے آتے ہیں۔

سوشلزم کے دشمن اور اُن کی ہاں میں ہاں ملانے والے ہمیشہ سوشلزم کو ایسا نظام ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں جس میں انفرادیت کو کچلا جاتا ہے اس سے زیادہ دقیانوسی اور ذلیل نظریہ کوئی بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ سوشلسٹ نظام نے فرد کو تمام فضول بندھنوں سے آزاد کر دیا ہے انفرادی اور اجتماعی تخلیق کو اجاگر کیا ہے اور ایسے حالات پیدا کئے ہیں جن میں عوام کی تمام پوشیدہ صلاحیتیں پھل پھول سکتی ہیں۔

ہمارے ملک میں دیانت داری سے کی ہوئی محنت کی بہت قدر کی جاتی ہے اور اس کی فوراً ہمت افزائی کی جاتی ہے۔ پارٹی اور حکومت دونوں ہی قومی معیشت

اور تمدن کے ہر شعبے میں کارہائے نمایاں کے لئے اعزاز اور انعام تعویض کرتی رہتی ہیں۔ دوسری جنگ کے بعد سے اب تک ۱۳ لاکھ ۷۶ ہزار مزدوروں۔ اجتماعی کسانوں، سائنسدانوں۔ انجنیروں، ماہرین اور دفتروں میں کام کرنے والوں۔ ڈاکٹروں۔ سکول ماسٹروں اور دوسرے پیشوں کے محنت کشوں کو انعام دیئے گئے۔ چھ ہزار چار سو اسی مردوں اور عورتوں کو ایجادیں کرنے کی غیر معمولی صلاحیت رکھنے کے لئے ہیرو آف سوشلسٹ لیبر کا گراں قدر اعزاز دیا گیا۔

پارٹی، سوویت، اقتصادیات، ٹریڈ یونین اور نوجوان کمیونسٹ تنظیموں (KOMSOMOL.) کا فرض ہے کہ سوشلسٹ مقابلے کی تحریک کو سوشلسٹ تعمیر کے کام . . . میں پھیلایا جائے اور ایسے کام کرنے والوں کی مدد کے لئے تمام کوششیں کی جائیں جو کام میں نئے نئے ریکارڈ قائم کرتے ہیں۔ صف اوّل کے مزدوروں اور ایجاد کرنے والوں کی تجویزوں کو سامنے لایا جائے۔ تمام مزدوروں میں تازہ ترین کام کرنے کے طریقوں کو پھیلایا جائے تاکہ پچھڑے ہوئے مزدور صفِ اول کے مزدوروں کے معیار تک آجائیں۔ نئے اور پرانے صف اوّل کے اور پچھڑے ہوئے مزدوروں کے درمیان مقابلے میں یہ بات ہی اہمیت نہیں رکھتی کہ کونسی طاقتیں نیا سماجی نظام بنا رہی ہیں ان طاقتوں کو مسلسل بڑھاتے رہنا۔ انہیں انتہائی ترقی دینا۔ مسلسل اور اَن تھک کوشش سے انہیں بہتر سے بہتر بناتے رہنا ضروری ہے تاکہ ہمارا ہر قدم جو آگے کی طرف اٹھے ترقی کی طرف اٹھے۔

۲۔ عوام کا معیارِ صحت اور تہذیبی معیار

قومی معیشت کے تمام شعبوں میں کامیابیوں کے نتیجے کے طور پر سوویت سماج کا مادی اور تہذیبی معیار اور بھی اونچا ہو گیا ہے یہ نتیجہ لازمی تھا۔ کیونکہ ہمارے ملک میں سوشلسٹ طرزِ پیداوار کا مقصد ہی سماج کی بڑھتی ہوئی مادی اور تہذیبی ضروریات کو پورا کرنا ہے سوویت عوام کی خوشحالی کا سب سے بڑا ثبوت قومی آمدنی میں اضافہ ہے ۱۹۴۰ء سے ۱۹۵۱ء تک سوویت یونین کی قومی آمدنی میں ۸۳ فیصدی اضافہ ہوا ہے۔ سرمایہ داریوں میں قومی آمدنی کا نصف سے زیادہ حصہ استحصالی طبقوں کے ہاتھوں میں چلا جاتا ہے۔ اس کے برعکس سوویٹ یونین میں سب کی سب دولت عوام کے ہاتھوں میں رہتی ہے۔ قومی آمدنی کا ۳/۴ حصہ عوام پر خرچ کیا جاتا ہے۔ اس سے ان کی مادی اور تہذیبی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں۔ باقی ۱/۴ حصہ سوشلسٹ پیداوار بڑھانے اور ملک کی دیگر ضروریات پر خرچ کیا جاتا ہے۔

صنعتی مزدوروں اور دفتروں میں کام کرنے والوں کی بنیادی تنخواہوں میں اور کسانوں کی آمدنی میں بنیادی طور پر اضافہ کرنے کے سلسلے میں اہم بات یہ ہے کہ روزمرہ کی ضروریاتِ زندگی کی قیمتوں میں کمی کی جاتی ہے ۱۹۴۷ء سے ۱۹۵۲ء تک کے عرصے میں پانچ مرتبہ اشیائے خوردنی اور دیگر مصنوعات کی پرچون قیمتوں میں کمی کا نتیجہ یہ ہوا کہ قیمیں ۱۹۴۷ء کے آخری حصے کے مقابلے

ہیں اب ۱۹۵۲ء میں آدھی رہ گئی ہیں۔

جیسا کہ سب کو معلوم ہے ہمارے ملک میں فیکٹریوں اور دفتروں میں کام کرنے والوں کو سرکاری طور پر انشورنس۔ بڑھاپے اور ناکارہ ہونے کی صورت میں پنشن کی سہولتیں دی جاتی ہیں۔ سینیٹوریم اور آرام کرنے کے ادارے ...... (REST HOMES) میں جگہ دی جاتی ہے۔ ان کے بچوں کی سرکاری امداد اور سکولوں میں تعلیم و تربیت ہوتی ہے جس کا خرچ برائے نام ہوتا ہے۔ یا یہ سہولتیں بالکل مفت دی جاتی ہیں۔ محنت کشوں کو ہر سال باتنخواہ چھٹیاں ملتی ہیں۔ شہر و دیہات کے محنت کشوں کو ہر جگہ مفت طبی سہولتیں مہیا کی جاتی ہیں۔ بڑے کنبے والی اور بیوہ ماؤں کو سرکاری امداد اور وظیفہ دیا جاتا ہے بچوں کو ابتدائی اور مڈل تک کی تعلیم مفت دی جاتی ہے اور طالب علموں کو وظیفے بھی دیئے جاتے ہیں ۱۹۴۰ء میں مزدوروں کو مفت دی گئی تمام سہولتوں کا تخمینہ روپے کی صورت میں ۴۰ ہزار ۸ سو ملین روبل تھا۔ مگر ۱۹۵۱ء میں یہ تخمینہ ایک لاکھ ۲۵ ہزار ملین روبل تک پہنچگیا۔

دفتروں اور فیکٹریوں میں کام کرنے والوں کی تنخواہوں اور کسانوں کی آمدنی میں اضافے جو روپے کی صورت میں ہوئے ہیں اور چیزوں کی قیمتوں کی کمی کی صورت میں بھی سب کو ملا کر ۱۹۴۰ء کے مقابلے میں ۱۹۵۱ء میں ہر محنت کش کی آمدنی ۵۷ فیصدی بڑھ گئی ہے ہر ایک کسان کی آمدنی میں ۶۰ فیصدی اضافہ ہوا ہے

پانچویں پنجسالہ منصوبے کے مسودے کے مطابق سوویت یونین کی قومی آمدنی کو آئندہ ۵ سال کے عرصے میں ۶۰ فی صدی بڑھ جانا چاہیئے۔ ساتھ ہی قیمتوں میں کمی کو شامل کر لیا جائے تو دفتروں اور کارخانوں میں کام کرنے والوں کی تنخواہ اور کسانوں کی آمدنی میں مزید ۳۵ فیصدی کا اضافہ ہو جائیگا۔ اجتماعی فارموں میں کام

کرنے والے کسانوں کی آمدنی میں کم از کم ۴۰ فیصدی اضافہ ہوگا۔

ہمارے ملک میں مکانوں کی تعمیر وسیع پیمانے پر جاری ہے اور شہری انتظامات کو بھی بڑھایا جا رہا ہے۔ جنگ کے بعد سے اب تک شہروں میں اور صنعتی آبادیوں میں ۱۵۵ ملین مربع میٹر کے رقبے پر مشتمل مکانات کی تعمیر کی گئی ہے یہ رقبہ صرف اس جگہ کا رقبہ ہے جس پر مکانوں کی عمارت کھڑی ہے۔ دیہاتوں میں ۳ لاکھ سے زیادہ مکانات تعمیر کئے گئے ہیں جہاں جنگ کے زمانے میں دشمن کا قبضہ تھا وہاں خاص طور پر زیادہ مکانات بنائے گئے ہیں۔

تعمیر کے وسیع پروگرام کے باوجود ابھی رہائشی مکانوں کی قلت موجود ہے ہر سال کئی محکمے اور مقامی سوویت ادارے تعمیر کے پروگرام کو پورا کرنے سے قاصر رہتے ہیں اور وہ رقوم جو اس مد کے لئے وقف کی جاتی ہیں انہیں خرچ نہیں کر سکتے۔ گذشتہ دو سال کے عرصے میں اسی کوتاہی کے باعث ۴ ملین مربع میٹر رقبہ پر مشتمل مکانات کی تعمیر نہ ہو سکی، اب بھی ایسے اقتصادی افسر اور پارٹی کارکن موجود ہیں جن کے نزدیک محنت کشوں کے لئے رہائشی مکانوں کی تعمیر کا مسئلہ ثانوی حیثیت رکھتا ہے اور وہ تعمیر اور مرمت کے کام کو تیز کرنے کی کوئی کوشش نہیں کرتے۔ تعمیر کے کام کو انتہائی ترقی دینا بہت ضروری ہے۔ نئے پنجسالہ منصوبے میں رہائشی مکانوں کی تعمیر کے لئے جو رقم وقف کی گئی ہے وہ پہلی رقم سے دوگنی ہے۔

پارٹی اور حکومت دونوں نے ہمیشہ عوام کی صحت کے بارے میں سرگرمی سے کام کیا ہے صحتِ عامہ کے لئے سرکاری خرچ ۱۹۴۰ء میں ۱۱ ہزار ملین روبل

تھا۔ ۱۹۵۱ء میں یہ خرچ بڑھ کر ۲۶ ہزار ملین روبل ہوگیا ہے۔ اس لئے طبّی اور شہری
صفائی کی سہولتیں پہلے سے بہت بہتر ہوگئی ہیں۔ ۱۹۵۱ء میں شہری اور دیہاتی
ہسپتالوں میں بستروں کی تعداد ۱۹۴۰ء کے مقابلے میں ۳۰ فیصدی زیادہ ہوگئی
سینیٹوریموں کی تعداد بھی بہت بڑھ گئی ہے اور مجموعی طور پر سوویت یونین میں
ڈاکٹروں کی تعداد میں ۸۰ فی صدی کا اضافہ ہوگیا ہے۔

بہتر طرز زندگی اور تمدنی ترقی کی وجہ سے اور بہتر طبی سہولتوں کی مدد سے
شرح اموات میں کمی ہوئی ہے۔ گذشتہ ۳ سال کے اندر مرنے والوں کو چھوڑتے ہوئے سوویت
یونین کی آبادی میں ۹۵ لاکھ کا اضافہ ہوا ہے (دیر تک تالیاں بجتی رہیں)

تعلیم پر سرکاری اخراجات ۱۹۴۰ء میں ۲۲ ہزار ۵ سو ملین روبل تھا۔
۱۹۵۱ء میں حکومت نے ۵۷ ہزار ۳ سو ملین روبل تعلیم پر خرچ کئے۔ اس
وقت ۵ کروڑ ۷۰ لاکھ افراد سوویت یونین میں تعلیم پا رہے ہیں۔ یہ تعداد ۱۹۴۰ء
کے مقابلے میں ۸۰ لاکھ زیادہ ہے۔ مڈل اور میٹرک کی تعلیم کو بہت وسیع
کر دیا گیا ہے۔ ۱۹۴۰ء سے ۱۹۵۱ء کے دس سال میں پانچویں سے دسویں
درجے کے طلبہ کی تعداد میں ۲۵ فیصدی اضافہ ہوا۔ ٹیکنیکل اور پیشہ ورانہ تربیت
کے خاص اداروں میں طلبہ کی تعداد ۴۰ فیصدی بڑھ گئی۔ اونچے درجے کے تعلیمی
اداروں میں طلبہ کی تعداد میں ۶۷ فیصدی اضافہ ہوا اور صرف ۱۹۵۲ء کے ایک
سال میں ۲ لاکھ ۱۲ ہزار طلبہ مختلف شعبوں میں مہارت حاصل کر کے فارغ التحصیل
ہوئے۔ اس سال ان اداروں میں ۳ لاکھ ۷۵ ہزار نئے طلبہ کو داخل کیا گیا۔
اب ہمارے ملک میں یونیورسٹیوں اور اعلیٰ ٹیکنیکل اداروں سے تربیت یافتہ

افراد کی تعداد ۵۵ لاکھ تک پہنچ گئی ہے یہ تعداد جنگ سے پہلے کی تعداد سے ۱۲۰ فیصدی زیادہ ہے۔

ہمارے سماج میں سائنس کی بڑھتی ہوئی اہمیت کے پیش نظر پارٹی مسلسل سائنس کی ترقی میں کوشاں رہتی ہے۔ ملک میں ریسرچ کے اداروں کی بڑے پیمانے پر تعمیر جاری ہے۔ اور سائنس کو ترقی دینے کے تمام ذرائع کو کام میں لایا جاتا ہے ایسے حالات پیدا کئے جاتے ہیں کہ سائنس کی روشنی دور دور تک پھیل جائے۔ بہت بڑے پیمانے پر سائنس میں تحقیق کرنے والوں کی تربیت کا انتظام کیا گیا ہے ۱۹۳۱ء سے لیکر ۱۹۵۲ء تک سائنس کے تحقیقی اداروں، لیبارٹریوں اور دوسرے اداروں کی تعداد ۶۹۰ سے بڑھکر ۲۹۰۶ تک پہنچ گئی ہے تحقیقی کام کرنے والوں کی تعداد پہلے سے دوگنی ہو گئی ہے۔ ۱۹۴۶ء سے ۱۹۵۲ء تک کے عرصے میں سائنس کی ترقی پر حکومت نے ۴۷۷۰ ہزار ۲ سو ملین روبل خرچ کئے ہیں۔

گزشتہ چند سال میں ہم نے اپنے شہری اور دیہاتی تہذیبی اور تعلیمی اداروں میں بہت سے اضافے کئے ہیں۔ آج کل لائبریریوں کی تعداد ۳ لاکھ ۶۸ ہزار ہے جو ۱۹۳۹ء کی تعداد سے ایک لاکھ بیس ہزار زیادہ ہے۔ آج کل چھپنے والی کتابوں کی تعداد ۸ سو ملین ہے جو ۱۹۴۰ء کے مقابلے میں ۸۰ فیصدی بڑھ گئی ہے۔ شہروں اور دیہاتوں میں بولنے والی فلموں کے سینماؤں کی تعداد ۱۹۳۹ء کے مقابلے میں دوگنی ہو گئی ہے۔

ادب اور فن سوویت کلچر کا ایک بڑا اہم حصہ ہیں۔ ہم نے ادب، تھیٹر اور سینما میں بہت ترقی کی ہے۔ اس کا یہی ثبوت یہ ہے کہ ہر سال اعلےٰ پائے

کے لکھنے والوں اور فن کاروں کو سٹالن انعام ملتے ہیں۔ اب تک دو ہزار تین سو انتالیس (۲۳۳۹) ادیبوں اور فن کاروں کو یہ انعام مل چکا ہے۔

مگر ان کامیابیوں کے باوجود ادب اور فن میں جو نقائص موجود ہیں انہیں سامنے نہ لانا بہت بڑی غلطی ہوگی واقعہ یہ ہے کہ نمایاں کامیابیوں کے باوجود بہت سی تخلیقات کا نظریاتی اور فنی معیار ابھی صحیح طور پر بلند نہیں ہوا۔ ہماری بہت سی تخلیقات بیرنگ اور معمولی درجے کی ہوتی ہیں۔ اکثر ان کا معیار پست ہوتا ہے اور ان میں سوویت حقیقت پسندی کو توڑ مروڑ کر پیش کیا جاتا ہے۔ سوویت سماج کی بھرپور اور رنگا رنگ زندگی کو فن کار اپنی تخلیقات میں بہت ہی کمزور اور اکتا دینے والی یکسانیت سے پیش کرتے ہیں۔ سینما جو اس زمانے میں ایک اہم عوامی فن ہے ابھی تک نقائص سے مبرا نہیں ہے۔ ہمارے فلم کار عظیم تعلیمی فلمیں بنا سکتے ہیں مگر ایسی فلموں کی تعداد ابھی تک بہت کم ہے۔ ہماری فلمی صنعت کو بہت سی اعلیٰ پایے کی فلمیں بنانے کی سہولتیں میسر ہیں مگر اس صنعت نے مواقع سے پورا فائدہ نہیں اٹھایا۔

بات یاد رکھنی چاہیے کہ سوویت عوام کا نظریاتی اور تہذیبی معیار بہت بلند ہو چکا ہے۔ پارٹی نے صرف اعلیٰ درجے کی تخلیقات کو ہی قبول کرنے کی تربیت دی ہے۔ سوویت عوام چھوٹی معمولی درجے کی تخلیقات کو قبول کرنے سے انکار کرتے ہیں جن میں کوئی پیغام نہ ہو۔ وہ لکھنے والوں اور فن کاروں سے بہترین تخلیقات کا مطالبہ کرتے ہیں۔ فن کاروں کو اپنی تخلیقات کے ذریعہ سماج کی برائیوں، خامیوں اور نقائص کو دور کرنا چاہیے اور مثبت

فنکارانہ حقیقت نگاری سے کام لے کر نئے عوام کی عظمت اوران کی انسانی خودداری کو اجاگر کرنا چاہیئے اور اس ذریعے سے عوام میں کردار کی عظمت اور ایسے عادات وخصائل کی پرورش کرنی چاہیئے جو برائیوں سے پاک ہوں جنہیں سرمایہ دارانہ نظام نے انسانی کردار میں داخل کر دیا تھا۔ مگر ابھی تک سوویت فنکاروں کی تخلیقات میں خواہ وہ افسانوی ادب ہو یا ڈرامہ یا فلم طنز جیسے موثر فن کو صحیح طور پر استعمال نہیں کیا گیا یہ سوچنا غلط ہے کہ سوویت حقیقت پسندی میں طنز کیلئے مواد موجود نہیں ہے ہمیں گوگول اور شیڈرین کے پائے کے سوویت طنز نگاروں کی ضرورت ہے۔ جن کے طنز کی آگ ہر اس چیز کو خس وخاشاک کی طرح جلا ڈالے جو غیر پسندیدہ۔ کرم خوردہ اور آگے نہ بڑھنے والی ہو ہر ایسی چیز جو ہمیں آگے بڑھنے سے روکتی ہو۔ سوویت ادب اور فن کو زندگی کے تضادات اور کشمکش کو دلیرانہ پیش کرنا چاہیئے ادیبوں اور فنکاروں کو تنقید کے ذریعے اپنی اصلاح کرنی چاہیئے حقیقت پسند فن کی جانداری اور اہمیت اسی میں ہے کہ وہ عام مردوں اور عورتوں کی بلند روحانی صفات اور مخصوص مثبت خصائل کو ڈھونڈے اور انہیں اجاگر کرے۔ ان کی واضح تصویریں پیش کرے جو دوسروں کے لیے مشعل راہ ہوں۔

نئی تخلیقات میں ادیبوں اور فنکاروں کو یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیئے کہ نمائندہ کردار وہی نہیں ہوتا جو عام طور پر پایا جاتا ہے بلکہ نمائندہ کردار وہ ہے جس میں سماجی طاقتوں کا نچوڑ جمع ہو جائے جس میں وقت کی روح کارفرما ہو۔ مارکس اور لینن کی تعلیمات کی روشنی میں نمائندہ کردار وہ نہیں جو اوسط

کردار ہو بلکہ نمائندگی سے مراد کسی خاص تاریخی اور سماجی عمل کی روح کا اظہار ہے نہ کہ عام اور دقیق کردار کا اظہار جس کو عامیانہ کہنا زیادہ صحیح ہے۔ جان بوجھ کر بڑھا چڑھا کر بنائی ہوئی تصویر جس میں پس منظر کو صحیح طور پر دکھایا گیا ہو نمائندگی کے منصب کو پورا کرتی ہے بلکہ ایسی تصویر میں ہی پس منظر صحیح طور پر اجاگر ہوتا ہے۔ حقیقت پسندی میں مخصوص نمائندگی ہی فنکار کی جانبداری کے لئے وسیع میدان عمل مہیا کرتی ہے۔ فن میں کردار کی نمائندگی کا مسئلہ یقیناً ایک سیاسی مسئلہ ہے۔

فن اور ادب تخلیق کرنے والوں کے سامنے جو عظیم اور بلند مقصد ہے وہ جبھی پورا ہو سکتا ہے کہ گھٹیا درجے کے کام کے خلاف جہاد کیا جائے ... ادب اور فن میں سے جھوٹ اور گلے سڑے پن کو بیرحمی سے نکال باہر کیا جائے اور سماجی زندگی میں نئے اور بلند عناصر کو ابھارا جائے۔ پرانے کرم خوردہ نظریات کی بیخ کنی کی جائے۔ ہمارے ادیبوں، شاعروں اور فلمسازوں کا فرض ہے کہ وہ سوویت زندگی کا گہرا مطالعہ کریں اور ایسی ادبی اور فنی تخلیقات پیش کریں جو ہمارے عظیم عوام کے شایان شان ہوں۔ (تابیاں)

ساتھیو ہم نے سوویت عوام کی مادی خوشحالی اور تہذیبی معیار کو ترقی دینے میں بڑی بڑی کامیابیاں حاصل کی ہیں مگر ہم ان کامیابیوں پر مطمئن ہو کر ہاتھ پر ہاتھ دھر کر نہیں بیٹھیں گے۔ ہمارا فرض ہے کہ پوری قومی معیشت کی ترقی کی بنیادوں پر سوویت عوام کی خوشحالی اور تہذیبی ترقی میں مسلسل اضافہ کرتے رہیں ہماری پارٹی ہمیشہ سوویت عوام کے بڑھتے ہوئے تقاضوں کو پورا کرنے اور ان کی

خوشحالی کے لیئے انتہائی کوششیں کرتی رہے گی کیونکہ سوویت عوام کی خوش حالی ہی ہماری پارٹی کا سب سے بڑا مقصد ہے (دیر تک تالیاں بجتی رہیں)

۳۔ سوویت یونین کے سیاسی اور سماجی نظام کا مزید استحکام

۱۸ ویں پارٹی کانگرس کے بعد سے اب تک ہماری سوویت ریاست مسلسل بڑھتی اور ترقی کرتی رہی ہے اور اس کی طاقت میں اضافہ ہوتا گیا ہے۔ ہماری ریاست کی اقتصادی بنیادیں جو ذرائع پیداوار کی سوشلسٹ ملکیت کے اصولوں پر رکھی گئی ہیں بڑھتی اور ترقی کرتی رہی ہیں۔ اس تمام عرصے میں مزدوروں کسانوں اور پڑھے لکھے لوگوں کے درمیان رفاقت اور ایک دوسرے کا ہاتھ بٹانے کے جذبے نے بہت ترقی کی ہے۔ سوویت سوشلسٹ سماج انہی طبقوں پر مشتمل ہے۔

گذشتہ جنگ نے ثابت کر دیا ہے کہ خوفناک مشکلات کا سامنا کرنے میں ہمارا سیاسی اور سماجی نظام دنیا بھر کے نظاموں سے زیادہ مضبوط جاندار اور متوازن نظام ہے۔ اس نظام کی ناقابل تسخیر ہونے کا راز یہ حقیقت ہے کہ یہ نظام واقعی عوامی نظام ہے۔ عوام نے ہی اسے تخلیق کیا اور انہیں کی طاقت اس نظام کی پشت پناہی کرتی رہی ہے۔ اسی نظام میں رہ کر عوام کی جسمانی اور روحانی صلاحیتیں مکمل طور پر پھل پھول سکتی ہیں۔

مارکسزم کے دشمن اور اسے بدنام کرنے والے یہی پروپیگنڈا کرتے نہیں

تھکتے کہ سوویت ریاست سرمایہ دار ملکوں کی موجودگی میں ہی ختم ہو جائے گی۔ پارٹی نے اس سڑے ہوئے نظریئے کی دھجیاں اڑا دی ہیں۔ پارٹی نے یہ نظریہ پیش کیا اور دلائل سے اسے ثابت کر دیا کہ ایک ملک میں سوشلسٹ انقلاب کی کامیابی کے بعد جب تک دنیا کے باقی ملکوں میں سرمایہ دارانہ نظام ریاست موجود رہیں گے اس ملک کو جہاں سب سے پہلے انقلاب نے کامیابی حاصل کی ہے کمزور نہیں ہونا چاہیئے۔ پارٹی نے کہا تھا کہ کمیونزم کی منزل میں بھی سوویت ریاست کو برقرار رکھنا ضروری ہوگا جب تک کہ سرمایہ دار ملک سوشلسٹ ریاست کو گھیرے ہوئے ہیں اگر ہم ریاست کو کمزور ہونے دیتے تو آج ہم پُرامن تعمیر کے جن کارناموں پر فخر کر رہے ہیں وہ کبھی وجود میں نہ آتے اگر ہم اپنی سوویت ریاست کو محکمہ تحفظ کے ذریعے مضبوط نہ بناتے تو ہم دشمن کے مقابلے میں نہتے ہو جاتے اور ہمیں فوجی طور پر بھی شکست دی جا سکتی۔ ہماری پارٹی سوویٹ یونین کو سوشلزم کا مضبوط قلعہ بنانے میں اسی لئے کامیاب ہوئی کیونکہ اس نے سوشلسٹ ریاست کو حد درجہ مضبوط بنا دیا تھا اور اب بھی مضبوط بنا رہی ہے اور مضبوط بناتی رہے گی

(بلند آواز میں تالیاں دیر تک بجتی رہیں۔)

ہمارے ملک پر حملہ آور ہونے والے فاشسٹوں کا خیال تھا کہ سوویت کے سیاسی اور سماجی نظام میں انتشار پیدا ہوگا۔ محاذ کے پیچھے ملک کے لوگوں میں بددلی پھیل جائے گی مگر جیسا کہ ہم جانتے ہیں جنگ نے ان کے غلط اندازوں کو ناکام ثابت کر دیا۔ کامریڈ سٹالین کا یہ تاریخی اعلان کہ جنگ کی صورت میں ہمارے محاذ کا ہراول اور اس کا پچھلا حصہ دنیا کے تمام ملکوں کی نسبت زیادہ

مضبوط اور ناقابل تسخیر ثابت ہوگا۔ حرف بحرف صحیح ثابت ہوا کیونکہ ہمارے ہاں عوام اور فوج دونوں میں لشکری یکجہتی موجود تھی۔ جنگ کے زمانے میں ہماری فوجیں بھی مضبوط ہوئیں اور عوام بھی زیادہ منظم ہو گئے۔ محاذ کے پیچھے سوویت محنت کشوں کی پر خلوص محنت اور ایثار اور محاذ پر سوویت فوج اور بحری بیڑے کی دلیرانہ جنگ کے کارنامے دنیا کی تاریخ میں ہمیشہ کے لئے مادر وطن کے تحفظ میں بے نظیر اور بے مثال ہو کر یادگار بن گئے ہیں۔ ہماری فوج اور بحری بیڑا کامریڈ سٹالن کے ہاتھوں وجود میں آیا۔ انہی کی رہنمائی میں اس نے تربیت حاصل کی اور انہی کی رہنمائی میں اس نے جنگ میں دشمن کو شکست دی (دیر تک بلند آواز میں تالیاں بجتی رہیں) کامریڈ سٹالن جنگی حکمت عملی میں زبردست مہارت رکھتے تھے۔ جنگ میں سوویت عوام کی فتوحات انہی کی ہمت اور تیز فہمی کی مرہون منت ہیں۔ کامریڈ سٹالن نے ترقی یافتہ سوویت ملٹری سائنس کو رواج دیا اور ہماری فوجوں کو دشمن پر فتح حاصل کرنے کا فن سکھلایا ہمارے عوام اپنی فوجوں سے محبت کرتے ہیں اور ہمیشہ ان کا خیال رکھتے ہیں سوویت یونین کی مسلح افواج نے ہمیشہ سے مادر وطن کی حفاظت کرنے میں ایک قابل اعتماد قلعے کا کام دیا ہے۔ وہ اب بھی ایک قابل اعتماد قلعہ ہیں اور ہمیشہ رہیں گی (دیر تک زور سے تالیاں بجتی رہیں)

عظیم جنگ اور اس کے بعد امن کے زمانے میں پھر یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ سوویت اشتراکی نظام ہماری پارٹی کے ہاتھوں بنا اور نشوونما پایا۔ یہ ہی بہترین سماجی نظام ثابت ہوا۔ اور سوویت سیاسی نظام جو مختلف قوموں

کی رفاقت پر تعمیر ہوا ہے بہترین نظام ریاست ہے۔ سرمایہ داروں کی صفوں میں ہمارے بہت سے دشمن اور بدخواہ غل مچاتے رہتے ہیں کہ سوویت یونین میں چونکہ بہت سی قومیں آباد ہیں اس لئے سوویت نظام پائدار نہیں ہو سکتا اور یہ سمجھتے تھے کہ یونین کی مختلف قوموں میں پھوٹ پڑ جائے گی جس سے سوویت یونین ختم ہو جائیگا مگر انہوں نے سوویت نظام کو سرمایہ دارانہ ملکوں کے نظام پر ہی قیاس کر لیا تھا جس کی بنیاد ہی قوموں کی آپس میں دشمنی اور کش مکش پر ہوتی ہے۔ سوشلزم کے دشمن یہ بات سمجھنے سے قاصر ہیں کہ عظیم اکتوبر انقلاب اور سوشلسٹ تبدیلیوں کے بعد اس عظیم ملک کی تمام قوموں میں دوستی کا مضبوط رشتہ بن گیا ہے جس کی بنیاد قوموں کے مساوی حقوق پر رکھی گئی ہے (تالیاں)

لینن اور سٹالن کی قومی حکمت عملی پر پوری طرح عمل کرتے ہوئے ہماری پارٹی نے مختلف قوموں کے اس عظیم گھر کو مضبوط بنایا ہے۔ قوموں کے درمیان دوستی اور تعاون کے جذبہ کو بڑھایا ہے۔ تمام قوموں کی تہذیبی اور تمدنی روایات کو ترقی دی ہے اور غلط قسم کے قومی تعصب کے خلاف جہاد کیا ہے۔ سوویت نظام جو جنگ کی بھٹی میں تپ کر نکلا ہے اور دنیا بھر کے لئے قوموں کے مساوی حقوق۔ دوستی اور تعاون کا ایک قابل تقلید نمونہ بن گیا ہے۔ قومیتوں کے مسئلہ پر لینن اور سٹالن کے صحیح نظریات کی سچائی کا بین ثبوت ہے۔ (دیر تک تالیاں بجتی رہیں)

ہماری پارٹی سوویت یونین کی قوموں کی آپس میں دوستی اور تعاون کی مسلسل نگرانی کرتی رہے گی وہ اسے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتی ہے۔

وہ اس مختلف قوموں کے گھر کو اور بھی مضبوط بناتی رہے گی۔

گذشتہ کانگریس کے بعد سے اب تک کئی نئی قومیں یونین میں شامل ہوئی ہیں۔ لتھونیا، مولدیویا، لیٹویا اور اسٹونیا کی سوویٹ سوشلسٹ جمہوریتیں وجود میں آئیں۔ اب تمام یوکرینی ایک ہی جمہوری ریاست میں متحد ہو گئے ہیں بائیلورشیا میں بائیلورشین قومیت رکھنے والے سب افراد جمع ہو گئے ہیں شمال مغرب میں ہماری سرحدیں وسیع ہو کر ملک کی حفاظت کے لئے زیادہ موزوں ہو گئی ہیں۔ مشرق بعید میں سوویٹ یونین نے جنوبی سکھالین اور کیورل کے جزیرے دوبارہ حاصل کر لئے ہیں۔ آج ہمارے ملک کی سرحدیں وقت کے تقاضوں کے مطابق ہیں جس کی وجہ سے ملک کے لوگوں کی ترقی کے امکانات بڑھ گئے ہیں۔

جنگ کے بعد کے زمانے میں ہماری ریاست کے سب سے بڑے مقصد یعنی اقتصادی تنظیم اور تعلیمی اور تہذیبی سرگرمیوں کو بڑھانے میں نمایاں کامیابی حاصل کی گئی ہے۔ سوشلسٹ تعمیر کی عظیم الشان توسیع اور پارٹی اور سوویٹ قیادت کو اضلاع۔ شہری اور دیہاتی اداروں سے قریب تر لانے میں حدود کو بدلنے کی ضرورت پیش آئی تھی نتیجے کے طور پر کچھ نئے علاقے اضلاع اور قصبے بنائے گئے قومی معیشت کے پھیل جانے سے صنعت زراعت اور دوسرے شہروں کی سرکاری رہنمائی کی صورتوں میں تبدیلی کی ضرورت پیش آئی تو مرکزی دفاتر کو چھوٹے چھوٹے دفاتر میں تقسیم کر دیا گیا اور کئی نئے ادارے بھی قائم کئے گئے۔

ریاست کو مضبوط بنانے میں سوشلسٹ اصولوں کو حرف بحرف عمل میں لایا گیا کیونکہ ان ہی اصولوں کی بنیاد پر سٹالن دستور تیار کیا گیا تھا۔ جنگ کے بعد سے اب تک دوبارہ مرکزی سوویت ریاستی سوویت، آزاد ریاستوں اور محنت کشوں کے نمائندوں کی مقامی سوویت کے لئے عام انتخابات کروائے گئے۔ ان انتخابات میں عوام نے بڑی سیاسی سرگرمیاں دکھائیں۔ ان انتخابات میں سوویت عوام نے اتحاد اور کمیونسٹ پارٹی اور سوویت حکومت پر بے پایاں اعتماد کا مکمل ثبوت دیا ہے۔

امور داخلہ میں پارٹی کے مندرجہ ذیل فرائض ہیں:۔

(۱) ریاست کی اقتصادی مدت میں مسلسل اضافہ کرنا۔ سوویت عوام کی پُرامن محنت کو منظم کرنا اور اس کی رہنمائی کرنا تھا کہ پانچویں پنجسالہ منصوبے کے دیئے ہوئے کام نہ صرف پورے ہوں بلکہ منصوبے میں دیئے ہوئے اعداد و شمار سے بڑھ کر کام کیا جائے۔ یہ منصوبہ سوشلزم سے کمیونزم کی طرف ایک بہت اہم قدم ہے۔

(۲) صنعت اور رسل و رسائل میں مزید کامیابیاں حاصل کرنا۔ صنعت، تعمیرات، رسل و رسائل میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی جدید ترین دریافتوں کو رائج کرنا مزدوروں کی قوت پیداوار میں انتہائی اضافہ کرنا۔ سرکاری منصوبوں کی تکمیل میں زیادہ نظم و ضبط پیدا کرنا اور پیداوار کا معیار بلند کرنا۔

(۳) زراعت میں مزید ترقی کرنا تاکہ ہمارے ملک میں تھوڑے ہی عرصے میں عوام کے لئے خوراک اور ہلکی صنعتوں کے لئے خام مال کی افراط ہو جائے۔ زراعت

میں سب سے بڑے کام یعنی فصلوں کو بڑھانا اور مویشیوں کی افزائش نسل اور ان سے حاصل ہونے والی چیزوں دودھ، مکھن، گوشت، پنیر وغیرہ کی پیداوار میں اضافہ اور فصلوں اور مویشیوں کی قابل فروخت مقدار میں اضافہ کرنے سرکاری فارموں، مشین اور ٹریکٹر سٹیشنوں کے کام کو بہتر بنانا سرکاری فارموں کی شرح پیداوار کو بڑھانا اور ان کی اجتماعی ملکیت کو زیادہ موثر اور کارآمد بنانا ان کی دولت میں اضافہ کرنا اور اس کے ذریعے ان میں کام کرنے والے کسانوں کے معیار زندگی کو بلند کرنا۔

(۴) قومی معیشت کے تمام شعبوں میں اور تمام دفاتر میں انتہائی کفائت شعاری سے کام لینا۔

(۵) ترقی پسند سوویت سائنس کو اور آگے بڑھا کر دنیا بھر میں سائنس کے میدان میں اوّل درجہ حاصل کرنا ر تا لیا ہ) سائنسدانوں کی کوششوں کے ایسے مسائل کے جلد حل کرنے میں مدد کرنا جس کا تعلق ہمارے ملک کے وسیع قدرتی ذخائر کو کام میں لانے سے ہو۔ سائنس اور صنعت کے درمیان تعاون کو بڑھانا اور یہ بات ذہن نشین رکھنا کہ عملی کام کرنیوالے مزدوروں کے تجربے سے سائنس میں اضافہ ہوتا ہے اور دوسری طرف عملی کام کرنے والوں کو سائنس کی مدد سے اپنے مسائل کے حل کرنے میں مدد ملتی ہے۔

(۶) مادر وطن کے تمام محنت کشوں کے تخلیقی جذبۂ عمل کو آگے بڑھانا سوشلسٹ مقابلے کے طریقے کو اور زیادہ مقبول بنانا سوشلسٹ تعمیر کے ہر شعبے میں کام کے نئے طریقوں سے مثبت اور مثالی نمونوں کو بڑھانا اور ان کی حوصلہ افزائی

کرنا اور مسلسل انہیں تمام مزدوروں میں مقبول بناتے رہنا تاکہ محنت کے محاذ پر زیادہ سے زیادہ لوگ ہماری سماج کے آگے دیکھنے والے کارکنوں کے ساتھ مل کر شانہ بشانہ چل سکیں۔

(۷) عوام کی مادی خوشحالی میں اضافہ کرتے رہنا۔ صنعتی اور دفتری محنت کشوں بنیادی اجرتوں میں بتدریج اضافہ کرتے رہنا۔ رہائشی مکانوں میں اضافہ کرنا کسانوں کی آمدنی بڑھانا۔

سوویت طرزِ تمدن کو و تہذیب کو ترقی دینا عوام کی تعلیم اور صحت کے لئے انتظامات کو بہتر سے بہتر بنانا۔ سوویت ادب اور فن کی مزید ترقی و توسیع کی طرف مستقل توجہ دینا۔

(۸) اپنے سیاسی اور سماجی نظام کو زیادہ سے زیادہ مضبوط بنانا۔ سوویت عوام کے جذبۂ حب الوطنی و سیاسی سرگرمیوں کو بڑھانا اور ملک کی مختلف قوموں کے درمیان سیاسی و اخلاقی اتحاد کو مضبوط بنانا۔

(۹) جنگ بازوں پر کڑی نگاہ رکھنا۔ سوویت فوج اور سوویت بحریہ و سوویت محکمۂ تحفظ کو مضبوط بنانا۔

(دیر تک تالیاں بجتی رہیں)

پارٹی

کمیونسٹ پارٹی کی صحیح (پالیسی) اور اس پالیسی کو عمل میں لانے کے لیے اس کی تنظیمی کوششیں ہی ہمارے اشتراکی وطن کی طاقت میں روزافزوں ترقی کا سبب ہیں۔ پارٹی جو کہ سوویٹ سماج کی رہنمایانہ طاقت ہے اسی نے ملک کو بروقت عملی تحفظ کے لیے تیار کیا۔ عوام کی تمام قوتوں کو مجتمع کر کے جنگ میں دشمن کو شکست دی اور جنگ کے بعد قومی معیشت کو نئی زندگی بخشی اور اسے زبردست ترقی دی۔

سوویٹ عوام کی دوسری جنگ عظیم میں تاریخی کامیابی وقت مقررہ سے قبل چوتھے پنجسالہ منصوبے کی تکمیل۔ قومی معیشت کی مزید ترقی سوویٹ عوام کی تہذیبی ترقی اور ان کے معیار زندگی میں ترقی۔ ہمارے ملک کے عوام میں آپسی بھائی چارے۔ اخلاقی و سیاسی اتحاد کی بے پناہ طاقت میں اضافے اور سوویٹ یونین

کے گرد جمہوریت اور امن پسند عوام کا اکٹھا ہونا، یہ ہیں وہ بڑی بڑی کامیابیاں جو کہ پارٹی کی صحیح (پالیسی) پر دلالت کرتی ہیں۔ (بلند تالیاں دیر تک بجتی رہیں)

یہ عرصہ جس کا کہ جائزہ لیا جا رہا ہے اسی عرصہ میں پارٹی نے اپنی طاقت کو مزید آگے بڑھایا ہے اور اسی عرصہ میں پارٹی کی صفوں میں اتحاد اور باہمی اتفاق پوری طرح مضبوط ہوا۔ پارٹی نے یہ اتحاد لینن ازم کے دشمنوں کے خلاف جدوجہد میں بہت ہی جانفشانی سے حاصل کیا ہے اور یہی اتحاد و باہمی اتفاق پارٹی کی اندرونی حالت (اندرونی زندگی کی امتیازی خصوصیت ہے یہی پارٹی کی طاقت اور اس کے ناقابل تسخیر ہونے کا سرچشمہ ہے۔ (زوردار تالیاں)

پارٹی کا اندرونی اتحاد ہی سوویٹ عوام کی دوسری جنگ عظیم میں کامیابی حاصل کرنے کا فیصلہ کن عنصر ہے۔ جنگ کے ہولناک آزمائشی دور میں جب کہ ہمارے ملک کی قسمت ہی داؤ پہ لگی تھی۔ ہماری پارٹی نے میدان عمل میں ایک متحد یکجا اور منظم ہونے کا ثبوت دیا وہ نہ تو متذبذب ہوئی اور نہ ہی اس میں پھوٹ کے آثار پیدا ہوئے۔ جنگ اور اس کے نتائج کی روشنی میں دیکھیں تو ہمیں پارٹی کی اس متحد جدوجہد کی وسعت و اہمیت کا پورا احساس ہوگا جو کہ پارٹی کو بدتوں مارکسزم اور لینن ازم کے ہر قماش کے دشمنوں، ٹراٹسکی و بخارن کے ماننے والے بداخلاقوں، بھگوڑوں و غداروں کے خلاف لڑنی پڑی۔ جنہوں نے پارٹی کو اپنے صحیح راستے سے ہٹانے اور اس کے اندرونی اتحاد کو توڑنے کی کوشش کی، یہ چیز پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ یہ ملعون بدعہد غدار سوویٹ یونین پر مسلح حملے کے منتظر تھے اور ہمارے عوام کے دشمنوں کا اشارہ

پاتے ہی وہ سوویٹ حکومت کے اس سخت آزمائشی دور میں اس کی پیٹھ میں چھرا گھونپنے کی آس لگائے بیٹھے تھے ملک سے ٹراٹسکی اور بخارن کے چیلوں کے روپوش گروہوں کا صفایا کر کے جو کہ ملک میں تمام سوویت دشمن طاقتوں کے پر کشش محور تھے پارٹی اور سوویٹ تنظیموں سے عوام کے ان غداروں کو نکال کر ہم نے بہت ہی اچھے وقت میں ملک میں پانچواں دستہ پیدا ہونے کی تمام امکانات کو برباد کر دیا اور اسی طرح ملک کو اپنے عملی تحفظ کے لئے سیاسی طور پر تیار کیا اور آج یہ بات بخوبی سمجھ آ سکتی ہے کہ اگر وقت ایسا نہ کیا جاتا تو دوران جنگ میں ہم اپنے آپ کو دونوں طرف سے محاذ و عقب میں گھرا ہوا پاتے اور اس جنگ عظیم میں ہمیں ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا۔

اس لئے ہم پارٹی کے غیر متزلزل استحکام اور سب سے بڑھ کر اپنے رہنما اپنے استاد کامریڈ سٹالن کے ممنون ہیں۔ جنہوں نے پارٹی کے لینینی اتحاد کی حفاظت کی (سب کھڑے ہو گئے، دیر تک تالیاں بجتی اور نعرے لگتے رہے) پارٹی کا اندرونی اتحاد ہی پارٹی کے ناقابل تسخیر ہونے کی بنیاد تھا ہے اور رہے گا جنگ کی سخت آزمائشی بھٹی سے نکل کر اور زمانہ بعد از جنگ کی مشکلات کے خلاف جدوجہد کرنے ہی سے آج پارٹی اس کانگرس میں پہلے سے بھی زیادہ طاقتور اور اپنی مرکزی کمیٹی کی رہنمائی میں مضبوط اور متحد نظر آتی ہے (دیر تک زوردار تالیاں بجنے کی آواز)

ہماری پارٹی کی طاقت کا سرچشمہ عوام کے ساتھ اس کے گہرے تعلقات ہیں یعنی ہماری پارٹی عوام کی حقیقی پارٹی ہے اور اس کی حکمت عملی عوام کے بنیادی

مفاد کے عین مطابق ہے۔ سوویٹ ٹریڈ یونین اور سوویٹ نوجوان کمیونسٹوں کی تنظیم جیسی عوامی تنظیموں نے محنت کش عوام کو پارٹی کے گرد جمع کرنے اور ان میں اشتمالیت کی روح پھونکنے میں بہت ہی اہم حصہ ادا کیا ہے۔ مادر وطن کی آزادی کی لڑائی اور اشتمالی سماج کی تعمیر میں پارٹی نے عوام کے ساتھ اور بھی قریبی رشتہ قائم کیا اور محنت کشوں کے ساتھ اپنے رشتہ کو اور بھی زیادہ مضبوط بنایا۔ سوویٹ عوام باتفاق رائے پارٹی کی حکمت عملی کے مؤید اور اس پر کامل اعتماد رکھتے ہیں (زوردار تالیاں)

سوویٹ عوام کے ساتھ گہرے رشتے اور ان کی نظروں میں پارٹی کے بڑھتے ہوئے وقار کا واضح ثبوت پارٹی کے ممبروں کی بڑھتی ہوئی تعداد ہے پارٹی کی۔ اٹھارویں کانگرس کے موقعہ پر پارٹی ممبروں کی تعداد پندرہ لاکھ اٹھاسی ہزار آٹھ سو باون (۱۵,۸۸,۸۵۲) اور امیدوار ممبروں کی تعداد آٹھ لاکھ اٹھاسی ہزار آٹھ سو چودہ (۸۸,۸۸۱۴) یعنی کل ممبروں کی تعداد چوبیس لاکھ ستتر ہزار چھ سو چھیاسٹھ (۲۴,۷۷,۶۶۶) تھی۔

یکم اکتوبر ۱۹۵۲ء تک پارٹی ممبروں کی مجموعی تعداد اٹھاسٹھ لاکھ بیاسی ہزار ایک سو پینتالیس (۶۸,۸۲,۱۴۵) انھی پارٹی ممبر ساٹھ لاکھ تیرہ ہزار دو سو انسٹھ (۶۰,۱۳,۲۵۹) اور امیدوار ممبر آٹھ لاکھ اٹھارہ ہزار آٹھ سو چھیاسی (۸,۶۸,۸۸۶) (تالیاں)

دوسری جنگ عظیم میں محاذ جنگ پر پارٹی کو زبردست نقصان اٹھانا پڑا لیکن اس کے باوجود اس کے ممبروں کی تعداد میں سولہ لاکھ نئے ممبروں کا اضافہ ہوا۔ پارٹی صفوں میں سوویٹ عوام کے سرگرم عنصر، سوویٹ فوج اور بحریہ کے

سورما جنہوں نے میدان جنگ میں بہادری کے جوہر دکھائے۔ مزدور اجتماعی کھیتوں میں کام کرنے والے کسان اور سوویٹ دانشور جو کہ کامل وفاداری سے عقب میں دشمن پر فتح پانے میں پیش پیش تھے پارٹی میں شامل ہوئے اور اس کے ممبروں کی تعداد کو بڑھایا۔

جنگ کے خاتمے پر پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا کہ نئے پارٹی ممبر لینے کے کام کو کچھ حد تک کم کر دیا جائے لیکن اس کے باوجود اس عمل کی شدت میں کوئی کمی نہیں آئی۔ پارٹی کو اس امر پر سوچنا پڑا۔ پارٹی میں ممبروں کی شمولیت کی اس تیز رفتاری کا منفی پہلو بھی ہے۔ اس تیز رفتاری سے پارٹی ممبروں کے سیاسی شعور کی سطح میں کچھ کمی بھی آئے گی۔ علاوہ ازیں تیز رفتاری پارٹی ممبروں کی ماہیت پر بھی اثر انداز ہو گی۔ اس سے پارٹی ممبروں اور امیدوار ممبروں کی سیاسی روشن خیالی کی سطح اور تعداد میں فرق ضرور پیدا ہوا۔ اسی فرق کو مٹانے اور پارٹی کی سیاسی بناوٹ کو مزید بہتر بنانے کے لئے مرکزی کمیٹی نے یہ ضروری سمجھا کہ پارٹی ممبروں کی تعداد کو اور نہ بڑھایا جائے اور اپنی تنظیموں کی توجہ پارٹی ممبروں اور امیدوار ممبروں کے سیاسی شعور کے بڑھانے کی طرف دلائی۔ مرکزی کمیٹی کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے پارٹی تنظیموں نے نئے پارٹی ممبر بھرتی کرنے میں زیادہ احتیاط برتنی شروع کر دی۔ انہوں نے پارٹی ممبری کے لئے امیدوار کی قابلیت اور اہلیت کو جانچنے میں زیادہ سخت گیر حکمت عملی اختیار کی اور کمیونسٹوں کو سیاسی تعلیم دینے کے کام کو زیادہ وسیع بنیادوں پر منظم کیا۔ نتیجتہً پارٹی ممبروں کے سیاسی شعور کی سطح اور مارکسزم اور

لینن ازم کا علم بڑھا اور بہتر بنا اگرچہ پارٹی نے کمیونسٹوں کی سیاسی تربیت اور پارٹی ممبروں کی تعداد کی باہمی خلیج کو پاٹا مگر یہ کام ابھی پوری طرح مکمل نہیں ہوا۔ اسی لئے ہمیں نئے پارٹی ممبر لینے میں زیادہ پابندیاں لگانے اور پارٹی ممبروں و تربیت کمیونسٹوں کی سیاسی روشن خیالی کو ترقی دینے کی حکمت عملی پر اب بھی عمل پیرا رہنا چاہیے کیونکہ صرف تعداد ہی سے پارٹی کی مضبوطی اور طاقت کو نہیں ماپا جاتا بلکہ پارٹی کی مضبوطی اور طاقت کا اندازہ پارٹی ممبروں کی اعلیٰ خصوصیات ہی سے لگایا جاتا ہے۔

جنگ کے بعد کے دور میں تو اس مسئلے کی خاص اہمیت بن گئی تاکہ پارٹی کی رہنمائی کرنے والی تنظیموں کو طاقت ور اور پارٹی کی نچلی تنظیموں کے کام کو بہتر بنایا جا سکے۔

جنگ کے خاتمے پر ملک کی پر امن تعمیر کو دوبارہ شروع کرنے کے لئے یہ ضروری تھا کہ پارٹی کے اندرونی کام حکومت کی رہنمائی اور پارٹی تنظیموں کے معاشی عمل کو ترقی دی جائے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ دوران جنگ میں پارٹی رہنماؤں کے طریقہ کار میں کچھ ترمیم کی ضرورت تھی۔ جس کے نتیجے کے طور پر پارٹی کی اپنے تنظیموں اور کمیٹیوں کے کام میں سنگین نقائص پیدا ہوئے، پارٹی کمیٹیوں نے پارٹی کے اندر تنظیمی اور نظریاتی کام پر کم توجہ دی۔

بہت سی پارٹی تنظیموں میں تو ان سرگرمیوں کی طرف بالکل توجہ نہیں دی گئی ایسی حالت میں یہ خطرہ یقینی تھا کہ پارٹی ادارے عوام سے کٹ کر صرف سیاسی رہنمائی کے ادارے ہی بن کے رہ جاتے اور یہ پارٹی تنظیمیں باعمل اور راہنما

ادارے بننے کی بجائے ایک قسم کے انتظامی ادارے بن کر رہ جاتے جن میں مقامیت محکمانہ تنگ نظری دوسرے ریاست دشمن میلانات کا مقابلہ کرنے کی قابلیت باقی نہ رہتی۔ معاشی میدان میں بھی ریاست کے مفادات کی خلاف ورزی کرنے والوں اور پارٹی کی حکمت عملی کو بالکل مسخ کر کے پیش کرنے والوں کو سمجھنے اور پہچاننے کی قابلیت نہ رہی۔

اِن خطرات کو سرے سے ختم کرنے پارٹی کی رہنمائی کرنے والے مقامی اداروں کو طاقت ور و مضبوط بناتے اور ان پارٹی تنظیموں کی سرگرمیوں میں نئی جان ڈالنے کے لئے یہ ضروری تھا کہ پارٹی میں پارٹی کے تنظیمی اور نظریاتی کام کی طرف بے توجہی کو ختم کیا جائے اور پارٹی اداروں کو ایسے رجحانات سے پاک کیا جائے جو کہ پارٹی میں رہنمائی کے انتظامی طریقوں کو پیدا کرتے ہیں۔ جن کے نتیجے کے طور پر پارٹی کام میں نوکرشاہی کا طریقہ رواج پاتا ہے جو طریقہ کہ پارٹی ممبروں کے عمل اور پیش قدمی کے جذبے کو کمزور کر دیتا ہے۔

مرکزی کمیٹی نے پارٹی تنظیموں کی توجہ ان کے اس اہم فرض کی طرف مرکوز کی کہ پارٹی کے اندر جمہوریت پر یکساں عمل کو رواج دیا جائے اور اسی طرح پارٹی میں تنقید اور خود تنقید کو ترقی دی جائے تاکہ پارٹی کے عام ممبر پارٹی کی رہنمائی کرنے والی کمیٹیوں کو اپنی نگرانی میں رکھ سکیں۔ یہ طریقہ پارٹی کام کو بہتر بنانے اور پارٹی تنظیموں و پارٹی ممبروں کی عملی قوت کو ترقی دینے ان میں پہل قدمی کے جذبے کو ابھارنے اور مضبوط بنانے کے لئے ایک کنجی کی حیثیت رکھتا ہے پارٹی کے اندر جمہوریت اور خود تنقید کو رواج دینے اور ابھارنے کے لئے پارٹی نے جو

اقدام کئے ان سے پارٹی تنظیموں کو اپنے کام کی سیاسی خرابیوں کو دور کرنے اور کافی حد تک پارٹی کا کام بہتر بنانے میں مدد دی جس کے نتیجے کے طور پر فیکٹریوں، اجتماعی کھیتوں اور دفتروں میں پارٹی کی ابتدائی تنظیموں نے اپنے کام میں مستعدی اور پہل قدمی دکھائی اور اب وہ بہت جوش سے اپنے کاموں کو سرانجام دے رہے ہیں۔ پارٹی کی اعلیٰ تنظیموں کی سرگرمیوں پر عام پارٹی ممبروں نے موثر قابو پایا اور سرگرم کارکنوں نے کام میں اہم حصہ ادا کرنا شروع کر دیا۔

مگر اس حقیقت کو بھی ہمیں نہ بھولنا چاہیئے کہ ہم زندگی کے حقیقی مطالبوں اور پارٹی طہیں اپنے لئے جو کام کئے ہیں ان کو اپنے سیاسی کام سے پوری طرح ہم پر نہیں کر پائے پارٹی تنظیموں کے کاموں میں ابھی تک غلطیاں اور کمزوریاں موجود ہیں جنہیں ہمیں تسلیم کرنا چاہیئے۔ پارٹی کی اندرونی زندگی میں ابھی تک ناپسندیدہ حتے کہ غیر صحت مند عادات بھی موجود ہیں جنہیں ہمیں جاننا، دیکھنا اور بے نقاب کرنا ضروری ہے تاکہ ہم انہیں ختم کر کے اُن پر پوری طرح قابو پا کر مزید ترقی کی طرف قدم بڑھا سکیں۔ یہ کمزوریاں، یہ غلطیاں اور ناپسندیدہ و غیر صحت مندانہ عادات کیا ہیں اور پارٹی کو ان کے بارے میں کیا کرنا چاہیئے۔

(۱) ابھی تک مکمل طور پر پارٹی تنظیموں کی کارکردگی میں تمام کمزوریوں کو، ناہمیوں اور وگوں کو منظر عام پر لانے اور ان غلطیوں پر قابو پانے کیلئے خود تنقید خصوصاً نچلی اکائیوں کی اعلیٰ اکائیوں پر تنقید پارٹی کا بنیادی طریقہ کار نہیں بنا

ہماری بعض پارٹی تنظیموں نے پارٹی اور ریاست کی زندگی کے لئے تنقید و خود تنقید کی اہمیت کو پورے طور پر محسوس نہیں کیا۔ ایسے واقعات دیکھنے میں آئے ہیں جہاں لوگوں کو تنقید کرنے کی وجہ سے نشانہ بنایا گیا اور انہیں سزائیں دی گئیں۔ ہمیں اب بھی ایسے ذمہ دار لوگوں سے سابقہ پڑتا ہے جو کہ پارٹی کے ساتھ اپنی وفاداری کے اظہار میں رطب اللسان ہیں مگر درحقیقت نیچے سے تنقید برداشت کرنے کی بالکل سکت نہیں رکھتے اور تنقید کرنے والے کو دباتے اس سے بدلہ لیتے ہیں۔ ہمیں بہت سے ایسے معاملات کا بھی علم ہے جن میں تنقید و خود تنقید کی طرف نوکر شاہانہ رویے نے پارٹی کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔ جس نے پارٹی کی نچلی اکائیوں کی پہل قدمی کے جذبے کو بری طرح کچلا ہے اور اس طرح پارٹی کے عام ممبروں میں پارٹی رہنماؤں کے وقار کو دھکا پہنچا ہے اور چند پارٹی اکائیوں کو پارٹی دشمن نوکر شاہانہ عادات کا روگ لگا ہے۔ یہ عادات پارٹی کی جانی دشمن ہیں۔

پارٹی ان حقائق کو نظر انداز نہیں کر سکتی۔ جہاں کہیں بھی تنقید و خود تنقید کو دبایا گیا وہاں عام پارٹی ممبروں کی پارٹی تنظیموں اور اداروں پر گرفت کمزور پڑ جاتی ہے وہاں نوکر شاہی اور انحطاط کے گھناؤنے اثرات ہی پیدا نہیں ہوتے بلکہ پارٹی ڈھانچے میں خرابیاں اور سڑاند ایک مستقل چیز بن جاتی ہے یقیناً ایسے واقعات کچھ اتنے زیادہ نہیں ۔ ہماری پارٹی پہلے سے بھی زیادہ مضبوط اور طاقتور ہے۔ ہماری پارٹی میں اس خطرناک روگ کو پھیلنے سے روکنے کا ضروری احساس موجود ہے اسی لئے پارٹی نے ہمیشہ بلا تاخیر

تنقید و خود تنقید کے ہتھیار کو استعمال کیا۔ اور اپنی کوتاہیوں کو کھلے بندوں ماننے اور جرأت سے ان کا اعلان کرنے لاف زنی، نوکر شاہی اور انحطاط کے ہر واضح اظہار پر سختی سے وار کرنے میں ذرا بھر جھجک نہیں دکھائی۔ پارٹی رہنماؤں کی عقلمندی قابلیت اور بالغ نظری کا ثبوت ہی یہ ہے کہ وہ خطرے کو اُس کے آغاز ہی میں محسوس کر لیں اور اُسے اِس حد تک بڑھنے کا موقعہ نہ دیں کہ وہ طاقت ور بن جائے۔

تنقید اور خود تنقید ہی پارٹی میں کمزوریوں، غلطیوں اور غیر صحت مندانہ اثرات کا مقابلہ کرنے کا آزمودہ کار ہتھیار ہے جو کہ پارٹی کی صحت کو برقرار رکھتا ہے۔ تنقید و خود تنقید سوویت ریاست و سوویت سماج کو کمزور نہیں بلکہ مضبوط بناتی ہے۔ یہی پارٹی کی لازوال طاقت کا ثبوت ہے۔

آج کے حالات میں خصوصاً نیچے سے تنقید اور خود تنقید کے جذبے کو جاندار بنانا بہت اہم ہے۔ پارٹی میں جو بھی تنقید کے جذبے کو ابھارنے میں سدِ راہ بنتا ہے اور تنقید کو دباتا اور تنقید کے جواب میں تنقید کرنے والے کو نشانہ بنا کر اسے سزا دیتا ہے وہ صریحاً پارٹی کا دشمن ہے، حقیقتاً جنگ میں فتح حاصل کرنے اور زمانہ بعد از جنگ کے معاشی میدان میں بہت عظیم کامیابیاں حاصل کرنے کی وجہ سے پارٹی کی معاشی اور دوسری تنظیموں کے کام کی طرف عام پارٹی ممبروں میں ایک غیر تنقیدی رویہ پرورش پا رہا ہے۔ یہ حقائق ہمیں بتلاتے ہیں کہ کامیابیوں کی وجہ سے ہمارے عام پارٹی ممبروں میں خود ستائی، اپنے کام پر مطمئن رہنے اور سب ٹھیک ہے سمجھنے کا غیر صحت مندانہ رجحان جنم لے رہا ہے عام لوگوں اور پارٹی ممبروں میں اپنی کامیابیوں پر تکیہ کیے رہنے اور اپنی پرانی خدمات کے سہارے زندہ رہنے

کی خواہش پرورش پارہی ہے۔ ایسے ذمہ دار کارکنوں کی کمی نہیں جو کہ یہ سوچتے ہیں کہ ہم سب کچھ کر سکتے ہیں کوئی چیز ہم سے بعید نہیں سب ٹھیک چل رہا ہے سو ہمیں اپنے کام کی خرابیوں اور غلطیوں کا پتہ چلانے اور اپنی تنظیموں میں ایسے ناپسندیدہ و غیر صحت مند رجحانات کے خلاف لڑنے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوتی"۔ ہماری پارٹی کے چند کارکنوں میں جو کہ پارٹی کے نقطہ نظر سے پوری طرح واقف اور تربیت یافتہ نہیں ایسے رجحانات پیدا ہو گئے ہیں جن کے نتائج بہت ہی خطرناک ہوں گے۔ پارٹی سوویٹ و معاشی تنظیموں کے راہنما اکثر اپنے تیز کام کرنے والے ممبروں اور ابتدائی اکائیوں کے اجلاس بلاتے ہیں جن میں وہ شیخی بگھارتے اور اپنے کو تھپکیاں دیتے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہمارے کام میں جو غلطیاں، کوتاہیاں، روگ اور کمزوریاں ہیں انہیں سامنے نہیں لایا جاتا انہیں تنقید کا نشانہ نہیں بنایا جاتا اور اس کا اثر یہ پڑتا ہے کہ خود ستائی تنگ خیالی اور اطمینان کے رویہ کو طاقت ملتی ہے اور ہماری پارٹی تنظیموں میں لاپرواہی کا جذبہ داخل ہوتا ہے۔ ایسے بہت سے واقعات ہیں جہاں پارٹی معاشی و سوویٹ تنظیموں کے منتظمین نے احتیاط و خبرداری کم کر دی۔ لیپ اور گرد کیا ہو رہا ہے اسے دیکھنے میں ناکام رہے۔ ایسے واقعات ہیں جہاں کہ پارٹی اور سوویٹ کے راز تک افشا ہوئے۔ کچھ ذمہ دار کارکن معاشی کاموں میں اس قدر مگن ہو جاتے ہیں اور کامیابیوں کی وجہ سے خود فریبی میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور یہ بھول جاتے ہیں کہ ہم ابھی بھی سرمایہ دارانہ گھیرے میں ہیں اور سوویٹ ریاست کے دشمن برابر اس کوشش میں ہیں کہ کسی نہ کسی طرح اپنے ایجنٹ ہمارے ملک میں داخل کر دیں

تاکہ سوویٹ سماج کے ناقابل اعتبار عناصر کو اپنی حبشیانہ سرگرمیوں کے لئے استعمال کر سکیں۔

اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا کام کامیابی سے آگے بڑھے تو ہمیں ان ناقابل اعتبار رجحانات کے خلاف سختی سے جدوجہد کرنی پڑے گی۔ پارٹی اور تمام سوویٹ شہریوں کو اپنی توجہ غلطیوں کو ختم کرنے کی طرف مرکوز کرنی پڑیگی۔ اس لئے وسیع پیمانے پر تنقید و خود تنقید خصوصاً نیچے سے اوپر تنقید کو ترقی دینے کی ضرورت ہے۔ عام محنت کشوں کا کام کی کوتاہیوں اور ہمارے سماج اور زندگیوں سے ناقابل اعتبار عادات کو دور کرنے کی جدوجہد میں عملی حصہ ہمارے سوویٹ سماج کے صحیح وحقیقی اور جمہوری کردار اور ہمارے سوویٹ شہریوں کے اعلیٰ سیاسی شعور کا زبردست ثبوت ہوگا۔ نیچے سے تعمیری تنقید ہمارے کروڑہا محنت کش عوام کی پہل قدمی ہمت و مستعدی کی غمازی کرے گی۔ ان کے سوویٹ ریاست کو مضبوط بنانے کے عزم کو ثابت کرے گی۔ نیچے سے تنقید و خود تنقید جتنی پھیلے گی اتنی ہی تیزی سے ہمارے عوام کی تعمیری طاقتیں اپنے کو آشکارا کریں گی اور عوام کا یہ شعور زیادہ مضبوط ہوگا کہ وہ خود اپنے ملک کے مالک ہیں۔

یہ سمجھنا بھی ایک غلطی ہوگی کہ نیچے سے تنقید خود بخود اپنے ہی آپ یکدم ترقی کریگی نیچے سے تنقید بھی پروان چڑھ سکتی ہے اور پھیل سکتی ہے جب ہر اُس شخص کو جو کہ آگے بڑھ کر تنقید کرتا ہے یقین ہو کہ اُس کام میں اُسے ہماری تنظیموں کی مدد حاصل ہوگی اور جن خرابیوں پر وہ انگلی رکھے گا وہ حقیقتاً دور کر دی جائیں گی۔ ہماری پارٹی تنظیموں اور پارٹی کارکنوں کو خصوصاً ہمارے راہنمائی کرنے والے کارکنوں کو

اس سلسلہ میں پہل کرنی چاہیئے اور تنقید کی طرف اپنے ایماندارانہ اور باشعور رویے کی مثالیں پیش کرنی چاہئیں۔ ہمارے تمام آگے بڑھے ہوئے رہنمائی کرنے والے ساتھیوں اور خصوصاً پارٹی کارکنوں کا یہ فرض ہے کہ وہ ایسے حالات پیدا کریں جن میں تمام ایماندار سوویٹ شہری جرأت و بیباکی کے ساتھ آگے بڑھ کر پارٹی تنظیموں اور سوویٹ اداروں کے کام کے نقائص کو بے نقاب کریں، تمام تنظیمیں، عام اجلاس، سرگرم کارکنوں کے اجلاس۔ ابتدائی اکائیوں کے اجلاس اور کانفرنسیں، کوتاہیوں پر جرأت مندانہ تنقید کا حقیقی اسٹیج بننی چاہیں۔

پارٹی، سوویٹ، معاشی و دوسری تنظیموں کے کام کے نقائص اور غیر صحت مندانہ رجحانات کو دور کرنے کا کام ہماری پارٹی کا معمول اور مسلسل کام بن جانا چاہیئے، ایک کمیونسٹ کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کام میں غیر صحت مندانہ رجحانات اور کوتاہیوں کے متعلق بالکل غیر جانبدار رہے چہ جائے کہ ان کوتاہیوں کو پارٹی سے چھپایا جائے اگر کسی بھی پارٹی تنظیم میں کام اس طرح نہیں ہو رہا جس طرح کہ ہونا چاہیئے، پارٹی اور ریاست کے مفاد پر چوٹ پڑ رہی ہے تو ہر پارٹی ممبر کا یہ فرض ہے کہ ایسے فعل کرنے والے کو چاہے وہ کوئی بھی کیوں نہ ہو اس کی ان کوتاہیوں کو اعلیٰ پارٹی اکائیوں کے سامنے لائے اُن کی توجہ اِن کوتاہیوں کی جانب مبذول کروائے چاہے کوتاہی کرنے والا مرکزی کمیٹی کا کوئی ممبر ہو یا مرکزی کمیٹی خود ہی کیوں نہ ہو، ہر کمیونسٹ کا یہ فرض اولیں ہے۔

ہمارے کچھ انتظامی کارکن یہ سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی ماتحت پارٹی مرکزی کمیٹی کے سامنے ان کی کوتاہیاں رکھے تو وہ اس کی رہنمائی کے کام میں مداخلت کرتا ہے

اس ۔ کے اختیار کو کم رہا ہے ۔ ایسے خطرناک اور انتہائی پارٹی دشمن رجحان کو یکسر ختم کر دینا چاہیئے ۔

پارٹی کا یہ فرض ہے کہ وسیع پیمانے پر تنقید و خود تنقید کو ابھارے اور اس کے راستے کی تمام رکاوٹیں دور کرے ۔ جتنا زیادہ ہم عوام کو اپنی کوتاہیاں دور کرنے کے کام میں لگائیں گے اور جتنے موثر طور پر ہماری تنظیموں کی سرگرمیاں نچلی اکائیوں کے قابو میں ہوں گی ۔ اتنی ہی تیزی سے ہم ہر میدان میں کامیابیوں کی طرف قدم بڑھا سکیں گے ۔

تنقید و خود تنقید کے نعرے پر یکساں عمل کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان تمام عناصر کے خلاف ثابت قدمی سے جد و جہد کی جائے جو کہ اس تنقید و خود تنقید کے عمل کو ابھارنے کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں وہ تمام لوگ جو کہ تنقید کے جواب میں تنقید کرنے والے کو نشانہ بنا کر اسے سزا دیتے ہیں ۔ اور وہ رہنمائی کرنے والے کارکن جو کہ تنقید و خود تنقید کو رواج نہیں دیتے ۔ وہ ہماری ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں ۔ وہ اس قدر پختہ کار نہیں کہ وہ رہنمائی کا کام سرانجام دے سکیں ۔ ایسے لوگ پارٹی کا اعتماد حاصل کرنے کے اہل نہیں ۔

(۲) پارٹی ۔ سوویٹ معاشی اور دیگر اداروں کے کارکنوں کے ایک حصے میں تاحال پارٹی اور ریاستی نظم و ضبط کمزور ہے ۔

ہماری رہنمائی کرنے والے کارکنوں میں تاحال کچھ ایسے کارکن بھی ہیں جو کہ پارٹی اور ریاست کے فیصلوں کو خالصتاً ظاہری طریقہ پر قبول کرتے ہیں ۔ ان فیصلوں

کو عمل میں لانے میں نہ ہی سرگرمی دکھاتے اور نہ ہی ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اگر ان کے کام میں کوئی نقص واقع ہو جائے جس سے کہ ملک کے مفاد کو نقصان پہنچے تو وہ ذرہ بھر بھی پریشان نہیں ہوتے۔ پارٹی اور ریاست کے فیصلوں کی طرف بظاہری روش اور ان کو عمل میں لانے میں یہ تساہل ایک ایسا عیب ہے جسے بے رحمی سے ختم کرنا چاہیئے۔ پارٹی کو ایسے ساکت یا غیر متحرک و غیر متعلق کارکنوں کی قطعی ضرورت نہیں جو کہ اپنے آرام کو کام کے مفاد پر ترجیح دیتے ہیں۔ پارٹی کو ایسے کارکنوں کی ضرورت ہے جو کہ پیہم سرگرمی وفاداری سے پارٹی و ریاستی احکام کو سرانجام دینے کی جدوجہد کریں اور ریاست کے مفاد کو سب چیزوں پر مقدم رکھیں

وہ رہنمائی کرنے والے کارکن جن کے تحت کئی کارخانے و ادارے ہیں اگر وہ ان کارخانوں و اداروں کی صحیح صورت حال کو پارٹی سے چھپائیں یا اپنے کام کے نتائج کو بڑھا چڑھا کر بیان کریں تو وہ پارٹی و ریاستی نظم و ضبط کی سب سے خطرناک اور پر عیب خلاف ورزی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ مرکزی کمیٹی وحکومت ایسے واقعات سے واقف ہے اور ان کو منظر عام پر لا چکی ہے جن میں کہ رہنمائی کرنے والے کارکنوں نے تنگ نظری سے کام لیتے ہوئے اپنے مقامی محکمانہ مفاد کو ریاست کے اعلیٰ عام مفاد پر ترجیح دی اور اپنے تحت اداروں کی بہتری کے پردے میں انہوں نے حکومت سے اپنے ٹھوس مادی ذرائعوں کو مخفی رکھا جو کہ پارٹی و ریاست کے قانون کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔ ہمیں ایسے تجارتی و تنظیمی کارکنوں کا بھی علم ہے، جنہوں نے پارٹی تنظیموں کی چشم پوشی کی وجہ سے بہت بڑھا چڑھا کر خام مال حاصل کرنے کے لئے درخواستیں دائر کیں اور ہم ان سے

بھی واقف ہیں جو کہ اپنے پیداواری منصوبوں کو بھی پورا نہیں کر رہے اور اپنے تحت اداروں کی رپورٹوں میں اپنی پیداوار کو بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں۔ ایسے بہت سے انتظامی کارکن موجود ہیں جو کہ یہ بھول جاتے ہیں کہ جو ادارے ان کے سپرد کئے گئے وہ ریاستی ادارے ہیں مگر وہ انہیں اپنی ذاتی جاگیر بنانے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ وہ جو چاہیں کر سکتے ہیں (ہنسی) دوسری خطرناک برائی یہ ہے کہ بہت سے انتظامی کارکن یہ سمجھتے ہیں کہ پارٹی نظم وضبط اور ریاستی قانون ان پر لاگو نہیں ہوتا۔ اور اس خیالِ خام میں مبتلا ہیں کہ ہمارا نظم وضبط دو طرح کا ہے۔ ایک عام ممبر کے لئے اور دوسرا رہنماؤں کے لئے۔ ایسے "رہنما" یہ خیال کرتے ہیں کہ انہیں کھلی چھٹی ہے اور انہیں ریاستی و پارٹی قوانین کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے بلکہ وہ سوویٹ قانون کو توڑ سکتے ہیں اور جو من مانا اقدام چاہیں اٹھا سکتے ہیں۔

پارٹی سچائی دیانداری کی طالب ہے وہ اس چیز کی طالب ہے کہ تمام پارٹی ممبر اور خصوصاً وہ جو کہ رہنمائی کی حیثیت پر فائز ہیں پارٹی اور ریاست کی طرف اپنے فرائض کو ثابت قدمی سے بجا لائیں۔ پارٹی ایسے لوگوں پر قطعی اعتبار نہیں کر سکتی جو کہ ریاست کے مفاد کے خلاف جائیں، جھوٹ بولیں، پارٹی و ریاست کو دھوکا دیں۔ پارٹی و ریاست کو کسی بھی شکل میں دھوکہ دینے والا چاہے وہ کوئی بھی کیوں نہ ہو۔ اور اپنی دھوکہ دہی کے لئے وہ حقائق کو چھپائے یا انہیں بڑھا چڑھا کر بیان کرے وہ پارٹی کے خلاف ایک سخت جرم کا مرتکب ہو رہا ہے۔ یہ وقت ہے کہ اس بات کو ذہن نشین کر لیا جائے کہ ہماری پارٹی کا ایک اور صرف ایک ہی نظم وضبط ہے

عام ممبروں اور رہنماؤں کے لئے یکساں۔ سوویت قوانین ہر سوویت شہری پر لاگو ہیں اور یکساں طور پر لاگو نہیں۔ چاہے وہ بڑا ہو یا چھوٹا۔ وہ رہنما جو کہ پارٹی اور ریاست کے فیصلوں کو شعوری طور پر عملی جامہ نہیں پہناتے اور جو غیر قانونی دشمن مانی حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں تو وہ یہ توقع ہرگز نہ رکھیں کہ ان کی حیثیت کا خیال رکھتے ہوئے ان کو کوئی رعائتیں دی جائیں گی۔

ہمیں پارٹی اور ریاست کے نظم وضبط کے خلاف ورزی کرنے والوں غیر ذمہ داری دکھانے والوں، ڈھیلا پن برتنے والوں۔ اور ظاہری طور پر پارٹی اور ریاست کے فیصلوں کو ماننے والوں کو فیصلہ کن طور پر ان کو ان حرکات سے باز رکھنا چاہیئے۔ ہمیں لگاتار متواتر کام کرنا چاہیئے تاکہ تمام کارکنوں کی ریاست و پارٹی کی طرف فرائض کی بجا آوری کو بڑھائیں۔ ہمیں بے رحمی سے جھوٹ اور راست بازی کی کمی کو دور کرنے کے لیئے اقدامات اٹھانے چاہئیں۔ اگر کوئی بھی پارٹی سے حقیقت کو چھپانے کی کوشش کرتا ہے یا پارٹی کو دھوکا دیتا ہے تو پارٹی کی صفوں میں اس کی کوئی جگہ نہیں۔

مادرِ وطن کے مفادات کی ثابت قدمی سے حفاظت اور سرگرمی و پیہم سرگرمی سے پارٹی اور ریاستی فیصلوں کی بجا آوری ہر پارٹی و ریاستی کارکن کا ابتدائی فرض ہے۔

(۳) تاحال عظیم لینن کی اس ہدایت کے تنظیمی کام کیلئے یہ نہایت ہی ضروری ہے کہ صحیح لوگوں کا انتخاب کیا جائے اور ان کی

کارکردگی کی برابر جانچ کی جائے پر تسلی بخش طریقے پر عمل نہیں کیا جا رہا :-

حقائق بتاتے ہیں کہ کارکنوں کا صحیح انتخاب اور ان کی کارکردگی کی جانچ تاحال پارٹی، سوویت، معاشی مرکزی و مقامی تنظیموں کی سرگرمیوں کی رہنمائی کرنے کا سب سے بڑا طریقہ نہیں بنا بلکہ یہ تنظیمیں ابھی اس طریق سے بہت دور ہیں۔

سوویٹ۔ معاشی و پارٹی تنظیموں کے عملی کام میں سب سے بڑا نقص جو کہ پوری گہرائی سے ان میں پیوست ہے کہ یہ تنظیمیں مرکزی پارٹی و خود اپنے فیصلوں پر پوری طرح عملی جامہ پہنانے کے ناقابل ہیں اور جب کہ ان ہدایات پر عمل بھی ہو رہا ہو تو ان میں اس کی صحیح دیکھ بھال کی اہلیت بھی بہت کم ہے۔ ہماری تنظیمیں و ادارے ضرورت سے زیادہ فیصلے لیتے ہیں، احکام و ہدایات جاری کرتے ہیں مگر انہیں اس کی رتی بھر بھی پرواہ نہیں کہ کیا ان احکامات و ہدایات پر عمل بھی ہو رہا ہے یا کہ نہیں۔ اور اگر ہو رہا ہے تو کیونکر چل رہا ہے حقیقت یہ ہے کہ اگر ان احکامات و ہدایات پر نوکرشاہی طریقوں سے نہیں بلکہ صحیح پوری طرح عمل ہو، پارٹی کی رہنمائی کرنے والی اعلیٰ اکائیوں کی ہدایات پر عمل کرنے میں بے ایمانی لاپرواہی و سب سے زیادہ خطرناک بے ہودہ قسم کی نوکرشاہی کا اظہار ہوتا ہے تجربہ ہمیں بتاتا ہے کہ اگر اچھے کارکن کو بھی خود اس کے اپنے طریقوں پر چھوڑ دیا جائے اور اس کی سرگرمیوں پہ قابو نہ رکھا جائے۔ ان کی جانچ نہ کی جائے تو آہستہ آہستہ

وہ بھی زوال پذیر ہو جاتا ہے۔ اور سخت رستم کا نوکر شاہ ضرورت سے زیادہ ضابطہ پرست حاکم بن جاتا ہے۔

پارٹی کا فرض ہے کہ قابو اور جانچ پڑتال کو پارٹی کے تمام رہنمائی کے نظام و تمام تنظیموں اور اداروں کے کام میں اوپر سے لے کر نیچے تک زیادہ سے زیادہ مضبوط بنا سکے۔ اس لئے ہمیں تمام تنظیموں و اداروں کے ناظموں کی ذاتی ذمہ داری کو بڑھانا چاہئے تاکہ وہ کام کی صحیح جانچ کر سکیں اور اس کو پورا کرنے اور پارٹی و حکومت کے فیصلوں کو عملی جامہ پہنانے کے کام کو بہتر طریقے پر ترتیب دے سکیں مرکز میں اور مقامی طور پر کنٹرول کرنے والے اور جانچ کرنے والے عملے کے کام کو بہتر بنایا جائے اور انہیں ایسے کارکن مہیا کئے جائیں جو کہ تجربہ کار اور سیاسی فراست کے مالک ہوں اور ثابت قدمی سے ریاست کے مفادات کی حفاظت کرنے کی اہلیت رکھتے ہوں۔ پارٹی کے قابو کو مضبوط بنانے حکومت کے فیصلوں کو پورا کروانے اور ان کی جانچ کرنے کے لئے پارٹی اکائیوں کی توجہ ان کاموں کی طرف دلانا اشد ضروری ہے۔ پارٹی کے رہنمائی کرنے والی اکائیوں کا فرض ہے کہ وہ پارٹی ٹریڈ یونین کمسومول (نوجوانوں کی تنظیم) اور مقامی سوویٹوں کے سرگرم کارکنوں کی امداد حاصل کریں۔ انہیں اس کام میں شریک کریں۔ صرف جانچ اور کام پورا کروانے کے لئے اوپر سے پارٹی اور غیر پارٹی عوام کو نیچے سے جانچ کرنے کے کام کو اکٹھا کر کے ہی ہم تنظیموں اور اداروں کے کام کی خرابیوں کو فوری طور پر دور کر سکتے ہیں اور ایک ایسی فضا پیدا کر سکتے ہیں جس میں کہ فیصلوں اور ہدایتوں پر تیزی سے صحیح طریقے پر سچے بالشویک طریقہ سے عمل ہو

پارٹی اور ریاست کی رہنمائی کے لئے سب سے فیصلہ کن عنصر اشخاص ہیں۔ اگر اشخاص کا چناؤ صحیح طور پر نہیں کیا جاتا اور انہیں صحیح تربیت نہیں دی جاتی تو پارٹی کی سیاسی حکمت عملی پر موثر طور پر عمل نہیں کروایا جا سکتا۔ کارکنوں کا چناؤ کرتے وقت سب سے اہم چیز جو پیش نظر رکھنی چاہیئے وہ یہ ہے کہ عملہ کی ماہیت کو زیادہ سے زیادہ بہتر بنایا جائے۔ پارٹی ریاستی و معاشی تنظیموں میں ایسے کارکنوں کا اضافہ کیا جائے جو کہ پارٹی اور ریاست کے مفاد کے ساتھ کامل وفاداری رکھتے ہوں جو کہ کام کو پوری طرح سمجھتے ہوں اور اسے ترقی دینے کی قابلیت رکھتے ہوں۔

پارٹی کی کوششوں سے ہم انتظامی عملے کی ہئیت ترکیبی کو بہت حد تک بہتر بنا چکے ہیں مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انتظامی عملے کی ماہیت کو بہتر بنانے کا ہمارا یہ کام مکمل ہو چکا ہے۔ آج جب کہ معیشت کی تمام شاخوں کو جدید اوزار مہیا کئے جا چکے ہیں اور سوویٹ عوام کا تہذیبی معیار بہت بڑھ چکا ہے۔ سو انتظامی کارکنوں سے جس قسم کی شرط قابلیت کی توقع ہے اس کا معیار آگے سے بہت اونچا ہے۔ صنعت و زراعت، پارٹی و ریاست کی رہنمائی پڑھے لکھے لوگوں کے ہاتھ میں دینی چاہیئے۔ ایسے لوگوں کے ہاتھ میں جو کہ اپنے کام کو پوری طرح سمجھتے ہو۔ جو کہ کام میں نئی زندگی پھونکنے کی قابلیت رکھتے ہوں جو کہ ہر آگے بڑھی ہوئی ترقی پسند چیز کو تعمیری طریقوں پر مزید آگے بڑھانے کی قابلیت رکھتے ہوں۔ اس کے لئے تمام مناسب مواقع موجود ہیں، کیونکہ جس ذخیرے سے ایسی قابلیت رکھنے والے انتظامی کارکن حاصل

کیے جا سکتے ہیں وہ بہت وسیع ہے اور ان کے لئے پہلے سے بھی زیادہ وسیع تر ترقی کے مواقع موجود ہیں۔

انتظامی عملے کی ہیئت ترکیبی میں مزید ترقی کا انحصار بنیادی طور پر اس چیز میں ہے کہ کارکنوں کے چناؤ اور ان کی پرکھ کے لئے صحیح تنظیم کی جائے اور اس کے لئے سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ کارکنوں کے کام کی پڑتال کرتے وقت ان کی کوتاہیوں، نقائص وغیر معمولی پن کو دور کیا جائے، یہ کوتاہیاں کثیر تعداد میں موجود ہیں۔

بڑی کوتاہی تو یہ ہے کہ ہمارے چند منتظم کارکنوں کے چناؤ میں ان کی سیاسی یا تجارتی قابلیت کو پیش نظر نہیں رکھتے بلکہ اس چناؤ میں رشتہ داریوں دوستیوں اور قصبہ پرستی کو بہت دخل ہے اکثر اوقات ایسے لوگ جو کہ ایماندار اور قابل ہیں اور جو کوتاہیوں کو قطعی برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں اور اس وجہ سے وہ انتظامی کارکنوں کے لئے پریشانی کا باعث ہوتے ہیں۔ انہیں مختلف حیلوں، بہانوں سے علیحدہ کر دیا جاتا ہے اور ان کی جگہ غیر معتبر لوگوں کو دے دی جاتی ہے۔ غرضیکہ ایسے لوگوں کو جو کہ اس کام کرنے کے لئے بالکل غیر موزوں ہوتے ہیں مگر فرمانبردار اور خوشامدی ہونے کی وجہ سے وہ چند انتظامی کارکنوں کو پسند ہوتے ہیں۔ لوگوں کے چناؤ اور ان کی ترقی کے معاملہ میں پارٹی کی حکمت عملی کو اس طرح توڑنے مروڑنے کی وجہ سے چند تنظیموں میں ایسے قریبی درباری قسم کے لوگ موجود ہیں جو کہ ایک دوسرے کے لئے ایسی حفاظتی سوسائٹی بن جاتے ہیں، یہ لوگ اپنے گروہوں کے مفاد کو پارٹی اور

ریاست کے مفاد سے ہمیشہ اونچا رکھتے ہیں اور اس صورت حال کا لازمی نتیجہ پستی ہوتا ہے۔ یہی حال ULYANOVSK پارٹی تنظیم کا ہوا۔ جہاں کہ رہنمائی کرنے والی علاقائی تنظیم کے معاشی، پارٹی اور ریاستی کارکنوں کا ایک حصہ اخلاقی طور پر اتنا پست ہو گیا کہ اس نے سٹہ کھیلنا شروع کر دیا اور ریاست کی جائداد کو بری طرح خرچ کیا اور اس کی چوری کرنی شروع کر دی۔

پارٹی کے انتظامی عملے کی ہیئت ترکیبی کی مزید ترقی کی راہ میں کارکنوں کے چناؤ میں نوکر شاہی کا سرخ فیتے والا رویہ بھی بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ بسا اوقات سوال ناموں اور رسمی سندوں کے زور پر ہی کارکنوں کا چناؤ کر لیا جاتا ہے۔ کارکنوں کے چناؤ کرتے وقت امیدوار کی تجارتی و سیاسی قابلیت کی پوری چھان بین اور اس کارکن کے بارے میں پوری تسلی نہیں کی جاتی۔ کارکنوں کے چناؤ میں ایک اور خطرناک نقصان دہ طریقہ بھی جڑ پکڑ چکا ہے کہ امیدوار کے چناؤ کی منظوری دینے اور اسے کام پر رکھنے کے وقت ابتدائی ذاتی ملاقات بھی ضروری نہیں سمجھی جاتی۔ قدرتی طور پر کارکنوں کے چناؤ میں اس رسمی اور نوکر شاہی طریقے سے صحیح طور پر فیصلہ نہیں کیا جا سکتا کہ امیدوار کی جس کام کے لئے سفارش کی جا رہی ہے آیا وہ اس کام کو نبھانے کی قابلیت بھی رکھتا ہے جب تک کہ امیدوار کی لیاقت یا کمزوریوں کا پتہ نہ چلا لیا جائے۔ یہ جانچنا ناممکن ہے کہ کسی ساتھی پر مقرر کرنے سے وہ اپنی تمام تر قابلیتوں کو پوری طرح بروئے کار لا سکے گا۔

اوپر سے لے کر نیچے تک پارٹی اکائیوں کا یہ فرض ہے کہ کارکنوں کے چناؤ اور انہیں کام تفویض کرنے کے لئے جو اصول پارٹی کی طرف سے مقرر کئے گئے

ہیں ان پر سختی سے عمل کروائیں۔ کارکنوں کے چناؤ اور ان کی تعلیم میں جہاں کہیں بھی نسلی رشتوں، آپسی دوستیوں، دلچسپیوں یا نوکرشاہی طریقہ کار برتا جاتا ہے اسے سختی سے ختم کریں اور اس کے خلاف سخت جد وجہد کریں۔ کارکنوں کے چناؤ، ان کی تعلیم کے سوال پر پارٹی اکائیوں کی سوچ کو ترقی دے کر اعلیٰ اسطح پر لایا جائے اور سوویٹ حکومتی اداروں و معاشی تنظیموں میں یہ کام کیوں کر سرانجام پارہا ہے، اس پر پارٹی کا قابو مضبوط بنایا جائے۔

ہمیں پوری توجہ سے یہ دیکھنا چاہیئے کہ پارٹی مرکزی و مقامی اکائیوں، سوویٹ حکومتی و معاشی تنظیموں کی رہنمایانہ سرگرمیوں کے لئے سب سے ضروری اور اہم چیز کارکنوں کا صحیح چناؤ اور ان کے کام کی صحیح و حقیقی جانچ پڑتال ہی ہے۔

ہمیں یہ ہرگز نہیں بھولنا چاہیئے کہ جانچ پڑتال وکارکردگی کی تکمیل کا ابتدائی مقصد کام کی کوتاہیوں کو بے نقاب کرنا ہے۔ جہاں کہیں بھی قانون کی خلاف ورزی کی جاتی ہے اسے بے دردی سے ننگا کیا جائے اور ایماندار منتظموں کو تجویزیں دے کر ان کے کام کو بہتر بنانے میں ان کی مدد کی جائے اور جو غلطیوں سے باز نہیں آتے انہیں سزا دی جائے۔ اس طرح فیصلوں پر مکمل عمل کروانے کی راہ ہموار کی جائے۔ انہیں تجربے میں پرکھا جائے۔ اس کی بنیاد پر جو کام مقرر کیئے گئے ہیں انہیں خوش اسلوبی، فائدہ مندی و بچت کر کے پورا کروایا جائے ہمیں کارکردگی کی تکمیل اور کارکنوں کی جانچ پڑتال میں نوکرشاہی طریقے کو قطعی برداشت نہیں کرنا چاہیئے۔ ہمیں اپنے غلط فیصلوں میں ترمیم کرنے اگر وہ غلط اور پوری طرح قابل عمل نہ ہوں تو انہیں واپس لینے میں ذرہ بھر جھجک نہیں دکھانی

چاہیئے۔ جانچ پڑتال، کارکردگی کی تکمیل کا کام اور کارکنوں کے چناؤ میں کام کی غلطیوں کو دور کرنے کا کام آپس میں پوری طرح بندھا ہوا ہے۔ انہیں ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ اگر جانچ پڑتال کے دوران میں یہ ضرورت پیش آئے تو ناتسلی بخش ناقابل رجعت پسند فرض ناشناس منتظم کو برخاست کر دیا جائے۔ اور اس کی جگہ قابل، موزوں۔ ترقی پسند و ایماندار منتظم کو لگایا جائے۔ ایسا کرنے سے جانچ اور کارکردگی کی تکمیل کے کام کے دوران میں نئے نئے قابل لوگوں کی ترقی میں مدد ملے گی۔ ایسے لوگوں کو ترقی دینا ضروری ہے جو کہ کام کو آگے بڑھانے کی قابلیت رکھتے ہیں اور جو کہ ریاست کے مفاد کی حفاظت کی لگن رکھتے ہیں۔

(۴) بہت سی پارٹی اکائیاں نظری کام پر پوری توجہ نہیں دیتیں اس کی اہمیت کو گھٹا کر دیکھتی ہیں۔ نتیجتہً وہ پارٹی ضرورتوں کو پورا نہیں کر پاتیں اسی وجہ سے بہت سی تنظیمیں بے توجہی کا شکار ہیں

نظری تعلیم پارٹی کا بنیادی فرض ہے اس کی اہمیت کو گھٹانا اس کا پورا اندازہ نہ کرنا پارٹی اور ریاست کے مفاد کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا سکتا ہے۔ ہمیں ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ اگر اشتراکی نظریئے کا اثر کمزور ہوتا ہے تو سرمایہ دارانہ نظریئے کے اثر میں اضافہ ہوگا۔

سوویٹ سماج میں سرمایہ دارانہ نظریئے کے غلبہ پانے کی کوئی طبقاتی بنیاد

نہیں ہو سکتی اور نہ ہی اس کے لئے کوئی طبقاتی بنیاد موجود ہے۔ اشتراکی نظریۂ حیات ہمارے ملک پر پوری طرح غالب ہے۔ مارکسزم اور لینین ازم اس اشتراکی نظریئے کی ناقابل شکست بنیاد ہے لیکن ابھی تک ذاتی املاک کے سرمایہ دارانہ نظریے کی اخلاقیات و عقلیات کی بچی کھچی علامات باقی ہیں۔ یہ باقیات خود بخود اپنے ہی آپ نہیں مرجایا کرتیں یہ بہت سخت جان ہیں اور اپنے اثر کو مضبوط بنا سکتی ہیں سو ان کے خلاف پُر عزم جد و جہد کرنا بہت ضروری ہے۔ نہ ہی ہم اجنبی نظریات کے دخول سے پوری طرح محفوظ ہو چکے ہیں۔ سرمایہ دارانہ ملکوں یا خود ہمارے سماج کے اندر سے یہ اجنبی خیالات و جذبات پروان چڑھ سکتے ہیں۔ یہ اجنبی خیالات ان لوگوں کے گروہوں کے ذریعہ بڑھ سکتے ہیں جو کہ سوویٹ ریاست سے دشمنی رکھتے ہیں۔ اور جن کا پارٹی ابھی تک مکمل خاتمہ نہیں کر پائی۔ ہمیں یہ ہرگز ایک لمحہ بھر کے لئے بھی نہیں بھولنا چاہیئے کہ سوویٹ یونین کے دشمن ہمارے سماج کے غیر مستقل و ڈھل مل یقین حصوں کو اپنے غیر صحت مندانہ نظریات و جذبات سے ملوث کر سکتے ہیں۔ ہمارے یہ دشمن ان خیالات و جذبات کی پرورش کرنے انہیں ہوا دینے کی سرگرمیوں میں مشغول ہیں۔

ہماری چند پارٹی اکائیاں اپنی تمام تر توجہ معاشی معاملات کی طرف مبذول کر دیتی اور نظریاتی چیزوں کو نظر انداز کر دیتی ہیں یا انہیں پس پشت ڈال دیتی ہیں۔ حتیٰ کہ پارٹی کی آگے بڑھی ہوئی اکائیاں جیسے کہ ماسکو کی پارٹی تنظیم بھی اس نظری کام کی طرف توجہ نہیں دے رہی جب کبھی بھی نظریاتی سوالوں پر پوری طرح توجہ نہیں دی جاتی اسی وقت مخالف رجحانات کو پرورش پانے نئی زندگی حاصل

کرنے کے لیئے اچھی موافق زمین مل جاتی ہے۔ اگر پارٹی تنظیمیں نظریاتی کام کسی بھی وجہ سے نظر انداز کرتی ہیں۔ اگر کوئی ایسے بھی حلقے موجود ہیں جہاں پارٹی رہنماؤں کا اثر کم ہوا ہے اجنبی عناصر اور ان مخالف لینن گروہوں کی اقیات جنہیں کے پارٹی تباہ کر چکی ہے۔ ان حلقوں پر اپنا اثر جمانے ان میں اپنی حکمت عملی کو ترقی دینے اور انہیں اپنی حکمت عملی کے مطابق استعمال کرنے کی کوشش کریں گے۔ وہ ان ہر قسم کے مخالف مارکسی نظریات ورجحانات کو زندہ کرنے ایسے رجحانات کی ترویج کرنے اور ایسے رجحانات کو پھیلانے کی کوشش کریں گے۔ نظریاتی کام کی اہمیت کو نظر انداز کرنے کی بڑی وجہ اس حقیقت پر مبنی ہے کہ ہمارے رہنمائی کرنے والے کارکنوں کا ایک حصہ اپنی سیاسی سوچ کی سطح کو بڑھانے اپنے مارکسزم ولینن ازم کے علم کو ترقی دینے اور پارٹی کے تاریخی تجربات کی روشنی میں اپنے نظریات میں وسعت پیدا کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ ان چیزوں کے بغیر مکمل اور بالغ نظر راہنما بننا ناممکن ہے جس کسی کی بھی نظریاتی وسیاسی ترقی رک جاتی ہے اور وہ اس میدان میں پیچھے رہ جاتا ہے۔ اور جو کوئی بھی رٹے ہوئے فارمولو پر تکیہ کرتا ہے اور نئی جنم لیتی ہوئی چیزوں کو محسوس کرنے کی طاقت اپنے آپ میں نہیں پاتا اور جو داخلی وخارجی حالات کو سمجھنے سے قاصر ہے وہ تحریک کی رہنمائی کرنے والی صفوں میں رہنے کے قابل ہی نہیں بلکہ اس کے مستحق بھی نہیں۔ اور جلد ہی زندگی کے تلخ حقائق اسے ان صفوں سے باہر نکال پھینکیں گے رد کر دیں گے۔ صرف ایسے رہنما ہی پارٹی کے کام کی سطح تک پہنچ سکتے ہیں جو کہ مسلسل اپنے علم کو ترقی دینے کی کوشش کرتے ہیں جو کہ تخلیقی طور پر مارکسزم و

لینن ازم پر قابو پاتے ہیں اور جو اپنے اندر لیننی و سٹالنی رہنمائی کی خاصیتوں کو تربیت دیتے اور ان میں مہارت حاصل کرتے ہیں۔

پارٹی اکائیاں اپنے ممبروں اور امیدوار ممبروں کی سیاسی و نظریاتی تعلیم کی طرف بہت کم توجہ دے رہی ہیں، وہ ان کی مارکسی لیننی نظریئے کی تعلیم کی خاطر خواہ تنظیم اور اس پر پورا قابو نہیں رکھتیں۔ نتیجتہً بہت سے کمیونسٹوں کا مارکسزم ولینن ازم کا علم بہت کمزور رہے۔ پارٹی ممبروں۔ امیدوار ممبروں کو یہ لازم ہے کہ مسلسل اپنے سیاسی علم کو بڑھاتے رہیں۔ اگر وہ زندگی کے تمام شعبوں میں اپنی کارکردگی کو موثر طور پر زندگی کا سب سے اہم عنصر ہونے کی حیثیت سے سرانجام دینا چاہتے ہیں، اگر پارٹی کو عوام کے جذبۂ عمل کو اونچی سطح پر لانا اور پارٹی تنظیموں کے کام کو بہتر بنانا مقصود ہے تو ہمیں اپنی نظریاتی تعلیم کی طرف پوری توجہ دینی چاہیئے۔

نظری کاموں میں ناکافی رہنمائی کے سبب اور ان کی ہیئت پر پورا قابو نہ ہونے کی وجہ سے ہمیں اکثر اپنی کتب، اخبارات، رسائل اور دوسرے نظری و سائنسی اداروں کی کارکردگی میں شدید غلطیاں دکھائی دیتی ہیں، وہاں چیزوں کو بگاڑ کر پیش کیا جاتا ہے۔ پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے سائنسی اداروں اور ان کی شاخوں میں آرام پسند عادات اور سوویٹ عوام کی مخالف روایات پر نکتہ چینی کی ہے۔ اس مداخلت نے ذاتی علیحدگی، تنقید کو برداشت نہ کرنے کے رجحانات، چیزوں کو بگاڑ کر بیہودگی سے پیش کرنے کے سرمایہ دارانہ نظریات کو بری طرح بے نقاب کیا ہے۔

فلسفہ، بیالوجی۔ فزیالوجی۔ لسانیات و معاشیات پر مباحثہ کے دوران

ہیں ان سائنسوں کے مختلف حصوں کی شدید قسم کی کمزوریاں سامنے آئیں ۔ ان مباحث ہیں تنقید سے خیالات کا ٹکراؤ پیدا ہوا اور اس طرح سائنسی سوچ کو ترقی دینے میں ان مباحث نے بہت ہی اہم حصہ ادا کیا۔ سائنس کے مختلف حصوں میں جو ارکیسچو طرز چھایا ہوا تھا اس کا خاتمہ ہوا۔ اگرچہ سائنس کی اور بہت سی شاخوں میں ہم ابھی تک مختلف سائنس دانوں کے گروہوں کی اجارہ داری کو مکمل طور پر ختم نہیں کر پائے جو کہ تازہ اور بڑھتی ہوئی نئی قوتوں کی راہ میں حائل ہیں جو کہ اپنے کو تنقید سے بچانے کے لئے مختلف سہارے لیتے اور پردے بناتے ہیں۔ اور سائنسی سوالوں کو انتظامی احکامات کے زور پر حل کرنا چاہتے ہیں۔ سائنس کبھی بھی ایک دوسرے کی ناجائز طور پر پیٹھ ٹھونکنے اور غلطیوں کو دبانے کی مقدر فضا میں ترقی نہیں کر سکتی اور نہ ہی پروان چڑھ سکتی ہے اور جب کبھی بھی چند سائنس دان گروہ بندی کر کے اپنا اجارہ قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو اس کا نتیجہ لازماً غیر سائنسی زوال پذیری اور ٹھہراؤ میں ظاہر ہوتا ہے۔

پارٹی کا نظریاتی کام لوگوں کے ذہنوں سے سرمایہ دارانہ طریقہ سوچ کی باقیات کو نکالنے ان خطرناک روایات اور شکوک کو ختم کرنے کے لئے جو کہ ہمیں پرانے سماج سے ورثہ میں ملے ہیں بہت ہی اہم حصہ ادا کرتا ہے۔ ہمیں اپنے عوام میں سماجی فرائض کی ادائیگی کے اعلٰے جذبہ کو مسلسل ابھارتے رہنا چاہیئے۔ ہمیں اپنے مزدوروں کو سوویٹ حب الوطنی۔ قوموں کے بھائی چارے۔ اور ریاست کے مفاد کے لئے لگن کے جذبہ میں تعلیم دیتے رہنا چاہیئے۔ ہمیں سوویٹ عوام کے ان زبردست خصائل کو مضبوط بناتے رہنا چاہیئے اور ان میں اپنے مقصد کی کامیابی میں کامل اعتماد اور

مشکلات پر قابو پانے کے لئے ہمیشہ کمربستہ رہنے کے جذبے کو ابھارتے اور بڑھاتے رہنا چاہیئے۔

پارٹی تنظیموں کا یہ اولیں فرض ہے کہ وہ نظری کام کی اہمیت کو کم کرنے کے نقصان رساں عمل کو یکسر ختم کردیں اور اس نظری تعلیم کے کام کو تمام پارٹی و سیاسی حلقوں میں پورے طور پر اور بہت بڑے پیمانے پر بڑھائیں۔ ہمیں مارکسزم کے خلاف تمام اجنبی نظریات کے ذرہ بھر اظہار کو بھرپور طور پر سختی سے بلاجھجک بے نقاب کرتے رہنا چاہیئے۔ ہمیں اشتراکی تہذیب و تمدن، ادب، سائنس و آرٹ کی سربلندی اور اسے کامل بنانے و ترقی دینے کی ہر ممکن کوشش کرتے رہنا چاہیئے اور اس مقصد کے لئے ہمیں اپنے سیاسی و نظریاتی اثر کو پوری طرح بروئے کار لانا چاہئے۔ پراپیگنڈے، ایجی ٹیشن و اخبارات کے ذریعہ ہمیں کمیونسٹوں کی نظریاتی تعلیم کو بلند کرنے اور مزدوروں، کسانوں، دانشوروں کی سیاسی خبرداری و شعور کو بڑھانے کی ہر ممکن سعی کرنی چاہیئے۔ ہمارے ہر چھوٹے بڑے کارکن کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے نظری عمل کو بہتر بنائیں۔ اور پارٹی کے وسیع تجربے کو اپنے میں پوری طرح سمو لیں تاکہ وہ ترقی کی راہ میں پیچھے نہ رہ جائیں اور اپنے اندر پارٹی کے تمام کاموں کی بجا آوری کی پوری استقامت رکھتے ہوں۔ پارٹی اکائیوں کو پارٹی ممبروں اور امیدوار ممبروں کے نظریاتی شعور کو مکمل کرنے کی مسلسل کوشش کرنی چاہیئے۔ انہیں مارکسزم و لینن ازم کی کٹھالی میں ڈال کر سیاسی طور پر تعلیم یافتہ و روشن خیال کمیونسٹ بنانے کی تربیت دینا چاہئے۔

× × × × ×

پارٹی کو مضبوط بنانے کے لئے ہم پر مندرجہ فرائض عاید ہوتے ہیں :-

(۱) ہمیں صرف پارٹی ممبروں کی تعداد بڑھانے کی طرف ہی دھیان نہیں دینا چاہیئے بلکہ ہمیں پارٹی کارکنوں کے کام کی صلاحیت کو بہتر بنانے پارٹی ممبروں اور امیدوار ممبروں کے سیاسی شعور کی سطح کو بلند کرنے اور انکی مارکسی تربیت کی طرف اپنی تمام تر توجہ لگانی چاہیئے ہمیں کمیونسٹوں کی سیاسی کارکردگی کو بہتر بنانا اور ان کی قابلیت کو بڑھانا ہے۔ ہمیں پارٹی ممبروں کو پارٹی کی حکمت عملی پوری طرح عمل میں لانے والا کٹر مجاہد بنانا ہے۔ ایک ایسے مجاہد جو کہ کوتاہیوں کو بالکل برداشت نہ کریں اور انہیں دور کرنے کی لگاتار کوشش کی قابلیت رکھتے ہوں۔ ہمیں ٹریڈ یونینوں اور کمسومول (سوویت نوجوانوں کی تنظیم) کی کارکردگی کو بہتر اور جامع بنانا ہے اور ان کے ذریعے عوام سے اپنے رشتوں کو مضبوط سے مضبوط تر بنانا ہے ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ہماری پارٹی کی طاقت اور ناقابل تسخیر ہونے کا راز عوام سے ہمارا گہرا قریبی اور نہ ٹوٹنے والا رشتہ ہی ہے۔

(۲) خود لستی کامیابیوں پر حد درجہ نازاں ہونے خالی شیخی بگھارنے اور کامیابیوں کیوجہ سے سست ہو جانے کے رجحانات ہمیں زک پہنچاتے ہیں اور ہمارے مقصد کے لئے سخت خطرناک ہیں ہمیں جرأت اور فیصلہ کن طریق پر اپنی کوتاہیوں اپنے کام کے نقائص کو سامنے لانا چاہیئے اور انہیں دور کرنا چاہیئے) ہمیں پارٹی میں جمہوریت کو رواج دینا چاہیئے ہمیں وسیع پیمانے پر تنقید و خود تنقید نیچے سے تنقید کو ابھارنا چاہیئے اور ہمیں ہر ایماندار سوویت شہری کے لئے یہ ممکن بنانا ہے کہ وہ جرأت بیباکی اور بلا کسی خوف کے ہماری تنظیموں اور اداروں کی کارکردگی کے نقائص پر تنقید کر سکے ہمیں تنقید کرنے والے کو نشانہ بنانے اور سزا دینے کی ہر کوشش کے خلاف سختی سے جدوجہد کرنی چاہیئے ہمیں پارٹی و ریاستی نظم و ضبط پر پوری

طرح عمل کروانا اور پارٹی و ریاست کے فیصلوں کی طرف سطحی رویے کے ہر نشان کو سختی سے ختم کرنا چاہیے اور نظم و ضبط میں لاپرواہی برتنے والوں اور ریاست کے مفادات کی خلاف ورزی کرنے والوں سے جرأت مندانہ فیصلہ کن جدوجہد کرنی چاہیے۔

(۳) ہمیں پارٹی کی رہنمائی کرنے والی تنظیموں کے کارکنوں کے صحیح چناؤ، انہیں کام تفویض کرنے اور ان کی تربیت کرنے کے لئے پارٹی نے جو اصول وضع کئے ہیں ان پر سختی سے عمل کرنا چاہیے۔ ہمیں ان اصولوں کو توڑنے والوں کے خلاف بے خوفی سے سخت و زبردست جدوجہد کرنی چاہیے، کارکنوں کے چناؤ میں نوکرشاہی کے طریقہ کار کا سختی سے ختم کرنا انتظامی عملے کی اہلیت و کارکردگی کو بہتر بنانا، ایسے لوگوں کو جو پارٹی و ریاست کے مفادات سے پوری وفاداری رکھتے ہیں، ایسے کارکنوں کو جو کہ اپنے کام کو بخوبی سمجھتے اور اسے مزید ترقی دینے کی قابلیت رکھتے ہیں، کو ترقی دینا چاہیے، نا قابل، غیر مستقل، رجعت پسند اور بے شعور منتظموں کو پارٹی اور اپنی دیگر تنظیموں سے علیحدہ کر دینا چاہیے، ہمیں اوپر سے لیکر نیچے تک رہنماؤں پر قابو رکھنا چاہیے۔ ان کی کارکردگی کی جانچ پڑتال کرنی چاہیے۔

ہمیں تمام تنظیموں و اداروں کے ڈائریکٹروں کی کارکردگی کی جانچ پڑتال اور پارٹی و ریاست کے فیصلوں کو پورا کر دلانے کا ذمہ دار ٹھہرانا چاہیے انہیں اس کا جواب دہ بنانا چاہیے ہمیں اوپر سے کارکردگی کو پورا کرنے اور نیچے سے پارٹی و غیر پارٹی کی جانچ پڑتال کو آپس میں پوری طرح مربوط کرنا چاہیے۔ ہمیں پارٹی سوویٹ اور معاشی مرکزی و مقامی تنظیموں کے ہر بنیادی عنصر کارکنوں کا صحیح چناؤ اور ان کی کارکردگی کی جانچ پڑتال ہی کو بنانا چاہیے

(۴) ہمیں نظریاتی کام کی اہمیت کو گھٹانے معتدل رویے، نظری غلطیوں اور کسی چیز کے بگڑنے

کی طرف لاتعلقی کے رجحان کا سختی سے سدباب کرنا چاہیئے منصوبے کے تحت کارکنوں کی نظری وسیاسی تربیت کے کام کو مکمل کرنا اور بہتر بنانا چاہیئے۔ ہمیں سوویٹ شہریوں کی اشتمالی تعلیم کیلئے تمام نظری اثر ڈالنے کے ذرائع۔ پراپیگنڈہ ایجی ٹیشن و پریس کو پوری طرح استعمال میں لانا چاہیئے۔ ہمیں سائنسی کاموں کی تنقید و آپسی نظری مباحث کو نئی زندگی بخش کر سوویٹ سائنس کو اونچی سطح پر لے جانا چاہیئے۔ ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ صرف اسی طریقے کو عمل میں لاکر ہم سوویٹ سائنس کو اپنا مقصد یعنی دنیا کی سائنس کا ہراول دستہ بنے کے فرائض پورا کرنے میں مدد دے سکتے ہیں۔

(۵) ہمیں اپنی آنکھوں کی طرح پارٹی کے لینینی اتحاد کی حفاظت کرنی چاہیئے جو کہ پارٹی کی طاقت اور ناقابل تسخیر ہونے کا سرچشمہ ہے (زور دار اور طویل تالیاں)

× × × × × × ×

رفقا ہمارے دور میں مارکس۔ اینگلز۔ لینین وسٹالن کی عظیم تعلیمات تمام انسانیت کیلئے روشنی کے مینار کی حیثیت رکھتی ہیں، ایک ایسے مینار نور کی جو کہ بین الاقوامی تہذیب کی ترقی کے راہ کو منور کررہا ہے۔ ہماری پارٹی کی طاقت کا راز یہ ہے کہ اس کی کارکردگی کی رہنمائی، مارکسی، لینینی نظریہ کررہا ہے اور اسکی حکمت عملی کی بنیاد سماجی ترقی کے سائنسی قوانین کا علم ہے۔

ہمارے معلموں لینین اسٹالن کی عظمت اسی میں ہے کہ وہ مارکسزم کے نظری اصولوں کی انتہاء گہرائیوں تک پہنچے۔ اور انہوں نے اس کے جدلی طریقے میں پوری دسترس حاصل کی۔ انہوں نے کمال خوبی وفہم سے مارکسی نظریئے کو ترقی دی۔ اسے بگاڑنے والوں کی تمام کوششوں کو منہ توڑ جواب دیا اور مارکسزم کے جھنڈے کو ہمیشہ بلند رکھا انہوں نے مسلسل

تاریخ کے ہر نئے موڑ پر مارکس ازم کو اس دور کے ٹھوس حقائق پر عملی طور پر لاگو کیا۔ مارکس ازم کو اس دور کے ساتھ جوڑا۔ انہوں نے مارکس و انیگلز کی تعلیمات کے اس رخ کو روز روشن کی طرح عیاں کیا کہ مارکسزم ایک بے جان اصول یا کلیہ نہیں بلکہ عمل کی راہ پر ڈالنے والا جاندار راہنما ہے۔

کامریڈ سٹالن نے مارکسی و لینینی نظریئے پر دسترس حاصل کرنے کیلئے بے پناہ محنت کی ہے کامریڈ سٹالن کی حالیہ نظری کتاب کا مرکزی نقطہ دورِ حاضر کے عظیم مسائل کی جانچ پڑتال، اشتراکی معیشت کی اشتمالیت کی طرف قدم بہ قدم ترقی ہے۔ اس طرح کامریڈ سٹالن نے تعمیری طور پر مارکس ازم لینن ازم کی سائنس کو ترقی دی ہے اور اس بیش بہا خزانے میں مزید اضافہ کیا ہے۔ کامریڈ سٹالن نے پارٹی و سوویٹ عوام کو اپنے مقصد میں مکمل فتح حاصل کرنے کیلئے نظری طور پر مسلح کیا ہے۔

مارکسی لینینی نظریہ کو سمجھنے ہماری تمام تر عملی سرگرمیوں کی رہنمائی کے لئے کامریڈ سٹالن کی حالیہ شائع شدہ کتاب "سوویٹ یونین میں اشتراکیت کے معاشی مسائل" بنیادی اہمیت رکھتی ہے (طویل اور زوردار تالیاں) کامریڈ سٹالن نے اس کتاب میں سماجی پیداوار اور اس کی تقسیم، اشتراکی سماج کی مادی اقدار کے تمام قوانین کا مکمل تجزیہ کیا ہے۔ یہ کتاب اشتراکی معیشت کی ترقی کے تمام سائنسی اصولوں کو بیان کرتی اور اشتراکیت سے اشتمالیت کی طرف قدم بہ قدم ترقی کی تمام منزلوں کو واضح کرتی ہے۔ کامریڈ سٹالن نے اس کتاب میں معاشی نظریات کے مسائل کا بھرپور تجزیہ کر کے مارکسی لینینی معاشیات کو آگے بڑھایا ہے۔ کامریڈ سٹالن نے اپنی اس کتاب میں اشتراکیت سے اشتمالیت تک پہنچنے کیلئے تمام بنیادی و ابتدائی حالات اور ضرورتوں کا واضح خاکہ پیش کیا ہے۔

کامریڈ سٹالن ہمیں بتاتے ہیں کہ اشتراکیت سے اشتمالیت کی طرف حقیقی عبور حاصل کرنے کی راہ پر چلنے کیلئے کم از کم تین بنیادی ابتدائی ضرورتوں کو پورا کرنا ضروری ہے۔

"سب سے پہلے جو چیز ضروری ہے اور جس کا انتظام کیا جانا چاہیئے کہ تمام سماجی پیداوار برابر بڑھتی رہے اور ذرائع پیداوار کی پیداوار کے بڑھنے کی رفتار نسبتاً زیادہ ہونی چاہیئے کیونکہ اولاً اس کو اپنے کارخانوں کے لئے اور قومی معیشت کی تمام شاخوں کے لئے سازو سامان مہیا کرنا پڑے گا لیکن صرف یہی وجہ نہیں اس کی دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو پھر برابر بڑھتے ہوئے پیمانہ پر پیداوار ممکن نہ ہوگی۔" (جے اسٹالین "سوویت یونین میں اشتراکیت کے معاشی مسائل" صفحہ ۸۵)

"دوسرے یہ ضروری ہے کہ تدریجی تبدیلیوں کے ذریعے جن سے اجتماعی کھیتوں کو اور لہٰذا پورے سماج کو فائدہ پہنچتا ہو۔ اجتماعی کھیت کی ملکیت کو قومی ملکیت کے درجے پر پہنچا دیا جائے اور پھر تدریجی تبدیلیوں کے ذریعے سے ہی جنس تبادلہ کی گردش کی جگہ پیداوار کے تبادلہ کا نظام قائم کیا جائے جس کے تحت مرکزی حکومت یا کوئی اور سماجی معاشی مرکز سماجی پیداوار کی ساری پیداوار کو سماج کے حق میں اپنے قابو میں لے لے۔" (جے سٹالن "سوویٹ یونین میں اشتراکیت کے معاشی مسائل صفحہ ۸۵)

یقیناً حال ہی میں گردش جنس اور اجتماعی کھیتوں کی ملکیت کو کامیابی سے اشتراکی معیشت کو ترقی دینے کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے یہ ہمارے سماج کو بہت فائدہ پہنچا رہے ہیں اور مستقبل قریب میں اور بھی بہت زیادہ فائدہ مند ثابت ہوں گے۔ مگر ہمیں اپنی ترقی کے امکانات کو ملحوظِ خاطر رکھنا چاہیئے۔

کامریڈ سٹالن ہمیں بتاتے ہیں کہ "جب تک کہ اجتماعی کھیت گروہوں کی ملکیت

جنسِ تبادلہ کی گردش وغیرہ معاشی عناصر قائم رہتے ہیں"۔ نہ تو پیداوار کی اتنی فراوانی ہو سکتی ہے اور نہ ہی پیداوار سماج کی تمام ضرورتوں کے لئے کافی ہوسکیگی اور نہ ہی ہر ایک کو اس کی ضرورتوں کے مطابق' کے موضوع تک پہنچنا ممکن ہے؟

(جے ستالن "سوویت یونین میں اشتراکیت کے معاشی مسائل" صفحہ ۸۴)

جب تک کہ اشتراکی معیشت میں دو بنیادی پیداواری حصے قومی ملکیت والا حصہ اور اجتماعی کھیتوں کی ملکیت والا حصہ باقی رہتے ہیں، تب تک ہماری قومی معیشت میں گردش جنس اور روپیہ کے عنصر کا باقی رہنا بھی لازم اور سودمند ہے، اشتراکی سماج میں بھی جنس کی پیداوار اور جنس کا تبادلہ قانونِ قدر کو معین کرتا ہے اور اسے زندہ رکھتا ہے اگرچہ ہمارے نظام میں قانونِ قدر کا پیداوار کو ضبط میں لانے والا کردار باقی نہیں رہا۔

مگر قانون قدر کی طرح گردش جنس کوئی ابدی شے نہیں اشتراکی سماج کے پیداوار کے دونوں حصے قومی ملکیت اور اجتماعی کھیتوں کی ملکیت کا حصہ مل کر ایک واحد حصہ نہیں بن جاتا اور سارے پیداواری نظام کا واحد طریقہ پیداوار بن کر پورے معاشی نظام پر حاوی ہو جائے گا تب گردش جنس روپیہ اور قانون قدر کا وجود بھی ختم ہو جائے گا۔ یہ خیال کہ اشتمالیت کے تحت بھی گردش جنس باقی رہے گی، مارکس ازم کے منافی ہے۔ اشتراکیت سے اشتمالیت کی طرف جانے کے عبوری دور میں گردش جنس بالکل متبادل یا بے جوڑ ہے۔

کامریڈ استالن نے اپنی کتاب میں ان تمام اقدامات کو بیان کیا ہے جو کہ اجتماعی کھیتوں کی ملکیت کو قومی ملکیت بنانے کی سطح تک لے جانے کیلئے ضروری ہیں۔ اجناس کے آپسی تبادلے کے نظام تک پہنچنے کے لئے اس عبوری دور میں ہمیں آہستہ آہستہ قدم بہ قدم قومی صنعت کی پیداوار اور اجتماعی کھیتوں کی پیداوار کو آپسی تبادلے کی سطح تک

لے جاتا ہے آج اس اجناس کے آپسی تبادلے کے ابتدائی نقوش زرعی پیداوار کے "لین دین" کی صورت میں موجود ہیں۔ ایک عرصہ سے روئی۔ پٹ سن۔ چقندر اور اجتماعی کھیتی کی دوسری پیداوار کے کچھ حصے کا "لین دین" اسی طرز پر ہو رہا ہے۔ یہ طرز "لین دین" ترقی کر کے وسیع طور پر آپسی تبادلۂ اجناس کے نظام میں لے جائے گا۔

کامریڈ سٹالن ہمیں بتلاتے ہیں کہ ایسے نظام کے لئے ضروری ہوگا کہ دیہات کے لئے شہر جو مال مخصوص کر دیتے ہیں ان میں بہت زیادہ اضافہ کیا جائے گا اور اس لئے اس نظام کو لانے میں جلدبازی نہیں دکھانی چاہیئے یہ تو اس وقت ہو سکتا ہے جب شہروں کی پیداوار میں اضافہ ہو لیکن اس نظام کو ثابت قدمی اور مضبوطی کے ساتھ لانا ہے۔ اس کے لئے رفتہ رفتہ جنس تبادلہ کی گردش کے دائرہ عمل کو کم کرنا ہے اور پیداوار کے "لین دین" کے عمل کو بڑھانا ہے "

ایسا نظام جنس تبادلہ کی گردش کے دائرہ عمل کو کم کر کے اشتراکیت سے اشتمالیت تک کے مرحلوں کو طے کرنے میں آسانی پیدا کرے گا۔ پھر اس سے یہ ممکن ہو جائے گا کہ اجتماعی کھیتوں کی بنیادی ملکیت کو یعنی اجتماعی کھیتوں کی پیداوار کو قومی منصوبہ بندی کے عام نظام میں شامل کر لیا جائے۔ ہمارے موجودہ حالات میں اجتماعی کھیتوں کی ملکیت کو قومی ملکیت کے درجے تک پہنچانے کا یہی ایک حقیقی اور کارگر طریقہ ہے" (جے سٹالن "سوویت یونین میں اشتراکیت کے معاشی مسائل" صفحہ ۱۱۸ - ۱۱۹)

جنس کے تبادلے کا یہ نظام اجتماعی کھیتوں کے کاشت کاروں کے لئے یہ اس لئے یقیناً مفید ہوگا کہ آج جنس تبادلہ کی گردش کے نظام میں اجتماعی کھیتوں کے کاشتکاروں کو جتنی چیزیں ملتی ہیں اس سے کہیں زیادہ چیزیں اور کئی زیادہ سستی قیمت پر انہیں ریاست

سے ملا کریں گی ہر شخص جانتا ہے کہ وہ اجتماعی کھیت جنہوں نے حکومت سے پیداوار کے تبادلے کا ("لین دین" کا) معاہدہ کر لیا۔ انہیں ان اجتماعی کھیتوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ فائدے حاصل ہیں"۔ ہم جانتے ہیں کہ اس زمرے میں آنے والے اجتماعی کھیتوں کی بہت بڑی تعداد بہت دولت مند ہے اجتماعی کھیتوں پر مشتمل ہے۔

کامریڈ سٹالن نے ہمیں بتایا ہے کہ اشتمالیت کی طرف بڑھنے کے لئے اس عبوری دور کے تمام مراحل کو طے کرنے کے لئے تیسری بنیادی ابتدائی ضرورت یہ ہے کہ "سماج کی اتنی تہذیبی ترقی ضروری ہے کہ سماج کے تمام افراد اپنی تمام جسمانی و ذہنی صلاحیتوں کو ہر طرح ترقی دے سکیں وہ ایسی تعلیم پا سکیں جس سے وہ سماجی ترقی کے باعمل کارکن بن سکیں، آزادی کے ساتھ اپنا پیشہ چن سکیں اور یہ نہ ہو کر موجودہ تعلیم میں محنت کی وجہ سے ساری زندگی ایک پیشے سے بندھے رہیں"۔

(جے استالن "سوویت یونین میں اشتراکیت کے معاشی مسائل" صفحہ ۸۷)

"اس کے لئے سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ کام کے دن کو کم کر کے کم سے کم چھ گھنٹے اور پھر پانچ گھنٹے مقرر کئے جائیں۔ اس کی ضرورت اس لئے ہے کہ سماج کے افراد کو مکمل تعلیم حاصل کرنے کے لئے وقت مل سکے۔ اس کی ضرورت پھر اس لئے بھی ہے کہ عالمگیر جبری پولی ٹیکنیکل (کئی فنون کی) تعلیم کو رواج دیا جا سکے۔ یہ اس لئے ضروری ہے کہ سماج کے افراد آزادی کے ساتھ اپنا پیشہ چن سکیں اور زندگی بھر کسی ایک پیشے سے بندھے نہ رہیں۔ اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ رہنے سہنے کے حالات میں بنیادی سدھار کیا جائے اور مزدوروں اور ملازموں کی اصلی اجرتیں اگر زیادہ نہیں تو کم از کم دوگنی ضرور کر دی جائیں۔ اس کے لئے اجرتوں اور تنخواہوں میں سیدھا

اضافہ کیا جائے اور بھر خصوصیت کے ساتھ استعمال کی چیزوں کی قیمتوں میں اور باقاعدہ کمی کی جائے۔" (اے اسٹالن" سوویت یونین میں اشتراکیت کے معاشی مسائل" صفحہ ۸۷-۸۸)

کامریڈ سٹالن ہمیں بتاتے ہیں کہ جب تمام ابتدائی شرائط مکمل طور پر پوری ہو جائیں گی تب ہی امید کی جا سکتی ہے کہ سماج کے افراد کے لئے کام جو کہ سرمایہ داری نظام میں ایک بھاری بوجھ معلوم ہوتا ہے وہ کام زندگی کی پہلی ضرورت اور قومی ملکیت[۱] سے سماج کے تمام افراد کے نزدیک سماج کی بقا کے لئے ایک مقدس و واثق بنیاد دیکھا جب کہ یہ تمام ابتدائی شرائط مکمل طور پر پوری ہو جائیں گی تب کہیں جا کر ہم اشتراکی موضوعہ "ہر کو اپنی قابلیت اور کام کے مطابق معاوضہ ملے" سے اشتمالی موضوعہ "ہر کو اپنی قابلیت اور ضرورت کے مطابق معاوضہ ملے" تک پہنچ سکتے ہیں۔ کامریڈ سٹالن نے پر زور طریقہ پر تنبیہ کیا ہے کہ ہم ان اعلیٰ معاشی رشتوں تک پہنچنے کے لئے اس عبوری دور کو جلد بازی سے الھڑ اور بالی پن میں پھاندنے کی کوشش نہ کریں۔ جب تک کہ ہم اس عبوری دور کے تمام مراحل سے نکلنے کے لئے ضروری حالات نہ پیدا کر لیں۔

کامریڈ سٹالن نے ان عظیم سماجی مسائل کا حل پیش کیا ہے۔ انہوں نے اشتمالیت تک پہنچنے کے لئے شہر اور دیہات، جسمانی اور دماغی محنت کے درمیان فرق کے خاتمے کے لئے باقاعدہ پروگرام مرتب کیا ہے اور پروگرام کے سوالوں سے بحث کی ہے انہوں نے ان سوالوں کا بھی تجزیہ کیا ہے اور ان کے آپسی فرق کو دور کرنے کے طریقے بتلائے ہیں وہ فرق جو آج بھی اشتراکی سماج میں موجود ہیں جو کہ مارکسی سائنس کے لئے بالکل نئے ہیں۔

اس طرح سے پارٹی نے مستقبل کے لئے منصوبہ بندی کی ہے ان عام کامیابیوں اور امکانات کی تعریف معاشی اصولوں پر مبنی ہے جو کہ کامریڈ سٹالن نے اشتمالی سماج کی تعمیر کے لئے ضروری قرار دیئے ہیں اور اس کی سائنس پر مبنی ہیں۔

(طویل۔ زوردار اور لگاتار تالیوں کی آواز)

کامریڈ سٹالن نے جس طرح معاشی قانون کے خارجی کردار کو دلائل سے ثابت کیا ہے۔ یہ دلائل بہت وسیع اور بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ کامریڈ سٹالن ہمیں بتاتے ہیں کہ معاشی ترقی و سیاسی معیشت کے قوانین چاہے وہ سرمایہ دارانہ دور میں ہوں اور چاہے وہ اشتراکی دور میں ایک خارجی قوانین ہیں جو کہ معاشی ترقی کے عمل کی عکاسی کرتے ہیں جن میں کہ انسان کی مرضی کا کوئی دخل نہیں۔ انسان ان قوانین کا پتہ چلا سکتا ہے ان سے واقفیت حاصل کر سکتا ہے انہیں سماج کے مفاد کے لئے استعمال میں لا سکتا ہے مگر وہ ان پرانے معاشی قوانین کو موقوف نہیں کر سکتا۔ ان کی جگہ نئے قوانین نہیں بنا سکتا۔ معاشی قوانین انسان کی مرضی سے نہیں بنائے جاتے بلکہ نئے معاشی حالات کی پیداوار ہوتے ہیں اور ان کے سوتے انہیں معاشی حالات سے پھوٹتے ہیں۔

یہ خیال قطعی غلط ہے کہ سماج کی معاشی ترقی کے قوانین بنائے جا سکتے ہیں یا انہیں موقوف کیا جا سکتا ہے۔ تاریخ نے جو سوویٹ ریاست کو ایک مخصوص کردار بخشا ہے۔ سوویٹ ریاست اس کے زور پر سیاسی معیشت کے موجودہ قوانین کو موقوف نہیں کر سکتی۔ نہ ہی ان کی جگہ نئے قوانین بنا سکتی ہے یا ان قوانین کو تبدیل کر سکتی ہے۔ اگر ہم اشتراکی سماج میں معاشی عمل کے خارجی قوانین کے وجود سے انکار کریں تو

اس کا نتیجہ تباہی اتفاق کے راج کے سوا کچھ نہ ہوگا نتیجتہً ہم سیاسی معیشت کی سائنسی عمل کو موقوف کر رہے ہوں گے کیونکہ سائنس نہ تو قائم رہ سکتی ہے اور نہ ہی ترقی کر سکتی ہے، جب تک کہ خارجی قوانین کے وجود کو تسلیم نہ کر لیا جائے اور انہیں سمجھا نہ جائے۔ معاشی قوانین کے خارجی کردار سے انکار کرنا معاشی حکمت عملی کے میدان میں نظریاتی مہم بازی کی بنیاد اور معاشی رہنمائی کے کام میں کامل بے اصولی کے مترادف ہے۔

مارکسی سیاسی معیشت کے علم میں کامریڈ سٹالن نے جدید سرمایہ داری اور اشتراکی دور میں کارفرما ہیں معاشی قوانین کی دریافت کر کے ایک بیش بہا اضافہ کیا۔ بنیادی معاشی قوانین دیئے گئے حالت کے پیداواری عمل اور اس بنیادی ارتقائی ترقی کے عمل کے رخ اور ماہیت یا مزاج کی تعریف ہیں اور یہ موجودہ معاشی نظام کو سمجھنے اور ان قوانین کی وضاحت کرنے کے لئے ایک کنجی کی حیثیت رکھتے ہیں۔

کامریڈ سٹالن نے اس چیز کو بہت ہی واضح طور پر ثابت کیا ہے کہ جدید سرمایہ داری کے بنیادی معاشی قانون کی نمایاں خصوصیتیں اور اس کے تقاضے یہ ہیں کہ "زیادہ سے زیادہ سرمایہ دارانہ منافع حاصل کرنا جس کا طریقہ یہ ہو کہ اپنے ملک کے لوگوں کی اکثریت کا استحصال کیا جائے۔ ان کو تباہ حال و مفلس بنا دیا جائے اور دوسرے ملکوں خصوصاً پچھڑے ہوئے ملکوں کے لوگوں کو غلام بنایا جائے اور انہیں باقاعدہ لوٹ کھسوٹ لیا جائے۔ پھر جنگیں چھیڑی جائیں اور قومی معیشت کو جنگی سانچے میں ڈھال لیا جائے جس سے زیادہ سے زیادہ منافع حاصل کرنے میں مدد ملتی ہے۔"

(جے۔ سٹالن۔ سوویٹ یونین میں اشتراکیت کے معاشی مسائل، صفحہ ۵۳)

یہ قانون سرمایہ دارانہ سماج کے اندرونی تضادات کو ظاہر اور واضح کرتا ہے۔ اور

سرمایہ دارانہ ملکوں کی جارحانہ وغارت گرانہ حکمت عملی کو بے نقاب کرتا ہے اور اس قانون کا استعمال سرمایہ داری کو عام گہرے ہوتے ہوئے بحران کی طرف لے جا رہا ہے یہ قانون حریفانہ طور پر سرمایہ دارانہ دور کے تمام تر تضادات کو ترقی دے رہا ہے اور ان کے ایکبارگی پھوٹ پڑنے کے حالات پیدا کر رہا ہے ۔

زوال پذیر سرمایہ دارانہ سماج کی ضد ترقی کرتا پھلتا پھولتا پروان چڑھتا ہوا اشتراکی سماج ہے اشتراکی سماج کے بنیادی معاشی قوانین کی اہم نمایاں خصوصیتیں اور اس کے تقاضوں کی دریافت کامریڈ سٹالن نے کی اور اسے یوں بیان کیا ہے ۔ "پورے سماج کی برابر بڑھتی ہوئی مادی اور تہذیبی ضرورتوں کو زیادہ سے زیادہ پورا کرنا جس کے لئے اعلیٰ ترین صنعت گری کی بنیاد پر اشتراکی پیداوار کو برابر بڑھایا اور مکمل بنایا جائے۔ (جے ستالن "سوویت یونین میں اشتراکیت کے معاشی مسائل" صفحہ ۵۵)

کامریڈ سٹالن ہمیں بتاتے ہیں کہ اشتراکی طریقۂ پیداوار کی بنیاد منافع حاصل کرنا نہیں بلکہ انسان و اسکی مادی و تہذیبی ضرورتوں کو پورا کرنا ہے ۔ اشتراکی پیداوار کا مقصد یہ ہے کہ تمام سماج کی برابر بڑھتی ہوئی مادی اور تہذیبی ضرورتوں کو پورا کیا جائے ۔ لگاتار اشتراکی پیداوار کو بڑھایا جائے اسے کاملیت عطا کی جائے ۔ اعلیٰ ٹکنیک کی بنیاد پر اور اسی ذریعے سے ہم اس مقصد کو حاصل کر سکتے ہیں۔ اس قانون کے عمل سے سماج کی پیداواری قوتوں کو ترقی کے مواقع میسر آتے ہیں اور وہ ترقی کرتی ہیں ۔ اور اس طرح محنت کش عوام کا مادی و تہذیبی معیار برابر بڑھتا چلا جاتا ہے ۔ (نمایاں)

کامریڈ سٹالن کی سرمایہ دارانہ و اشتراکی سماج کی بنیادی معاشی قوانین کی دریافت نے سرمایہ داری کے حامیوں پر کڑی چوٹ کی ہے اور وہ بوکھلا گئے ہیں یہ

بنیادی معاشی قوانین اس بات کا ثبوت مہیا کرتے ہیں کہ جہاں سرمایہ دارانہ سماج میں انسان زیادہ سے زیادہ منافع ہتھیانے کے سنگدل قانون کا غلام ہے جس کے منافع کے لیے اسے شدید مشکلات۔ مفلسی، بیکاری اور جنگوں کی خونی تباہی کے اندھے غار میں دھکیل دیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس اشتراکی سماج میں تمام پیداوار انسان کی بڑھتی ہوئی ضرورتوں کو پورا کرنے کے تابع ہے اسی میں نئے اشتمالی سماجی نظام کی فیصلہ کن برتری کا راز مضمر ہے جو کہ سرمایہ دارانہ سماج سے بہت اعلیٰ ہے (نمایاں)

لکھوکھا محنت کشوں کی باشعور تعمیری کوششوں سے اشتمالیت کی نمو ہوتی ہے۔ خودروی کے نظریے کی اشتراکی معاشی نظام میں کوئی جگہ نہیں۔ قانون مقابلہ اور پیداوار میں انتشار کے عمل کی وجہ سے سرمایہ دارانہ معیشت شدید قسم کے تضادات کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے اور یہ معیشت قریب المرگ ہے۔ کامریڈ سٹالن ہمیں بتاتے ہیں کہ ذرائع پیداوار کی قومی ملکیت کی وجہ سے ہمارے ملک میں قانون تبادلہ اور پیداواری انتشار کے برعکس قومی معیشت کی متناسب، متوازن ترقی کا قانون مروج ہوا۔

قومی معیشت کی متوازن ترقی کا قانون اشتراکی سماج کا بنیادی معاشی قانون نہیں۔ ہماری منصوبہ بندی اپنے ہی آپ ہماری خواہش کے مطابق مثبت نتائج حاصل نہیں کر سکتی۔ اگر وہ اشتراکی پیداوار کے مقصد کو اپنا مقصود قرار نہیں دیتی اور اسے ملحوظ خاطر نہیں رکھتی اور اگر وہ اپنی بنیاد اشتراکیت کے بنیادی معاشی قانون پر نہیں استوار کرتی۔ جب تک کہ ہم اپنے تمام تر مادی، مالی اور محنت کے ذرائعوں کے ناطق استعمال کے فن میں دسترس حاصل نہیں کر لیتے جو کہ قومی معیشت کی متوازن ترقی کی ضرورتوں اور اشتراکی سماج کی بنیادی۔ معاشی قانون اور اس کی تمام تر ضرورتوں

کے عین مطابق ہو۔ تب تک ہم اپنے ملک کی سماجی پیداوار کی کامل توسیع اور اس پیداوار میں بہتات حاصل نہیں کر سکتے۔

کامریڈ سٹالن نے اپنی کتاب "سوویٹ یونین میں اشتراکیت کے معاشی مسائل" میں ان تمام دقیق مسائل پر روشنی ڈالی ہے انہوں نے وہ طریقے بتائے ہیں جن سے ہم اشتمالیت کی تعمیر کی راہ میں جو تضادات پیدا ہوں گے انہیں حل کر سکیں گے اور ان مشکلات سے پوری طرح اور جرأت سے نبرد آزما ہو سکیں گے۔

کامریڈ سٹالن نے اس خارجی معاشی قانون کو دریافت کر کے کہ پیداواری رشتوں کا پیداواری قوتوں کے کردار کے عین مطابق ہونا ضروری ہے۔ ہمارے علم کے خزانے میں اور اضافہ کیا۔ کامریڈ سٹالن نے ہماری قومی معیشت کے مظاہر کی انتہاہ گہرائیوں تک پہنچکر ان مظاہر کو دریافت کیا جو کہ وہاں جاری ہیں انہوں نے ہمارے اس خیال کی نفی کی کہ اشتراکی سماج میں ذرائع پیداوار اور سماج کی پیداواری قوتوں میں کوئی آپسی تضاد نہیں بلاشبہ ہمارے اشتراکی سماج میں یہ تضادات موجود ہیں اور موجود رہیں گے۔ جس حد تک پیداواری رشتے ترقی نہیں کریں گے اسی حد تک پیداواری قوتوں میں بھی ترقی نہیں ہو گی۔ ہمارے اشتراکی سماج میں پیداواری رشتوں اور پیداواری قوتوں کے درمیان تضادات بہت کم ہیں اور یہ تضادات نہیں بڑھیں گے مگر یہ خیال کرنا بھی ایک خطرناک غلطی ہو گی کہ یہ تضادات سرے سے موجود ہی نہیں ہیں اور نہ ہی تضادات پیدا ہوں گے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم جلد ان تضادات کا پتہ چلائیں اور اپنی صحیح حکمت عملی کی بنیاد پر انہیں احسن طریقہ پر حل کر لیں تاکہ پیداواری رشتے اپنا اعلیٰ کردار ادا کر سکیں وہ کردار جو کہ فیصلہ کن طاقت کا

مالک ہے اور جو کہ پیداواری قوتوں کی زبردست ترقی کو معین کرتا ہے۔
اس لئے کامریڈ سٹالن نے ہم پر زور دیا ہے کہ اپنی معیشت کی مزید ترقی کے لئے یہ ضروری ہے کہ پارٹی کی رہنمائی کرنے والے کارکن اور ہمارے سماجی سائنس دان اس پروگرام کی علامات کو جو کہ کامریڈ سٹالن نے ہمیں بتائیں ہیں ان کو اپنے کام کی رہنما بنائیں اور مارکسی لینینی فلسفہ کے مسائل کی اس عملی کام کی روشنی میں جو کہ مارکسی فلسفہ کا جزو لاینفک ہیں۔ پوری طرح جانچ کریں۔
کامریڈ سٹالن کی یہ کتاب اس بات کا کھلا ہوا ثبوت ہے کہ ہماری پارٹی نظریے کو اپنے کام میں خاص اہمیت دیتی ہے۔ ہماری پارٹی کا نظریہ اب تک انقلابی مارکسی نظریہ رہا ہے اور رہے گا۔ یہ انقلابی نظریہ ہی وہ نہ بجھنے والی مشعل ہے جو کہ پارٹی اور ہمارے عوام کو فتح مندی سے اشتمالی سماج کی طرف بڑھنے کی راہ کو منور کر رہا ہے۔ (زوردار تالیاں)
کامریڈ سٹالن مسلسل مارکسی نظریہ کو ترقی دے رہے ہیں۔ ان کی کلاسیکی کتاب "مارکسزم اور مسئلہ لسانیات" مارکسی فلسفہ کو نئی اور اونچی سطح تک لے گئی ہے وہ مارکسی فلسفہ کو جو کہ سماجی ترقی کے کردار کی رہنمائی کرتا ہے اور اس سے پوری طرح متعلق ہے۔ کامریڈ سٹالن نے اپنی اس کتاب میں سماج کی معاشی بنیادوں اور اس کے بالائی ڈھانچے پیداواری قوتوں اور پیداواری رشتوں کے مسائل سے سیر حاصل بحث کی ہے اور اس طرح تاریخی و جدلی مادیت کو اشتمالی سماج کی نظری بنیاد ہونے کی حیثیت میں بہت آگے بڑھایا ہے۔ کامریڈ سٹالن ہمیں بتلاتے ہیں کہ زبان بھی سماجی ترقی کا ایک ذریعہ ہے۔ انہوں نے اپنی اس کتاب میں زبان و قومی تہذیب کے مستقبل میں مزید ترقی کے امکانات

کو بھی واضح کیا ہے ہمیں یہ کتاب کامریڈ ستالن نے مارکسزم لیننزم کے اصولوں کے خزانے میں نئے اصولوں کا اضافہ کیا ہے اور علم کے تمام شعبوں کیلئے نئے امکانات پیدا کر دیئے ہیں۔

معاشی مسائل اور زبان کے مسئلہ پر کامریڈ سٹالن کی یہ نئی کتابیں مارکسزم کو ترقی کے ایک نئے دور میں لے جاتی ہیں اور یہی چیز مارکس۔ اینگلز اور لینن کی تعلیمات کی طرف تعمیری رسائی کی ایک زبردست مثال ہے۔ کامریڈ سٹالن ہمیں بتاتے ہیں کہ مارکسزم فلسفہ کی طرف اعتقادی یا غیر استدلالی سوچ کی قطعی اجازت نہیں دیتا مارکسزم تک اس قسم کی رسائی عوام کو تعلیم دینے کے کام میں شدید گزند پہنچا سکتی ہے۔ کامریڈ سٹالن کی یہ نظری دریافتیں عصر آفریں اہمیت کی مالک ہیں وہ عوام کو علم کے اس ہتھیار سے لیس کرتی ہیں کہ سماج کی انقلابی تعمیر اشتمالیت کی طرف پہنچنے کی جدو جہد کے زبردست تجربات کی بنیاد پر کی جاسکتی ہے (طویل زوردار تالیاں)

کامریڈ سٹالن کی یہ نظریاتی کتابیں بہت ہی وسیع اہمیت کی حامل ہیں۔ وہ ہمیں آہستہ آہستہ سطح پر ہی پھیلتے رہنے سے آگاہ کرتی ہیں۔ وہ ہمیں عمل کی گہرائیوں میں اترنے اور سماجی ترقی کے عمل کی ماہیت تک پہنچنے میں مدد دیتی ہیں وہ ہمیں اس بات کی تعلیم دیتی ہیں کہ ہم ہر سماجی مظہر کو اس کی ابتدائی حالت ہی میں محسوس کریں۔ یہی ہماری ترقی کی راہ کو معین کریگا اور اسی طریقے پر ہم ہیں مارکسی دور اندیشی پیدا ہو سکے گی۔

مارکس۔ انیگلز۔ لینن اور سٹالن کی تعلیمات ہماری پارٹی کو ناقابل تسخیر طاقت بخشتی ہیں، وہ پارٹی ہیں تاریخ کے نئے مراحل کو پوری آب و تاب سے سر کرنے کی قابلیت پیدا کرتی ہیں، پارٹی کو اپنی ترقی کی طرف قدم اٹھانے کی رفتار کو صحیح طور

پر پرکھنے کے قابل بناتی ہیں تاکہ ہم تیزی سے اپنی فتح کو محفوظ کر سکیں اور کامیاب ہونے کے قابل بن سکیں۔

لینن و استالنی انقلابی نظریہ کی یہ تیز روشنی والی مشعل تمام ملکوں کے عوام کی سامراج کے خلاف امن۔ جمہوریت اور اشتراکیت کے قیام کی جد وجہد کے امکانات کو روشن کرتی ہے۔ (زوردار طویل لگاتار تالیاں بجنے کی آواز)

x x x x x

رفقاء سوویت ریاست اب سرمایہ دارانہ ملکوں میں گھرا ایک تنہا نخلستان نہیں۔ ہم تیزی سے آگے بڑھ رہے ہیں۔ عظیم چینی عوام ہمارے ساتھ ہیں (دیر تک تالیاں بجنے کی آواز) عوامی جمہوریتوں و جرمن عوامی جمہوریت کے لکھوکھا عوام ہمارے ساتھ مل کر قدم اٹھا رہے ہیں (دیر تک تالیاں بجنے کی آواز) تمام ترقی پسند انسانیت کی ہمدردیاں اور امداد ہمارے شامل حال ہے۔ (دیر تک تالیاں بجنے کی آواز) ہم سب ساتھ مل کر قوموں کے درمیان بھائی چارے دوستی اور امن کا علم اٹھائے آگے بڑھ رہے ہیں۔

ہمارے عظیم الشان ملک کی طاقت اپنے پورے عروج پر ہے۔ ہم تیزی سے کامیابیوں پر کامیابیاں حاصل کر رہے ہیں۔ اپنے ملک میں اشتمالی نظام کی تکمیل کے لئے ہمارے پاس تمام ذرائع موجود ہیں۔ سوویٹ یونین کے قدرتی وسائل لامحدود و لازوال ہیں۔ ہماری عظیم ریاست ان وسیع

ذرائعوں کو محنت کش عوام کے فائدے کے لئے استعمال کرنے کی قابلیت رکھتی ہے اور اس کا بھرپور مظاہرہ بھی کر چکی ہے۔ سوویٹ عوام نئے سماج کی تعمیر کرنے کی قابلیت رکھتے ہیں اور اب وہ مستقبل کی طرف اعتماد سے قدم اٹھا رہے ہیں۔ (دیر تک تالیاں بجتے رہنے کی آواز ————)

سوویٹ یونین کے عوام کی رہنمائی ہماری پارٹی کے ہاتھ میں ہے۔ وہ پارٹی جو کہ جدوجہد کی بھٹی سے نکل کر آزمائشوں سے گزر کر پوری طرح پرکھی اور جانچی جا چکی ہے یہ وہ پارٹی ہے جو کہ ثابت قدمی سے لینینی واستالنی حکمت عملی پر عمل کر رہی ہے۔ کیمونسٹ پارٹی کی ہی رہنمائی میں ہم سوویٹ روس میں اشتراکی سماج قائم کر سکے ہیں۔ جہاں انسان پر انسان کی لوٹ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو چکی ہے۔ پارٹی کی رہنمائی میں سوویٹ یونین کے عوام کامیابی سے اپنے عظیم مقصد اپنے ملک میں اشتمالیت کی تعمیر کے کام میں معروف ہیں۔ (دیر تک تالیاں بجنے کی آواز)

اب دنیا کی کوئی طاقت سوویت سماج کی ترقی کے آڑے نہیں آسکتی۔ ہم ناقابلِ تسخیر ہیں۔ ہمیں اپنا ہاتھ مضبوطی سے پتوار کے دستے پر رکھنے چاہیں۔ اب ہمیں کسی قسم کی اشتعال انگیزی یا دھمکیاں اپنے راستے سے نہیں ہٹا سکتیں اب ہم اس راستے پہ تیزی سے آگے بڑھتے چلے جائیں گے۔

(دیر تک زوردار تالیاں بجنے کی آواز)

غیر فانی لینن کے پرچم کے سائے میں استالن کی بالغ نظرانہ

رہنمائی میں اشتمالیت کی فتح کے لئے آگے بڑھتے چلو۔

رپورٹ کے خاتمے پر تمام نمائندے کھڑے ہوکر کامریڈ سٹالن کا پرزور تالیوں اور نعروں سے خیر مقدم کرتے ہیں۔ ہال کے ہر حصے سے یہ نعرے بلند ہونے کی آوازیں

- "عظیم استالن زندہ باد"
- "ہمارا محبوب استالن زندہ باد"
- "ہمارا محبوب راہنما اور معلم کامریڈ سٹالن زندہ باد"
